ٹائٹل بار اول

اس کریم ورحیم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے قرآن مجید جیسی پاک کتاب بھیج کر اور جناب خاتم الانبیاء سید الاولین والآخرین کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرما کر وحشی انسانوں کو پھر نئے سرے سے انسانیت سکھلائی اور کروڑہا دلوں کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مذہب اور ملت کس چیز کا نام تھا اور کن طریقوں کو اعمال صالحہ سمجھ رکھا تھا تو اس وقت اسلام کی بے انتہا برکتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ اب تک جن عقاید اور اعمال کے پابند دوسرے مذاہب کے لوگ نظر آتے ہیں وہ سب قابل نفرت کام اور بیحیائی کے طریقے ہیں وہ لوگ اس حقیقی خدا کو اپنی کتابوں میں نہیں دکھلاتے جس کو قانون قدرت اور صحیفہ فطرت دکھلا رہا ہے بلکہ ایک ایسے نئے اور مصنوعی خدا کو پیش کر رہے ہیں جو کہ انہیں کے خیالات کا بنایا ہوا ہے چنانچہ بعضوں نے تو انسان کو ہی خدا بنا رکھا ہے اور بعض پتھروں کے آگے سر جھکا رہے ہیں اور بعض سرے سے خدا ہی کو نہیں مانتے اور بعض جنہوں سے خدا کے وجود کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن اس کو روحوں اور مادوں کا پیدا کرنے والا اور ہر یک فیض کا مبدأ اور منبع نہیں سمجھتے بلکہ ہر یک جیو کو اپنے قویٰ کا آپ حافظ اور ہر یک روح کو اپنی طاقتوں کا آپ ہی نگہبان خیال کرتے ہیں حتی کہ ہر یک کیڑے مکوڑے کی جان کو بھی ایسی قدیم اور ازلی اور واجب بالذات سمجھتے ہیں کہ جس کی کسی قوت کو خدا کے ہاتھ کی حاجت نہیں اور اس کا ال

طبع اول

اور نورالانوار کے سہارے سے غافل ہیں جس کے وجود کے سوا کوئی ہستی حقیقی نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہی تو ہے جو ہر یک فیض کا مبدا اور ہر یک زندگی کا سرچشمہ اور ہر یک قوت کا ستون اور ہر یک وجود کا سہارا ہے اور انہیں معنوں کے رو سے تو اس کو خدا ماننا پڑا ہے سو اسی کا یہ فضل و احسان ہے کہ دنیا کو تاریکی اور غفلت اور جہالت میں پا کر ایک نور بھیجا اور وہ نور جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے دُنیا میں آیا اور خدا کا مقدس کلام **قرآن شریف** اس پر نازل ہوا اور ہم کو علمی اور عملی پاکیزگی کیلئے بھی راہیں دکھلائیں۔ پس اس عالیشان نبی اور اُس کے آل و اصحاب پر ہماری طرف سے بیشمار درود اور سلام ہو جس نے کروڑہا لوگوں کو تاریکی سے نکالا اور پلید عقیدوں اور قابل شرم عملوں اور نفرتی رسموں سے رہائی بخشی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اٰمِیْن

اما بعد اس مختصر رسالہ کے لکھنے کا یہ موجب ہے کہ ایک مدت ہوئی کہ مجھے بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتابوں میں اس بات پر بہت ہی زور دے رہے ہیں کہ آریہ لوگ ضرور رسم نیوگ کو اپنی بیویوں اور بہو بیٹیوں میں وید کی شرائط کے موافق جاری کریں۔ میں نے ان خبروں کو سُن کر باور نہ کیا اور خیال کیا کہ یہ دشمنوں کا افترا ہوگا بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ شریف لوگ اپنی پاک دامن عورتوں کو صرف اولاد کی خواہش سے غیر مردوں سے ہمبستر کرادیں مگر میں چپکے چپکے بعض آریوں سے پوچھتا رہا کہ یہ کیا بات ہے وہ صاف انکار کرتے رہے کہ یہ بیانات غلط ہیں ایسا ہرگز نہیں مگر میں دیکھتا تھا کہ بعض کے چہروں پر انکار کے وقت کچھ شرم اور انفعال کے آثار ہوتے تھے گویا اُن کو ایک بھاری ندامت کا سامنا درپیش ہے لیکن میرے لئے کافی نہ تھا کہ صرف اسی قدر قرائن سے کوئی رائے ظاہر کروں اتنے میں ۱۸۸۶ء یا ۱۸۸۷ء میں ایک برہمو صاحب کا **ایک رسالہ** جو نیوگ کے بارہ میں ستیارتھ پرکاش کے

نوٹ ہمارا منشاء اس رسالہ کے لکھنے سے صرف دو باتیں ہیں (۱) یہ کہ ایسی کتاب یعنی وید میں ایسی گندی باتیں لکھی ہیں کیونکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے (۲) یہ کہ اس ملک کے لوگ متنبہ ہو کر ایسی فحش اور فسق و فجور کی رسموں سے پرہیز کریں اور نیز گورنمنٹ بھی جس نے ملک کی جسمانی خیر خواہی کے خیال سے پہلے اس سے ستی اور دختر کشی کی رسم کو بند کر دیا ہے حسب تہذیب جسمانی کی نیت سے اس ناپاک رسم کو بھی بند کر دے۔ منہ

لالچ سے نیوگ کرسکتی ہے یعنی کسی دوسرے سے مجامعت کراسکتی ہے جبتک کہ اس غیر آدمی کا حمل ٹھہر جائے میں نے اس رسالہ کو بھی خوب توجہ سے پڑھا مگر سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس رسالہ پر بھی اعتبار نہ آیا اور میں نے یہ خیال کیا کہ غالباً یہ رسالہ پنڈت اگنی ہوتری صاحب کے ہاتھ سے نکلا ہے اور میں سنتا ہوں کہ آریہ صاحبوں اور ان کے باہم سخت عداوت ہے اس لئے ممکن ہے کہ پنڈت صاحب نے عداوت کے جوش سے اپنی طرف سے کوئی حاشیہ چڑھا دیا ہو لیکن جب میں ستیارتھ پرکاش کے حوالے اس میں دیکھتا تھا تو میرا پھر خیال اس طرف جھک جاتا تھا کہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی ثقہ آدمی جھوٹے حوالوں سے ناحق اپنے تئیں الزام کے نیچے لاوے مگر بہرحال اُس وقت بھی میں قابل تسلی کوئی فیصلہ نہ کرسکا۔ پھر مجھے کلکتہ کے بعض نامی پنڈت صاحبوں کی رائے کی کیفیت بذریعہ ایک اخبار کے معلوم ہوئی جو بڑے جوش سے نیوگ کے مسئلہ کے حامی تھے مگر پھر بھی میں نے دل میں کہا کہ کلکتہ ہم سے بہت دور ہے ممکن ہے کہ کسی اخبار والے نے اس میں جھوٹ ملا دیا ہو۔ بالآخر یہ دل میں آیا کہ پنڈت دیانند کی کتابوں کو آپ ہی سُنیں اور ساتھ ہی یہ بھی قرین انصاف سمجھا گیا کہ اگر دیانند صاحب نے نیوگ کے بارے میں صرف اپنی ہی رائے لکھی ہو اور وید کا کوئی حوالہ نہ دیا ہو تو آریہ مذہب پر حقیقی طور سے کوئی الزام نہیں آسکتا **وید** پر تو تبھی الزام آئے گا کہ جب وہ ناپاک تعلیم اس کتاب میں پائی بھی جاوے جو الہامی مانی جاتی ہے غرض میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دے کر دیانند صاحب کی کتابیں بہم پہنچائیں اور چونکہ سُنا گیا تھا کہ پہلے چھاپہ کی ستیارتھ پرکاش کو آریہ صاحب قبول نہیں کرتے اس لئے اس تمام فیصلہ کا دوسرے چھاپہ کی ستیارتھ پرکاش پر مدار رکھا گیا چنانچہ وہ کتاب مجلس میں منگوائی گئی اور ایک صاحب ہماری جماعت میں سے صفحہ نمبر ۱۰۳ سے عبارت کو پڑھنے لگے اور پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچے

دیانند صاحب کی عبارت معہ ترجمہ	(اُتر) "نہیں نہیں۔ کیونکہ جو استری پرش برہم چرج میں استہتہ رہنا چاہے تو کوئی بھی اُپدرو نہ ہوگا اور جو کل کی پرمپرا رکھنے کے لئے کسی اپنے سجاتی

کا لڑکا گود میں لے لیں گے اُس سے کُل چلیگا اور وبھی چار نہ ہوگا اور جو برہم چرج نہ کرسکیں تو نیوگ کرکے سنتان اُتپت کرلیں"۔ یعنی بے اولادی کی حالت میں دوسرا نکاح کرنا ہرگز درست نہیں اور نہ حاجت ہے کیونکہ دو تدبیریں ایسی ہیں جن سے نکاح کی کچھ بھی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک تو

ص۳

یہ کہ جس مرد کی بیوی نہ رہے یا جس بیوی کا خاوند نہ رہے وہ رہبانیت اختیار کرلیں یعنی تارک اور تارکہ ہوکر زندگی بسر کریں اور قوم کی ترقی رکھنے کے واسطے کوئی لڑکا اپنی ذات کا متبنّیٰ کرلیں اس لڑکے سے خاندان باقی رہے گا اور زنا بھی نہ ہوگا (یعنی نیوگ کی حاجت نہیں پڑے گی) لیکن اگر رہبانیت* اختیار نہ کرسکیں اور جوش شہوت فرو نہ ہو تب نکاح تو کسی طرح کرنا ہی نہیں چاہیئے۔ ہاں نیوگ سے شہوت فرو کریں۔ اور اولاد حاصل کرلیں**۔

یہ ہدایت بیوہ اور رنڈوے مرد کے لئے ہے کہ جب عورت مر گئی یا مرد ہی مر گیا تو گویا عیالداری کی صنعت خدا نے آپ ہی لپیٹ دی اب مجرد رہو اور خوش رہو ایک مدت نکاح کرکے بھی دیکھ لیا اور حظ اُٹھا لیا اب سبکدوش ہوکر زندگی بسر کرو۔ اور اگر شہوت زور کرے اور رہا نہ جائے تو نکاح کا تو نام مت لو کہ وہ وید کے رو سے حرام ہے ہاں چپکے سے ایک مرد کسی دوسری عورت سے یا ایک عورت کسی دوسرے مرد سے یارانہ جوڑ لیوے اور اگر اس سے کامیابی نہ ہو تو دوسرا یا تیسرا خواہ دس تک نوبت پہنچے کچھ مضایقہ نہیں کہ اس میں وید کی آگیا ہے یہی تو وہ کارروائی ہے جس کا وید مقدس میں نام نیوگ ہے اس کے آگے نکاح اور تعدد ازدواج کیا چیز ہے یہ بہت عمدہ طریق ہے کہ بیوی خاوند کے مرنے کے بعد یا خاوند بیوی کے مرنے کے پیچھے بظاہر جوگی یا جوگن ہی بنی رہی اور شہوت رانی کا کام ایسا عمدہ چلتا گیا کہ نکاح والوں کو بھی پیچھے ڈال دیا کیونکہ ایسی عورت جو نکاح کی پابند ہو وہ صرف ایک خاوند کے قید میں رہے گی مگر نیوگ میں تو یہ لطف ہے کہ ہر یک نئی رات میں نیا آشنا اس کو مل سکتا ہے اور

*حاشیہ پنڈت صاحب کا یہ مقولہ کہ اور زنا بھی نہ ہوگا یعنی تارکہ رہنے اور لڑکا گود لینے سے مفت میں لڑکا ہاتھ آجائیگا۔ اور زنا تک نوبت نہ پہنچیگی۔ اس مقولہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب اپنے دل میں بیوہ کے نیوگ کو بھی زنا سمجھتے ہیں ورنہ اگر اُن کے نزدیک نیوگ زنا نہیں تو نیوگ نہ کرنے کی حالت میں اس قید کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوتا ہے کہ کانشنس کے جوش نے یہ کلمہ اُن کے منہ سے نکلوایا ہے جو اُن کے دوسرے بیانات کے مخالف ہے۔ منہ

نوٹ اگر نیوگ سے شہوت رانی منظور نہیں تھی تو کیوں متبنّیٰ بنانے پر کفایت نہیں کی گئی۔ منہ

**اس تقریر سے معلوم ہوا کہ نیوگ صرف شہوت رانی کی غرض سے ہو سکتا ہے گو اتنی شہوت رانی کریں کہ اس کے ضمن میں اولاد بھی ہو جائے۔ منہ

پھر اولاد کی بھی کمی نہیں اور ساتھ اس کے بیقیدی اور آزادی بھی۔

جب میری مجلس میں یہ مقام ستیارتھ پرکاش کا پڑھا گیا تو بعض دوست بے اختیار بول اُٹھے کہ دیکھو یہ صاف زنا ہے کیونکہ جس حالت میں نکاح نہیں اور بچہ گود لینا اسی لئے موقوف رکھا گیا کہ شہوت رانی مقصود بالذات ہے اور وہ شہوت نکاح کے ذریعہ سے پوری نہیں کی گئی تو پھر اگر یہ زنا نہیں تو اور کیا ہے بعض نے یہ بھی کہا کہ اس طریق نیوگ میں اس ہدایت کی رو سے بیوہ یہ بھی اختیار رکھتی ہے کہ اگر بیوہ صبح کو کسی غیر مرد سے ہمبستر ہو کر اُس کی منی پتلی اور ناقابل اولاد پاوے تو دوپہر کو کسی اور بیرج داتا کے ساتھ سووے اور اگر دوپہر والا بھی اس نقص سے خالی نہ ہو اور ایسی تسلی نہ کر سکا ہو جس سے اولاد کی امید ہو سکتی ہے تو شام کو کسی اور سے ہمبستر ہو جاوے اور اگر شام والا بھی ناتمام نکلے تو رات کو اسی آزمایش کیلئے کسی اور جوان کے آگے پڑے پس جو عورت ایک ہی دن میں چار غیر آدمی سے سوائے طریق جائز نکاح ہم بستر ہو اگر وہ زانیہ نہیں تو پھر دنیا میں زنا کوئی چیز نہیں دیکھو اور خوب غور کرو کہ جس حالت میں مرد اور عورت دونوں کو اقرار ہے کہ ان میں نکاح کا بالکل تعلق نہیں تو پھر ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مقاربت کا کیا نام رکھنا چاہیئے اور اس میں اور بیسوا کے پیشہ میں کیا فرق ہے۔ عدم نکاح کی صورت کو خوب یاد رکھو۔

لیکن میں نے اس مقام پر بھی اپنے دوستوں سے اتفاق رائے نہ کیا اور دل میں یہ خیال گذرا کہ اگرچہ واقعی اس طور میں زنا کی صورت تو ثابت ہے لیکن ممکن ہے کہ پنڈت دیانند کو اس مسئلہ کے بیان کرنے میں کچھ غلطی ہو گئی ہو اور شاید دراصل وید میں یہ لکھا ہو کہ بیوہ اپنی حسب مرضی کسی سے نکاح کر لے مگر میرے دوستوں نے جب کھول کھول کر اس مقام کی عبارتیں پڑھیں اور خوب غور کی گئی۔ تو یہ تو یقین ہو گیا کہ دوسرا نکاح تو ہندو مذہب میں قطعاً حرام ہے اور پھر جب نکاح نہیں تو یہ نیوگ دوسرے لفظوں میں حرامکاری کا نام ہے مگر تاہم میری طبیعت نے نہ چاہا کہ صرف بیوہ کے نیوگ پر اپنے اعتراض کی بنا کروں اس لئے میں نے کہا کہ آگے پڑھو یہاں تک کہ وہ مقام آ گیا جس میں آریہ صاحبوں کا وید ایک زندہ خصم والی عورت کو بھی ہدایت کرتا ہے کہ وہ اولاد نہ ہونے کی حالت میں کسی غیر سے ہمبستر ہو

द्विजों में पुनर्विवाह वा अनेक विवाह कभी न होना चाहिये

اس مقام کو پڑھ کر ہر یک غیرتمند نے پانچوں انگلیاں منہ میں ڈال لیں اور سب توبہ توبہ کر اُٹھے کہ دُنیا میں ایسی تعلیمیں بھی ہیں کہ بجائے تہذیب اور پاکیزگی سکھلانے کے اپنے پیروؤں کو پہلی حالت سے بھی نیچے گراتی اور اُن کی نیک چلنی کا ستیاناس کرتی ہیں میرے دل پر اُس وقت بہت ہی صدمہ گذرا اور قریب تھا کہ میں آہ مار کر روتا اس خیال سے کہ جن لوگوں کی کتاب کی ایسی تعلیم ہے۔ وہ بھی **اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرتے** اور اس زناکاری کی حالت پر راضی ہو کر تعدد ازواج کے اس مسئلہ پر شور مچاتے ہیں جو نکاح کی پابندی سے دراصل انہیں ضرورتوں کی بنا پر ہے۔ جن ضرورتوں نے ان قوموں کی حرامکاری تک نوبت پہنچائی۔ پاک طریق پر اعتراض اور ٹھٹھا اور ناپاکی اور دیوثی پر راضی ہونا اور جھوٹے طور پر دوسرے کے نطفہ کو اپنا نطفہ قرار دینا کہ یہ میری ہی اولاد ہے کس قدر سچائی اور حیا اور شرم اور غیرت کا خون کرنا ہے مگر میں اس افسوس کو اندر ہی اندر کھا گیا اور چاہا کہ قادیان کے آریوں کو بوجہ حق ہمسائیگی کچھ نصیحت کروں اس لئے میں نے ایک مجلس مقرر کر کے اُن میں سے چار آریوں کو بُلایا اور اُن کے سامنے ستیارتھ پرکاش کا مقام خاص پیش کر کے نیوگ کی حقیقت پوچھی گئی سو پہلے تو بعض نے کتاب پر ہی اعتراض کیا کہ یہ پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش ہے جو غلط ہے اور جب بتلایا گیا اور دکھلایا گیا کہ صاحب یہ وہی دوسرا چھاپا ہے تو پھر اونہوں نے اپنے دلوں میں یہ گمان کیا کہ مسلمانوں میں سے اس کو کون پڑھ سکتا ہے کیونکہ ناگری ہے اس لئے بعض نے چالاکی سے جواب دیا کہ صرف نیوگ بیوہ کے بارے میں ہے اور اس کی بھی اصل صورت کو بدل ڈالا تا وہ کارروائی زنا کی ہم شکل ثابت نہ ہو مگر افسوس کہ جب وہ گندی عبارتیں خاوند والی عورتوں کے متعلق کی اُن کو پڑھ کر سنائی گئیں تو کچھ بھی شرم اُن میں پیدا نہ ہوئی بلکہ بعض نے کہا کہ ہم نیوگ کے اس قسم پر بھی راضی ہیں اور ہم اُنکی اُن بےحیائی کی باتوں کو سن کر چپ ہی رہ گئے اور آخر ایک علم ہمدردی نے جوش مارا لہٰذا ہمیں اُس للّٰہی جوش نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اس بارے میں ایک اشتہار شائع کریں تا شاید کسی طالب حق کو فائدہ پہنچے چنانچہ ہم نے ۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء کو ایک اشتہار نیوگ کے متعلق محض ہمدردی بنی نوع کی غرض سے شائع کر دیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہماری نیت اُس اشتہار کے جاری کرنے سے مجرد اس کے اور

صـ ۶

کچھ نہ تھی کہ کسی طرح ہمارے ہمسایہ آریہ لوگ اس بے حیائی کے کام سے رُک جائیں اور اپنی بیویوں کو اس ڈشٹ کرم سے ناپاک نہ کریں بلکہ غیرت اور خدا ترسی کو کام میں لاکر ایسی تعلیم سے دست بردار ہوجائیں جو شرم اور غیرت اور عزت کو برباد کرتی ہو کیونکہ ایک غیرتمند انسان کے لئے اس سے زیادہ کیا رسوائی ہے کہ اس کی بیاہتا بیوی اور خاندان کی رانی اس کے جیتے جی اسی کی عورت کہلا کر اور اُسی کے نکاح میں ہو کر کسی دوسرے سے ہمبستر ہو ایسے آدمی کا تو ڈوب کر مرنا بہتر ہے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اُس کے دیکھتے دیکھتے غیر آدمی اس کی عورت سے مونہہ کالا کرے اور وہ چُپ رہے ان وجوہات سے ہمیں امید تھی کہ جیسا کہ ہم نے کمال ہمدردی اور خیر خواہی کے رو سے اشتہار کو لکھا تھا ایسا ہی آریہ صاحبان بھی ہمارے اشتہار کو غور اور انصاف سے دیکھیں گے اور کوشش کریں گے کہ اس بلا سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
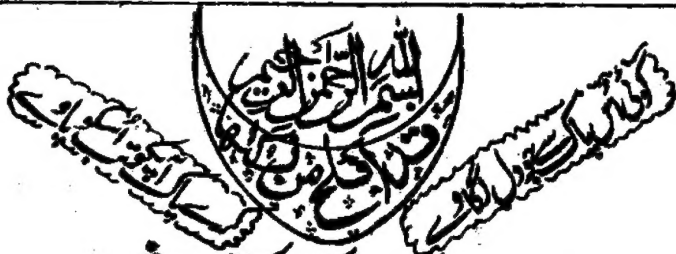
آریہ صاحبوں کے ملاحظہ کیلئے ایک ضروری اشتہار

چونکہ اس وقت کتاب منن الرحمان* میری طرف سے مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ رہی ہے اور اسی کتاب میں ایک تقریب پر آریہ صاحبوں اور عام ہندوؤں کے مسئلہ نیوگ کا بھی ذکر کرنا پڑیگا اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس اشتہار کے ذریعہ سے بعض واقف کار آریہ صاحبوں سے بحث کرلوں اور پھر اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں لکھوں یا اگر وہ مجھے اس کی معقولیت سمجھا دیں تو لکھنے سے دستکش رہوں کیونکہ میری نظر میں نیوگ کا عقیدہ ایک ایسا قابل شرم عقیدہ ہے کہ اُسکے بیان میں گویا ہی

*حاشیہ جسمیں پانچہزار روپیہ کا اشتہار ہے۔ یہ کتاب دنیا کی زبانوں کی تفتیش اور تحقیق کے لئے میں نے تالیف کی ہے اس کتاب کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی ایسی زبان ہے جو کہ خدائے تعالیٰ مطلق کی وحی اور الہام سے ابتدا زمانہ میں انسان کو ملی اور وہی اُمّ الالسنہ یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے اور نہ صرف اسی قدر کہ تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں بلکہ میں نے اس کتاب میں

نجات پاویں اور اگر کوئی بات اُن کو سمجھ نہ آئے گی تو ہم سے دریافت کرلیں گے یا اگر ان کے زعم میں ہم نے خلاف واقعہ لکھا ہے تو پنڈت دیانند کے بھومکا اور وید کے حوالہ سے وہ غلطی ہماری ہمیں دکھائیں گے اور ہمیں ملزم کریں گے اور اپنی صحیح تحقیقات معہ وید کے منتر اور پنڈت دیانند کے بھاشی کے

تہذیب سے کام لیا جائے پھر بھی بوجہ خبث نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں لکھنی پڑتی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی صاحب پیچھے سے کوئی بات زبان پر لاویں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اگر کسی کا کچھ عذر ہو تو اب پیش کرے میں بخوشی اُس کے عذر کو سُنوں گا اور اگر قبول کے قابل ہو تو قبول کرلوں گا کیونکہ اس جگہ نفسانیت منظور نہیں صرف اظہار حق منظور ہے اب ضروری استفسار ذیل میں لکھتا ہوں

استفسار

اے آریہ صاحبان آپ لوگ اس سے بیخبر نہیں کہ پنڈت دیانند صاحب نے وید کی شرتیوں کے حوالہ سے نیوگ[1] کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے ایک یہ بھی قسم لکھی ہے کہ اگر مرد اس مردی کی قوت سے ناقابل ہو جس سے اولاد پیدا ہوسکے تو وہ اپنی بیوی کو اجازت دیوے تا کسی دوسرے سے اولاد حاصل کرے تب وہ شخص جس کو اجازت دی گئی ہے اسی گھر میں جہاں اس عورت کا خاوند رہتا ہے اس کی بیوی سے ہمبستر ہوگا اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ کئی سال تک اور جبتک کہ دس بچے پیدا ہوجائیں وہ اس سے ہمبستری کرسکتا ہے مگر ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ عورت اپنے خاوند کی خدمت اور سیوا میں بھی لگی رہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُسی گھر میں اس دیُّوث خاوند

یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہی ایک زبان ہے جو پاک اور کامل اور علوم عالیہ کا ذخیرہ اپنے مفردات میں رکھتی ہے اور دوسری زبانیں ایک کثافت اور تاریکی کے گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں اس لئے وہ اس قابل ہرگز ہو نہیں سکتیں کہ خدا تعالیٰ کا کامل اور محیط کلام اُن میں نازل ہو کیونکہ ان زبانوں کی کم مائیگی اور کجی اور ناقص بیانی معارف الٰہیہ کی فوق الطاقت بوجھ کو اُٹھا نہیں سکتی۔ غرض اس کتاب میں بڑی صفائی سے اور بڑے روشن اور بدیہی دلایل سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کا پاک اور کامل اور روشن اور پُر اسرار اور پرحکمت کلام جو دائمی

[1] شاید آریہ کہیں گے کہ یہ زنا نہیں مگر جس حالت میں خاوند موجود ہے اور بیٹا بھی اسی کا بیٹا کہلاویگا اور عورت بھی اسی کی عورت رہیگی اور طلاق دی نہیں گئی تو پھر یہ زنا نہیں تو اور کیا ہے اور منو لکھتا ہے کہ نیوگ کے دنوں میں بھی خاوند کو صحبت کرنے کا اختیار ہے۔ (دیکھو منو)

لکھ کر شایع کر دیں گے مگر افسوس کہ یہ امید خلاف واقعہ نکلی اور انہوں نے کیا تو یہ کیا کہ صرف ایک گول مول گمنام اشتہار جس پر کوئی تاریخ نہیں محض یاوہ گوئی کے طور پر شایع کر دیا۔ یہ اشتہار اُن کا مطبع دہرم پرچارک جالندھر میں چھپا ہے اور ہم نے بار بار اس کو پڑھا کہ کیا اس میں ہمارے سوال کا کوئی جواب بھی لکھا ہے تو معلوم

کا رہنا بھی ضروری ہے جس کی عورت سے دن رات ایک اجنبی اس کی آنکھوں کے سامنے بدکاری کر رہا ہے اور ایسے زانی کا نام جو پرائی عورت سے بدکاری کرے وید کی رو سے **بیرج داتا** ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ بیرج داتا اُسی عورت سے اپنے لئے بھی اولاد لے سکتا ہے اور یہ بھی درج ہے کہ اگر کسی عورت کے لڑکیاں ہی پیدا ہوں تو اس کا بھی فرض ہے کہ اپنے پتی کی اجازت سے نیوگ کرا دے اور کسی بیرج داتا کو اپنے گھر میں بلا وے اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے یعنی اسی گھر میں اس عورت سے صحبت کرے اور ایک درازمدت تک کرتا رہے۔ اب آپ لوگ معاف فرماویں کہ ہم نے آپ کے وید کی تعلیم کا یہ حصہ اس غرض سے نہیں لکھا کہ آپ کے دلوں کو دکھا دیں بلکہ صرف اس استفسار کی غرض سے تحریر کیا ہے کہ کیا آپ لوگ ایسی شرتیوں کو بھی **ایشر بانی** سمجھتے ہیں اور کیا آپ لوگوں میں سے کسی کی انسانی حمیت اور غیرت اس بات کو قبول کرتی ہے کہ اس کے جیتے جی نیوگ کے بہانہ سے اس کا چھوٹا بھائی یا برادری میں سے کوئی مشٹنڈا اُس کی پیاری بیوی پر صحبت کی غرض سے حملہ کرے بلکہ باجازت وید کام بھی کر ڈالے یا کوئی برہمن اس کی عورت کے ساتھ ایسی حرکت کا مرتکب ہو اور وہ باوجود قوت اور شہوت اور طاقت اور روبرو موجود ہونے کے الگ ہو بیٹھے اور کچھ چوں نہ کرے بلکہ پاس کی کوٹھڑی میں خاموش بیٹھا رہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ ایک اجنبی اس کی اُس سہرن کی شکوہ اور برات کی بیاہتا سے جو نام و ننگ کے خاندان سے آئی تھی ہمخواب اور بغل گیر ہے اور صرف بوس و کنار پر بس نہیں کیا بلکہ حرکت زنا سے اس کم بخت خاوند کی ساری ہیت اور عزت کو خاک میں ملا دیا اور پھر بھی خدا غیرت اُس کی جوش نہ مارے۔

ہدایت لیکر دنیا میں آیا ہو وہ صرف اُسی زبان میں آ سکتا ہے جو اُن معارف اور حقایق کو بیان کرنے کیلئے اپنے اندر کامل وسعت رکھتی ہو سو اس فیصلہ کے مطابق صرف قرآن شریف ہی اللہ تعالیٰ کی وہ کامل کتاب ٹھہرتی ہے جو حقیقی اور کامل اور ابدی تعلیم لے کر دنیا میں آئی اور دوسری کتابیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اگر مان بھی

ہوا کہ ہمارے قول کے رد میں ایک ذرہ بھی تحریر نہیں کیا۔ ہاں بدزبانی بہت کی ہے اور ہمارا نام قسدیمی متعصب اور خبیث الباطن رکھا ہے اس کا ہمیں رنج نہیں کیونکہ جب چور محاصرہ میں آتا ہے تو حتی الوسع ناجایز حملہ کرتا ہے اسی طرح جب اُن کی کچھ بھی پیش نہ گئی تو چند گالیاں ہی دے دیں تا قوم کو خوش کر دیں لیکن وہ

اے آریہ سماج میں اس وقت تمہارے ہی پرمیشر کی تمہیں قسم دیتا ہوں اور تمہاری ہی کانشنس کی شہادت تم سے چاہتا ہوں کہ کیا تمہاری مردانہ غیرت اور شریفانہ حمیت اس بات پر برداشت کر سکتی ہے کہ یہ بیشرمی کا کام تمہارے گھروں میں اور تمہاری نظر کے سامنے ہو اور تم چپکے اُس کو دیکھتے رہو اور ایسی تعلیموں سے بیزار نہ ہو۔ جنہوں نے یہ دن تمہیں دکھلائے اور لعنت کا طوق تمہارے گلے میں ڈالا۔ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور طبعی طور پر اپنی عورت کے لئے حمیت اور غیرت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس قدر بھی روا نہیں رکھتا کہ اس کے گھر سے اس کی بیوی کی اونچی آواز اُٹھے اور اجنبی لوگ اس کو سنیں یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک غیرتمند انسان تھوڑے ظن کے ساتھ اپنی عورت کو قتل بھی کر دیتا ہے اور زنا کی حالت میں تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کی طرح پھینک دیتا ہے اور اپنے لئے ایک بیشرمی کی زندگی سے مرنا قبول کر لیتا ہے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگوں کا وید یہ کیسی ہدایت لایا جو انسانی فطرت کی طبعی

لیں کہ کوئی ان میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی تو وہ ایک قانون مختص القوم کی طرح صرف چند روزہ مصلحت کیلئے آئی ہوگی۔ لہذا جیسا کہ وہ خود ناقص تھیں ایسا ناقص بولی میں اُتریں۔ مگر کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اُترنا ضروری تھا کیونکہ کامل اور ناقص کا پیوند درست بیٹھ نہیں سکتا لہذا قرآن شریف عربی زبان میں اُترا جو اپنے ہر یک پہلو کے رو سے کامل ہے۔ غرض منن الرحمٰن کو ہم نے اس مدعا سے تالیف کیا ہے کہ تا کامل بولی کے ذریعہ کامل کتاب کا ثبوت دیں اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کے ساتھ **پانچہزار روپیہ** کا اشتہار بھی دیا ہے جو شخص چاہے ہم سے پہلے روپیہ جمع کرا لے اگر وہ ثابت کر دیوے کہ وہ دلایل جو اس طرف سے عربی زبان کے ام الالسنہ اور وحی اللہ ہونے کے بارے میں پیش کئے گئے ہیں ویسے دلایل یا اُن سے بہتر کسی اور زبان کے بارے میں پیش ہو سکتے ہیں تو وہ پانچہزار روپیہ جو جمع کیا جائیگا اس کا ہوگا۔ یہ اشتہار صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ ہماری طرف سے

شریفوں کا کام نہیں کہ جھوٹے تو آپ بنوں اور سچے کو گالیاں دیں یہ ہرگز نیک ذاتوں کا کام نہیں اور پھر تعجب کہ ہمیں غلط بیانی کا الزام تو لگایا مگر اپنے اشتہار میں کچھ بیان نہ کیا کہ وہ غلط بیانی کیا ہے اور کس شرتی کو ہم نے خلاف واقعہ لکھا اور کس عبارت کو ہم نے محرف کیا اور کیا بڑھا دیا اور کیا گھٹا دیا بلکہ بالآخر اسی اشتہار میں اقرار کر دیا کہ

شرم اور حیا اور حمیت کے برخلاف ہے کیا کوئی شریف الفطرت اس بات پر راضی ہو سکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے یا لڑکیوں کی کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہونے کی تمنا سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ بلاوے اور اپنی عورت کو اس سے ہمبستر کراوے اور آپ الگ بیٹھا جوش شہوت کی حرکات دیکھتا رہے کیا اب بھی آپ لوگ اس تعلیم کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کہیں گے؟ اے میرے پیارے ہموطنو! اس خدا سے ڈرو جو ہرگز ناپاکی کے راہوں کو پسند نہیں کرتا وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے بندوں میں زنا پھیلے اور حرامی اولاد پیدا ہو۔ ایسے بیٹے کی خواہش پر بھی ہزار لعنت ہے جس کی والدہ اپنا عزیز خاوند چھوڑ کر دوسرے کے آگے پڑتی ہے اور تف اس اولاد پر جو حرامکاری کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ عزیزو ذرا سوچو کہاں ہے تمہاری شرافت کہاں ہے تمہاری انسانی حمیت کہاں ہے تمہارا کانشنس۔ غیر کا نطفہ تمہارا بیٹا ہرگز نہیں ہوگا اور ناحق بیحیائی سے اپنی عورتوں کی پاکدامنی کو گندگی میں ڈال دوگے۔ دنیا میں کنجر سب سے زیادہ بے شرم اور فاسق قوم ہے مگر وہ بھی اپنی بہو سے حرامکاری

یہ ایمانی اقرار ہے کہ ہر ایک ایسا شخص جو مقابلہ کرنے کے لئے علمی لیاقت رکھتا ہو یعنی اگر وہ انگریزی کا حامی ہے تو انگریزی دان ہو اور اگر سنسکرت کا حامی ہے تو سنسکرت دان ہو اس کی درخواست آنے کے وقت نقد پانچہزار روپیہ ایسی جگہ جمع کرا دیا جائے گا جو اس کی مرضی کے مطابق اور قرین انصاف ہو غرض یہ اس کا حق ہوگا کہ ہر طرح سے پوری تسلی کر لے ہاں اس پر یہ لازم ہوگا کہ ہمارا تحریری اقرار نامہ لے کر اپنی طرف سے بھی یہ اقرار نامہ لکھ دے کہ اگر وہ ایک مدت مقررہ تک جس کا تصفیہ بعد میں ہو جائیگا مقابلہ پر کچھ نہ لکھ سکا ویسا لکھ کر منصفوں کی نظر میں صحیح ہو تو اس مدت تک وہ تجارت کے کام کا روپیہ جو اس کے انتظار پر بند رہیگا اس کا مناسب ہرجانہ اس کو دینا ہوگا اور یہ روپیہ منصفوں کی ڈگری دینے سے اس شخص کو ملیگا جو اپنی زبان کو فضائل خاصہ غلبیہ کی رو سے ام الالسنہ ثابت کرے اور اس کا اختیار ہوگا کہ باضابطہ رسید کے ذریعہ سے وہ تمام منصفوں کے پاس روپیہ جمع کرا دیوے اور ہم اس بات کو پہلے قبول کر چکے ہیں کہ اس فیصلہ

صفحہ ۱۱

نیوگ سچ ہے اور ہمارے نیوگ ہو جاتا ہے اب اگرچہ یہ اقرار کافی تھا اور کچھ ضرورت نہ تھی کہ ہم اس رسالہ کو لکھتے مگر چونکہ وہ اشتہار چھپروں اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح لکھا گیا ہے اور صاحب اشتہار اس عاجز کو غلط بیانی کا الزام بھی دیتے ہیں اور پھر زبان دبا کر نیوگ کا اقرار بھی کئے جاتے ہیں اس لئے ہم نے مناسب سمجھا۔

نہیں کراتے مگر تم پر افسوس کہ جائز رکھتے ہو کہ تمہاری بہو بھی تمہارے بیٹے کے سوا کسی اور کے پاس جاوے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس زندگی سے مرنا بہتر ہے میں نے اسی تفتیش کے لئے قادیان میں ایک جلسہ قرار دیکر آریہ صاحبوں سے اس حقیقت کو دریافت کرنا چاہا چنانچہ ۴ جولائی ۱۸۹۵ء کو ایک مسجد میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ اور چار آریہ صاحبان شامل جلسہ ہوئے اور جب اُن سے دریافت کیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہمیں خبر نہیں۔ ہم نے ستیارتھ پرکاش کا یہ مقام نہیں پڑھا اور بعض نے بڑے استقلال سے بیان کیا کہ آریہ دھرم کا صرف یہ عقیدہ ہے کہ جو نیوگ کے ذریعہ سے اولاد لے سکتی ہے میں نہیں جانتا کہ انہوں نے اصل واقعہ کو کیوں چھپایا۔

کے لئے مسلمانوں میں سے کوئی منصف نہ ہو بلکہ اگر مثلاً یہ نزاع آریہ صاحبوں کی طرف سے ہو تو ہمیں منظور ہے کہ منصف دو شریف اور فاضل آریہ اور دو معزز اور لائق عیسائی انگریز ہوں اور کثرت رائے پر فیصلہ ہو مگر اس شرط سے کہ وہ کثرت رائے حلف کے ساتھ مؤکد ہو۔ اور اگر یہ نزاع بعض پادری صاحبوں کی طرف سے ہو تو ایسا انہیں بھی اختیار ہے کہ اپنے منصف دو عیسائی اور دو اور شخص جو رائے ظاہر کرنے کے قابل ہوں مقرر کر لیں ہمیں یہ تقرری بہر حال منظور ہوگی کچھ بھی عذر نہیں ہوگا۔ منہ

✠ نوٹ (مُردوں سے نیوگ) ناظرین آپ لوگ اس سے تو واقف ہو گئے کہ ہندو عورتیں شہوات پوری کرنے کیلئے زندہ انسانوں سے نیوگ کراتی ہیں مگر ڈاکٹر برنیر نے اپنی سیاحت کی کتاب کے صفحہ ۲۶۲ میں لکھا ہے کہ مُردوں سے نیوگ کرنے کی رسم بھی بعید نہیں بلکہ قدیم سے اور پرانی چلی آتی ہے آپ لوگ تعجب کرینگے کہ مُردوں سے نیوگ کیونکر ہو سکتا ہے مگر اصل بھید کے کھلنے سے کچھ بھی تعجب باقی نہیں رہیگا اب اصل عبارت ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ "برہمنوں کا دغا اور فریب یہاں تک ہے کہ جب تک میں نے قطعی دلیلوں سے تحقیق نہ کر لیا مجھ کو اس بات پر یقین نہ آتا تھا کہ یہ لوگ ایک خوبصورت لڑکی کو جگن ناتھ کی مباشرت کیلئے اپنے کسی خاص دن میں انتخاب کرتے ہیں اور وہ لڑکی بڑی دھوم دھام سے بت کیساتھ مندر کو جاتی اور تمام رات وہاں رہتی ہے اور یہ برہمن اس کو یہ دم دیتے ہیں کہ خود جگن ناتھ جی لڑکی تیرے ساتھ آ کر ملیں گے اور تو یہ پوچھیو کہ اب کے فصل کیسا ہوگا اور آپ کی اس کرپا کے عوض جو آپ مجھ پر کرتے ہیں کس قسم کے پوجا اور چڑھاوا اور شمع کی روشنی کا جلوس آپکو پسند ہوگا اور رات کے وقت ایک شہوت پرست برہمن ایک چھوٹی سی چور کھڑکی کے راہ سے مندر میں گھس جاتا اور اس بیچاری کنواری لڑکی سے جو اس کو جگن ناتھ سمجھی ہوتی ہے ہمبستر ہوتا ہے اور جس بات کی برہمنوں کو خواہش ہو اسکا یقین کرا دیتا ہے صبح کو ویسے ہی دھوم دھام سے اس لڑکی کو دوسرے مندر میں لیجاتے ہیں تو برہمن اس سے کہتے ہیں کہ جو کچھ تم نے دیوتا کی زبان سے سُنا ہے وہ سب لوگوں کو سُنا دو۔ برنیر صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳

کہ دروغگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا واجبی یہی ہے کہ اُن کے خیانت کے طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور ست اور اَست کو نکھیڑا جائے اسی غرض سے ہم نے اس رسالہ کو لکھا ہے تا غلط بیانی کے بیجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی صادق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچتا ہے اور پبلک کو دھوکا لگتا ہے غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن وطعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دیں اور بیوجہ

میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اجازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے اُن کو وہ مقام پڑھ کر سُنایا تو پھر دوسرا عذر یہ پیش ہوا کہ یہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاوند ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔

ص۱۱ پھر جب کھول کر بتلایا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ صاف لکھا ہے کہ ایسا مرد ہو جو نا قابل اولاد ہو پس اس میں وہ نامرد بھی داخل ہیں جو صحبت کرنے پر تو پورے قادر ہیں مگر منی قابل اولاد نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا پکی ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر مرد قابل اولاد ہو مگر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہوگا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور ان میں سے ایک پنڈت جی بولے کہ بے شک ایسی حالتوں میں بھی نیوگ کرانا کچھ مضایقہ نہیں اور ہم ایسے نیوگ پر راضی ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورتوں کے وقت اپنی بیویوں اور بہو بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی کانشنس اس کو قبول نہیں کرتا اور انسان کی فطرتی حمیت اور غیرت ہزار بیزاری سے اس کام پر لعنت بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اب ماحصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے اُن کو اُن کی درخواست پر قادیان میں بُلا سکتے ہیں۔ اور ۱۵ اگست ۱۸۹۵ء تک مہلت ہے۔

۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء مقام قادیان ضلع گورداسپور

راقم
مرزا غلام احمد

ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا الزام لگا کر ہمارا دل دکھایا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں۔
کہ اب ان باتوں کا ایک جوڈیشل تحقیقات کی طرح فیصلہ ہو جاوے کہ درحقیقت کون غلط بیان اور
قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے ؎

نداردکسی با تو ناگفتہ کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

اس لئے ہم اس رسالہ کے ساتھ ایک ۱۰۰ سو روپیہ کا اشتہار بھی دیتے ہیں کہ اگر یہ بات خلاف نکلے کہ
پنڈت دیانند نے وید کے حوالہ سے نہ صرف بیوہ کا غیر سے بغیر نکاح کے ہمبستر ہونا ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہو
بلکہ ہمہ وید کی شرتیاں کا حوالہ دے کر اس قسم کے نیوگ کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ خاوند والی عورت اولاد کے
لئے غیر سے نطفہ لیوے اور غیر اس سے اس وقت تک بخوشی ہم بستر ہوتا رہے جب تک کہ چند لڑکے پیدا نہ ہو
لیں تو ہم اس بیان کے خلاف واقعہ نکلنے کی صورت میں نقد سو روپیہ اشتہار جاری کرنے والوں کو دیدیں گے۔
اور اس وقت وہ گالیاں جو اشتہار میں لکھی ہیں ہمارے حق میں راست آئیں گی اگر روپیہ ملنے میں شک ہو تو ان چاروں
صاحبوں میں سے جو شخص چاہے باضابطہ رسید دینے کے بعد وہ روپیہ اپنے پاس جمع کرا لے۔ اور
ہر طرح سے تسلی کر لیں اور ہمیں یہ ثبوت دیں کہ خاوند والی عورت کا نیوگ جائز نہیں۔ اور اگر اس رسالہ کے
شائع ہونے سے ایک ماہ کے عرصہ میں جواب نہ دیں تو ان کی ہٹ دھرمی ثابت ہو گی اور ثابت ہوگا کہ درحقیقت
وہ لوگ آپ ہی خبیث النفس اور قدیمی متعصب اور غلط بیان ہیں جو کسی طرح ناپاکی کے راہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے
اے منصفو تم خود سوچو کہ ہم اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہمارے صدق
کی اور کونسی علامت ہو گی کہ ہم اپنی سچائی کے ثابت کرنے کے لئے نقد سو روپیہ ان کو دیتے ہیں اور ان
کے پاس جمع کراتے ہیں اب ثابت ہو جائے گا کہ خبیث النفس اور متعصب اور سچ سے منہ پھیرنے والا کون
ہے یہی تحریر ہماری بجائے اشتہار کے ہے

اب اول ہم وید بھومکا سے وہ مقام ناظرین کو دکھاتے ہیں جس کی طرف ان آریوں نے
پناہ لینا چاہا ہے تا ہر یک منصف کو معلوم ہو کہ حق پوشی کی غرض سے کہاں کہاں یہ لوگ بھاگتے پھرتے ہیں
اور آخر وہی بات نکلتی ہے جس کو چھپانا چاہتے ہیں۔

وید بھاش بھومکا کی عبارت جو آریوں نے اپنے مطلب کے لئے ناتمام لکھی ہے صفحہ ۲۱۱

نیوگ کرنے میں ایسا نیم ہے کہ جس استری کا پُرش۔ وا کسی پُرش کی استری مر جاوے۔ اتھوا اُن

ترجمہ نیوگ کا قاعدہ یہ ہے کہ جس عورت کا خاوند یا جس خاوند کی عورت مر جائے یا عورت مرد کو

میں کسی پرکار کا استھر روگ ہو جائے وا نپُنسک بندھیا دوش پڑ جائے۔ اور اُن کی یوا وستھا ہو۔

کسی قسم کا مرض لاحق ہو جائے (یعنی مشکا منی پتلی پڑ جائے یا منی میں کیڑے نہ ہوں) یا بیری حالت یا خصی پن پیدا ہو جائے اور دونوں

تتھا ان سنتان اوت پتی کی اچھیا ہو تو اُس اوستھا میں اُن کا نیوگ ہونا اوشیہ چاہیے

جوان ہوں اور اولاد پیدا ہونے کی خواہش ہو تو اس صورت میں اُن کا نیوگ ہونا واجب ہے۔

اس کا نیم آگے لکھتے ہیں صفحہ ۲۱۴ - (ایمام)

اس کا قاعدہ وید میں یوں لکھا ہے۔

ایشر منشو کو آگیا دیتا ہے کہ ہے اندر پتی ایشرج یگت تو اس استری کو بیرج دان دیکے

ایشر بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اے جوان تو اس عورت کو بیج بخش کر

سپُتر۔ اور سبھاگ یکت کر۔ ہے بیرج پرد۔ (دشاسیا) پرش کی پرتی۔ وید کی یہ آگیا

اولاد اور سہاگ والی بنا - اے بیج ڈالنے والے جوان وید کا یہ حکم

ہے۔ کہ اس ودا ہت۔ وا نیوجت استری میں دس سنتان پرئیت اوت پن کر ادھک نہیں

ہے کہ اس منکوحہ اور نیوگن میں دس بچوں سے زیادہ مت کر

(پتی میں) انتہائی استری۔ تو نیوگ میں گیاراں پتی تک کر۔ ارتھات ایک تو اُن میں

خاوند کے بارے میں ایسا ہی عورت کو حکم ہے کہ اے عورت تو نیوگ گیاراں خصم تک کر۔ یعنی ایک تو اُن میں سے

پرتھم ودا ہت - اور دش۔ پریئنت نیوگ کی پتی کر ادھک نہیں۔ اس کی یہ ہو سکتا ہے کہ ودا ہت

پہلا بیاہ اور دس اُسکے بعد نیوگ کی خاوند اس سے زیادہ نہیں خلاصہ یہ ہے کہ خاوند

پتی کے مرنے وا۔ روگی ہونے سے۔ دوسرے پرش وا۔ استری کے ساتھ سنتانوں کے

مرجانے یا اس کے بیمار ہونے سے عورت دوسرے مرد سے یا مرد دوسری عورت سے اولاد کی

ابھاؤ میں نیوگ کرے۔ تھقا دوسری کو بھی مرن وروگی ہونیکی اَنتر تیسری کے ساتھ کرلے
خواہش میں نیوگ کرے۔ ویسا ہی دوسرے مرد مرنے اور بیمار ہوجانے کے اندر تیسرے مرد کے ساتھ نیوگ

اسی پرکار دشویں تک کرنے کی آگیا ہے۔
کرلے اسی طرح دسویں تک نوبت پہنچاوے وید کا یہی حکم ہے۔

پرنتو ایک کال میں ایک ہی بیرج داتا پتی رہے دوسرا نہیں اسی پرکار پرش کیلئے بھی وواہت
مگر ایک وقت میں ایک ہی بیج داتا ہو دوسرا جائز نہیں خاوند جب چاہے صحبت کرے یہ بیرج داتا کیلئے قاعدہ ہی

استری کے مرجانے پر بدھوا کے ساتھ نیوگ کرنے کی آگیا ہے۔ اور جب وہ بھی روگی۔ وا مر
طرح مرد کیواسطے بھی بیاہتا عورت کے مرجانے پر بیوہ عورت کیساتھ نیوگ کرنے کی اجازت ہے اور جب بیوی وہ روگی ہو

جائے تو سنتان اوت پتی کے لئے دس استری پرنیت نیوگ کرے۔
جاوے یا مرجائے تو بچے جنانے کے لئے دسویں عورت تک بوگ کرے۔

اب دیکھو یہ وہی وید بھومکا ہے جس کا قادیان کے آریوں نے حوالہ دیا تھا اور جس کی بنا پر ہماری
غلط بیانی ثابت کرنی چاہی تھی سو اس میں بھی خلاصہ مطلب یہی نکلا کہ نیوگ کی صورتوں میں سے ایک یہ بھی
صورت ہے کہ مرد کی منی کسی بیماری کی وجہ سے قابل اولاد نہ رہے مثلاً منی پتلی پڑجائے یا اس میں کسی قسم کا
احتراق ہوجائے یا منی میں کیڑے نہ ہوں تو ان سب صورتوں میں مرد ناقابل اولاد ہوجائیگا اور واجب طور پر نیوگ
کرانا پڑے گا اور اکثر الوقوع دنیا میں یہی قسم ہے کیونکہ اور قسمیں یعنی ہیجڑہ ہونا یا خصّی کئے جانا بہت نادر الوقوع
ہیں کیونکہ لوگ سوچ سمجھ کر ہزار احتیاط اور تفتیش سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرتے ہیں ہیجڑوں اور خصیوں کو کوئی
لڑکی نہیں دیتا اور پیچھے سے خصّی کئے جانا یہ ایسا شاذ و نادر ہے جو معدوم کی طرح ہے۔ آج کل کی جدید تحقیقات
کی رو سے تو وہی لوگ نامرد اور ناقابل اولاد سمجھے گئے ہیں کہ گو وہ کیسی ہی قوت باہ رکھتے ہیں مگر ان کی منی میں
کیڑے نہیں ہوتے اور بعض وقت بظاہر منی اچھی ہوتی ہے اور مرد جوان ہوتا ہے مگر منی اعتدال سے گر جاتی
ہے اور یا ایسی صورت ہوتی ہے کہ مرد اپنی فطرت سے عقیمہ عورت کی طرح ہوتا ہے تناسل کے اعضا درست
ہوتے ہیں قوت باہ نہایت تیز ہوتی ہے مگر لڑکا لڑکی کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا ان تمام صورتوں میں منی کے کیڑے

میں ضرور آفت ہوتی ہے یا پیدا ہی نہیں ہوتے یا ضعیف میت کی طرح ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ دُنیا میں نہ ہزارہا بلکہ لاکھوں موجود ہیں اور بعض بباعث کسی ردی قسم آتشک اور احتراق منی کے ناقابل اولاد ہوجاتے ہیں یہی قسمیں دنیا میں بکثرت پائی جاتی ہیں مگر ان لوگوں کی شہوت میں کمی نہیں ہوتی بلکہ بعض صورتوں میں تو شہوت اَوروں سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور اطبا اور ڈاکٹروں کے نزدیک یہ لوگ نامرد کہلاتے ہیں اور یہ بات بھی فیصلہ شدہ ہے کہ ہمارے اس ملک میں کم سے کم فیصدی ایک مرد ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس کے کیڑوں میں آفت ہونے کی وجہ سے اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر مرجاتی ہے تو اس صورت میں ہر ایک گاؤں اور قصبہ میں کم سے کم دو تین ہندو عورتوں کو نیوگ کی ضرورت پیش آتی ہوگی اور شہروں میں تو صدہا جوان عورتوں کا نیوگ کرانا پڑتا ہوگا اور جو صرف شہوت فرو کرنے کے لئے نیوگ ہے وہ اس سے الگ رہا ۔

یہ ڈاکٹری اور طبی تحقیقاتوں سے ثابت ہو چکا ہے جس سے چاہیں دریافت کر لیں۔

اور کسی ایسے قصبہ یا شہر کا نشان نہیں دے سکیں گے جس میں اس قسم کے لوگ نہ پائے جائیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نیوگ جوان عورتوں کا ہی ہوگا کیونکہ پیرانہ سالی میں تو عورت خود ناقابل اولاد ہوجاتی ہے اور جب جوان عورت کا نیوگ ہوا اور اُس کا خاوند بھی جوان ہے اور قوت باہ پورے طور پر اپنے اندر رکھتا ہے بلکہ قوت کی رُو سے بیرج داتا سے کچھ زیادہ ہی ہے تو اس صورت میں قطع نظر اُس بے حیائی اور دیوثی کے جو ایک شخص اپنے ہاتھ سے اپنی جوان عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرادے یہ رشک بھی اس کے لئے تھوڑا نہیں ہوگا کہ وہ تمام رات شہوت کے زور سے تڑپتا رہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی جوان اور خوبصورت عورت دوسرے کے نیچے منہ کالا کراوے اور وہ دیکھے اور صبر کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ بے غیرتی اور دیوثی کی وجہ سے ایسے بیرج داتا سے پرہیز نہیں کرے گا تو البتہ اپنے جوش شہوت کی رقابت سے اس بیرج داتا کو جوتی مار کر نکال دیگا اور آپ اس عورت سے ہمبستر ہوگا۔

بالآخر یاد رہے کہ جن **شرتیوں** کا حوالہ پنڈت دیانند نے دیا ہے اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت حسب ضرورت دس مختلف مردوں سے نیوگ کرا سکتی ہے۔

اب ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لئے اُن شرتیوں کو بھی پیش کرتے ہیں جو ستیارتھ پرکاش میں

نیوگ کے ایسے قسم کے بارے میں درج ہیں یعنی اس قسم نیوگ کے لئے جو خاوند کے زندہ اور ناقابل اولاد

ہونے کی حالت میں کرایا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں

अन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मत्

منتر نیم اچھش سوبھگے پتم مت — رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱۰ منتر ۱۰

ऋ० मं० १०

ترجمہ بھاشہ پنڈت دیانند

सू० १० मं० १०

جب پتی سنتان اوتپتی میں اسمرت ہووے تب اپنی استری کو آگیا دیوے کہ ہے سوبھگی

جب خاوند اولاد جنانے کے قابل نہ رہے تب اپنی بیوی کو حکم دے کہ اے بھاگوان

سوبھاگ کی اچھی کرنے ہارے استری تو مجھ سے دوسرے پتی کی اچھیا کر کیونکہ اب مجھ سے سنتان

اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے دوسرے مرد کی درخواست کر کیونکہ اب میرے سے

اوتپتی کے اشامت کر

परन्तु उस विवाहित महाशय पति की

اولاد ہونے کی امید مت رکھ

सेवा में तत्पर रहे। सत्यार्थ प्र०

پرنتو اوس وواہت مہش پتی کے سیوا میں تپتر رہے۔ ویسی ہی استری بھی جب روگ آدی

لیکن اس حقیقی خاوند کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ ایسا ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ

دوشوں سے گرست ہو کر سنتان اوتپتی میں اسمرت ہووے تب اپنے پتی کو آگیا دیوے

سببوں سے اولاد جننے کے قابل نہ رہے تب اپنے خاوند کو حکم دے

کہ ہے سوامی آپ سنتان اُتپتی اچھیا مجھ سے چھوڑ کے کسی دوسری ودھوا استری سے

کہ اے صاحب مجھ سے آس چھوڑیں اور کسی بیوہ عورت سے

نیوگ کر کے سنتان اُتپتی کیجئے جیسا کہ پانڈو راجہ کی استری کنتی اور مادری آدی نے

نیوگ کر کے اولاد جنائیں جیسا کہ راجہ پانڈو کی بیویوں کنتی اور مادری نے کیا

کیا اور جیسا بیاس جی نے چترانگد اور وچتر بیرج کے مر جانے پسچات اُن اپنے بھائیوں کی

تھا اور جیسا کہ بیاس جی نے چترانگد اور بچتر بیرج کے مرنے کے بعد اپنے بھائیوں کے

استریوں سے نیوگ کر کے انبیکا انبہ میں۔ اور دھرت راسٹر انبالکا میں پانڈو اور داسی میں

نیوگ سے بچے جنائے تھے۔

بلا کی اُتپتی کی۔ اتیاد اتہاس بھی اس بات میں پرمان ہے منو میں ہے ادھیا ۹ شلوک ۸۶ - ۸۱

اس باب میں پران بھی حجت ہے۔ دیکھو منو ادھیا ۹ شلوک ۸۶ - ۸۱

تشریح

دیکھو اس منتر میں جو رگوید کے دسویں منڈل کا منتر ہے آریہ صاحبوں کا پرمیشر نے دیا اور کرپا سے ارشاد فرماتا ہے کہ جب خصم میں اولاد جننے کی طاقت نہ رہے یا خود اولاد نہ ہو تو اپنی بیوی کو یہ کہدو کہ پُتر لینے کے لئے کسی دوسرے شخص سے ہمبستر ہو یہ تو وید منتر تھا پھر اس کو پنڈت دیانند نے مثالوں سے خوب ہی سجایا ہے اور پانڈو راجا کی استریوں کا نیوگ کرانا اور راجا کی جیتے جی اُن کا دوسروں سے ہم بستر ہونا خوب ہی ثابت کیا ہے۔ پھر کیا اب بھی خاوند والی استری کا نیوگ ثابت نہ ہوا۔

پرشن۔ جب ایک وواہ ہوگا ایک پُرش کو ایک استری اور ایک استری کو ایک پُرش رہے گا

(سوال) جب ایک شادی ہوگی ایک مرد کو ایک عورت اور ایک عورت کو ایک مرد میسر آئے گا

تب استری گربھ وتی استھر روگنی اتھوا پُرش دیرگھ روگی ہو اور دونو کی یُواوستھا ہو رہا نہ جائے تو

اس وقت اگر عورت حاملہ یا بیمار ہو ایسے ہی یا مرد بیمار ہو اور دونوں کی عمر جوان ہو رہا نہ جائے تو

پھر کیا کریں

(प्रश्न) जब एक विवाह होगा एक पुरुष को एक स्त्री और एक स्त्री को एक पुरुष रहेगा तब स्त्री गर्भवती स्थिर रोगिणी अथवा पुरुष दीर्घरोगी हो और दोनों की युवावस्था हो, रहा न जाय तो फिर क्या करें।

پھر کیا کریں

(اُتر) اس کا پرتیواتر نیوگ بشی میں دے چکے ہیں اور گربھ وتی استری سے ایک برش سماگم

(جواب) اس کا جواب نیوگ میں گذرا۔ اور اگر حاملہ عورت سے ایک سال تک جماع

نہ کرنے کے سمے میں پرش وا استری سے نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے پُتر

نہ کرنے کی حالت میں مرد یا عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اولاد

और गर्भवती स्त्री से एक वर्ष समागम न آپس کردے

करने के समय में पुरुष वा स्त्री से न रहा जाय جن دے

तो किसी से नियोग करके उसके लिये पुत्रोत्पत्ति करदे परन्तु

वेश्यागमन वा व्यभिचार कभी न करें

شرح

عبارت مذکورہ بالا میں پنڈت دیانند کی تقریر کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں مرد یا عورت پر ایسی شہوت غالب ہو کہ اُن سے رہا نہ جائے تو مرد اور عورت کسی سے نیوگ کر کے اُس کو اولاد جن دیں۔ اس تقریر پر بظاہر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بھلا یہ بات تو ممکن ہے کہ مرد نیوگ کر کے کسی اور عورت کو بچے جنا دے مگر یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ ایک حاملہ عورت کسی دوسرے سے نیوگ کر کے اس کیلئے جنا دے کیونکہ اس کو تو خود پہلے حمل ہے اور ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ جس حالت میں مرد اور عورت میں سے کوئی بھی بیمار نہیں تو پھر کیا ضرور ہے کہ وہ دوسرے سے نیوگ کریں کیا وجہ کہ باہم ہمبستر نہ ہوتے رہیں اس دوسرے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ حمل کی حالت میں وید کی رو سے خاوند کو اپنی عورت سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر یہ مشکل آ پڑے کہ خاوند اور عورت دونوں نہ رہ سکیں تو اس صورت میں **وید آگیا یہ ہے** ۔ کہ دونوں نیوگ سے اپنا **منہہ کالا کریں**۔ اور پہلا سوال یعنے ایک عورت حمل کی حالت میں دوسرا حمل کیونکر کرا سکتی ہے اس کا جواب غالباً **پنڈت صاحب** یہ سمجھتے ہوں گے کہ **شوپران** کی رو سے جو مسئلہ نیوگ میں حجت ہے **حمل پر حمل** بھی ہو سکتا ہے لیکن ہم اس مسئلہ میں پنڈت دیانند کی تائید کر کے لکھتے ہیں کہ یہ بیان کچھ شوپران پر ہی موقوف نہیں بلکہ حال کی تحقیقات جدیدہ کی رو سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی ہے اور ڈاکٹروں نے اس میں مشاہدات پیش کئے ہیں چنانچہ ایک ڈاکٹر صاحب یعنے مصنف رسالہ **معدن الحکمت** اپنی کتاب کے صفحہ ۶۲ میں لکھتے ہیں کہ ایک حمل پہلے حمل کے بعد کچھ دنوں کے فاصلہ سے ٹھہر سکتا ہے اور اس کے ثبوت میں سے ایک یہ ہے کہ **بیک صاحب** اپنا مشاہدہ لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ۱۷۱۴ء میں ایک گوری عورت کے دو لڑکے ایک کالا دوسرا گورا تھوڑی دیر کے بعد فاصلہ سے پیدا ہوئے اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس کے خاوند کے بعد ایک **حبشی** نے مجامعت

کی تھی اسی طرح ڈاکٹر میٹن صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک حمل پر تین مہینے کے وقفہ سے حمل ٹھہر گیا اور دو لڑکے پیدا ہوئے اور اُنہوں نے عمر پائی اور کوئی اُن میں سے نہ مرا۔ اس جگہ بظاہر آریہ لوگ اپنے وید پر فخر کر سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک ودّیا ہے کہ وید نے یہ بات کہہ کر حاملہ عورت دوسرے سے نیوگ کر کے بچہ لیوے۔ یہ جتا دیا کہ حمل پر حمل ہو سکتا ہے لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس سے کوئی بھی ودیا ثابت نہیں ہوتی کیونکہ جبکہ وید کے زمانہ اور بعد میں بھی ہندوؤں میں یہ عام عادت رہی ہے کہ خاوند اپنی عورتوں کو نیوگ کے لئے دوسروں کی طرف بھیجتے رہے ہیں پس جبکہ لاکھوں بلکہ کروڑہا عورتیں باوجود زندہ ہونے خاوندوں کے اور باوجود اس کے کہ انہیں کے نکاح میں تھیں دوسروں سے ہمبستر ہوتی رہیں تو اس کثرت کی کارروائیوں سے ضرور تھا کہ خود بخود ایسے تجربے حاصل ہو جاتے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ طوائف کے گروہ کو بھی بعض بدکاری کے امور میں ایسے تجارب حاصل ہو جاتے ہیں کہ بیچاری پردہ نشین عورتیں اُن سے بےخبر ہوتی ہیں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ طوائف بھی ودیا کا سرچشمہ ہیں۔ ہاں یہ اشارہ نہایت پاکیزگی سے قرآن شریف میں موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ[1] الجزو نمبر ۲۸ یعنی حمل والی عورتوں کی طلاق کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل تک بعد طلاق کے دوسرا نکاح کرنے سے دستکش رہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ اگر حمل میں ہی نکاح ہو جائے تو ممکن ہے کہ دوسرے کا نطفہ بھی ٹھہر جائے تو اس صورت میں نسب ضائع ہوگی اور یہ پتہ نہیں لگیگا کہ وہ دونوں لڑکے کس کس باپ کے ہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ پنڈت صاحب کی اِس تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیوگ صرف اولاد کے لئے نہیں بلکہ جوش شہوت کے فرو کرنے کے لئے بھی نیوگ ہوگا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو کیونکر یہ جائز ہوتا کہ ایک مرد باوجودیکہ اُس کی عورت حاملہ ہے پھر غیر عورتوں سے نیوگ کرتا پھرے اسی طرح صاف طور پر لکھا ہے کہ اگر ایک ہندو بوجہ کسی بیماری وغیرہ کے اپنی عورت کی پورے پورے طور پر تسلی نہ کر سکے تو وید آگیا یہ ہے کہ اپنی عورت سے نیوگ کراوے مگر پھر بھی یہ شرط ہے کہ اُس وقت تک نیوگ جاری رہے جبتک کہ نیوگ میں سے ہی اولاد ہو جاوے۔ اب ہم ان بھلے

[1] الطلاق : ۵

مانسوں کے حق میں کیا لکھیں جو ایسی شرتیوں پر ایمان لاکر پھر اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام کی شادیاں اولاد کی غرض سے نہیں بلکہ شہوت رانی کی غرض سے ہیں افسوس خود تو یہ جائز رکھیں کہ اپنے جیتے جی عین نکاح کی حالت میں اپنی عورتوں کا جوش شہوت فرو کرنے کے لئے اُن کو دوسروں سے ہمبستر کراویں اور ایسی ناپاک دیوثی سے ذرہ بھی شرم نہ کریں۔ اور عورتیں بھی ایسی بھلی مانس ہوں کہ حمل کے دنوں میں بھی صبر نہ کر سکیں اور زندہ موجود خاوند کو چھوڑ کر دوسروں سے نیوگ کراتی پھریں تا اپنے شہوت کے جوش کو پورا کریں۔ اور پھر اسلام کے نکاح پر معترض ہوں۔

اے صاحبان آپ نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ اسلام میں محض شہوت رانی کی غرض سے نکاح کیا جاتا ہے ہمیں قرآن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ پرہیز رہنے کی غرض سے نکاح کرو۔ اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو جیسا کہ وہ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ[1] الجزو نمبر ۵۔ یعنی چاہیئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض نطفہ نکالنا ہی تمہارا مطلب ہو* اور محصنین کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو شادی نہیں کرتا وہ نہ صرف روحانی آفات میں گرتا ہے بلکہ جسمانی آفات میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے سو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فایدے ہیں۔ ایک عفت اور پرہیزگاری۔ دوسری حفظ صحت۔ تیسری اولاد

اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ[2] الجزو نمبر ۱۸ سورۃ النور۔ یعنی جو لوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں جو پرہیزگار رہنے کا اصل ذریعہ ہے تو اُن کو چاہیئے کہ اور تدبیروں سے طلب عفت کریں چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ

* حاشیہ۔ واضح ہو کہ احصان کا لفظ حصن سے مشتق ہے اور حصن قلعہ کو کہتے ہیں اور نکاح کرنے کا نام احصان اس واسطے رکھا گیا کہ اس ذریعہ سے انسان عفت کے قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے اور بدکاری اور بدنظری سے بچ سکتا ہے اور نیز اولاد ہو کر خاندان بھی ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور جسم بھی بے اعتدالی سے بچا رہتا ہے پس گویا نکاح ہر یک پہلو سے قلعہ کا حکم رکھتا ہے۔ منہ۔

[1] النساء : ۲۵ [2] النور : ۳۴

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو نکاح کرنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے پرہیزگار رہنے کے لئے یہ تدبیر ہے کہ وہ روزے رکھا کرے اور حدیث یہ ہے یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء صحیح مسلم و بخاری۔ یعنے اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور شرم کے اعضاء کو زنا وغیرہ سے بچاتا ہے ورنہ روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے۔

اب ان آیات اور حدیث اور بہت سی اور آیات سے ثابت ہے کہ نکاح سے شہوت رانی غرض نہیں بلکہ بد خیالات اور بد نظری اور بدکاری سے اپنے تئیں بچانا اور نیز حفظ صحت بھی غرض ہے اور پھر نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنے سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا[1]۔ یعنے مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم اُن کے پیشرو ہوں

پیارے ناظرین! جو کچھ ہم نے اشتہار میں نیوگ کے بارے میں لکھا تھا اُسی کی تائید میں ہم نے **نیوگ کا** اور دیانند کے **وید پرکاش** کو نقل کر دیا ہے۔ اب ہم ان بدزبانوں سے پوچھتے ہیں جنہوں نے ہم پر بہتان کا الزام لگایا کہ ہم نے وید اور پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دینے میں کونسی خیانت کی ہے یا کس غلط بیانی کے ہم مرتکب ہوئے اور اس مسئلہ کی کس شکل اور اصلیت کو ہم نے بگاڑ دیا ہے خدا تعالیٰ اُس کے ساتھ ہوتا ہے جو سچ کہے اور عمداً جھوٹھ نہ بولے اور ایسے شخص پر اُس کی لعنت ہے جو محض قومی پردہ اور بخل کی وجہ سے یا باطل کی محبت سے سچ کو چھوڑ دیتا اور جھوٹھ کے سرسبز کرنے کے لئے زور لگاتا ہے مذہب کی جڑ راستی اور راستی کی محبت ہے مگر پلید روحیں شطرنج بازوں کی طرح صرف چال کے فکر میں رہتی ہیں اور دہرم اور دہرم کے نیک نتیجوں کی کچھ پروا نہیں رکھتیں۔

[1] الفرقان : ۷۵

سو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی نظر سے پوشیدہ نہیں آخر بُری طرح مرتے ہیں کیا یہ سچ نہیں کہ وید نے خود یہ حکم دیا ہے کہ زندہ خاوند والی عورت اولاد کے لالچ سے دوسرے شخص سے ہمبستر ہوا کرے کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ پنڈت دیانند نے بھی انہیں معنوں کو تسلیم کیا ہے کیا یہ درست نہیں کہ منّو نے بھی یہی لکھا ہے اور یاگولک نے بھی یہی۔ پھر ذرا سوچو تو سہی کہ کونسی زیادتی ہے جو ہم سے ظہور میں آئی اور کونسا دھوکا ہے جو ہم نے لوگوں کو دیا ہے۔ اب اپنے اُن گندے الفاظ کو سوچو جو کاغذ پر قلم رکھتے ہی مُنہ سے نکالے اور کہا کہ یہ تعصب اور اندرونی خبث کا نتیجہ ہے اب سچ کہو کہ کس کا اندرونی خبث ثابت ہوا ہم کسی کو گالی نہیں دیتے اور نہ کسی کو بُرا کہتے ہیں صرف انصاف کی رو سے تمہارے ہی الفاظ تمہیں واپس دیتے ہیں اور آپ لوگوں کا اپنے اشتہار میں یہ لکھنا کہ ویدکی رو سے نیوگ کی حقیقت یوں ہے **ودھوا استری (یعنے بیوہ عورت) یا جس پرش کی استری مرگئی ہو اپنی عمر وید پڑھنے اور ست شاستروں کے پڑھنے پڑھانے میں بسر کرے**۔ یہ کیسا دھوکا دینا ہے اور کیسا خیانت کا طریق ہے اول تو نہ آپ لوگوں نے اور نہ دیانند نے اس دعویٰ کی تائید میں وید کا کوئی منتر لکھا پھر اگر فرض کے طور پر قبول بھی کرلیں کہ یہ وید ہی کے کسی نامعلوم منتر کا ترجمہ ہے تو اس کو ہماری اس بحث سے تعلق ہی کیا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس کو اس موقع پر کیوں پیش کیا گیا ہے ہم نے کب اور کس وقت کہا تھا کہ بیوہ کو شاستر پڑھنا پڑھانا منع ہے بیوہ کے نیوگ کا تو ہم نے پہلے اشتہار میں کچھ بھی ذکر نہیں کیا تھا صرف ایسی عورتوں کے نیوگ کا ذکر تھا جن کا خاوند زندہ موجود ہو اور پھر خاوند والی عورتوں کے لئے ہم نے وید اور منو اور دیانند کے بھاش سے نیوگ ثابت کردیا تھا پھر یہ کیسا خبط ہے کہ ذکر تو خاوند والی عورت کا تھا مگر اشتہار شایع کرنے والوں نے اس بحث کی رد میں تو کچھ نہ لکھا اور بیچاری بیوہ کو لے بیٹھے۔ اب ہمیں وہ آپ ہی بتلادیں کہ کیا یہ پاک باطنی کا طریق ہے یا قدیم تعصب اور اندرونی خبث ہے؟

صـ۲۱

اے غافلو! ذرا آنکھیں کھولو اور دل کو سیدھا کرو اور سوچو کہ اس وقت بحث تو یہ ہے کہ ہم ویدکی شُرتی اور پنڈت دیانند کے بھاش سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ جو آریہ بیوی والا ہو اور رنڈا

نہ ہو اور کسی وجہ سے قابل اولاد نہ رہا ہو گو کیسا ہی مردی کی طاقتیں رکھتا ہو تو وید مقدس کی بموجب
آگیا ہے کہ اس کی جورو دوسرے سے اولاد حاصل کرے اور جب تک پتر
کا نطفہ نہ ٹھہرے تب تک یہ کارروائی برابر چلی جائے۔ یہی مضمون تھا جو ہم نے
پہلے اشتہار میں لکھا تھا جس کو آپ لوگوں نے کہا کہ یہ خبث نفس اور متعصبانہ جوش سے لکھا ہے
مگر افسوس تو یہ آتا ہے کہ ایسے سفلہ پن کے گندے الفاظ منہ پر لا کر پھر ہمارے اشتہار پر رد کیا لکھا گیا
رد اسی کو کہتے ہیں کہ خاوند والی کو چھوڑ کر بیوہ پر جا پڑے۔ ان بے تعلق قصوں کو درمیان میں لانا شاید
اس غرض سے ہوگا کہ تا اصل بحث کی طرف لوگ توجہ نہ کریں اور اس طرح پر پردہ پوشی ہو جائے لیکن
اس خائبانہ طریق کو کوئی منصف پسند نہ کریگا کاش اگر ایسے بیہودہ اشتہار دینے کی جگہ چپ ہی رہتے
تو ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ لوگ بھلے مانس اور اشراف ہیں سچی بات کو دیکھ کر چپ ہی کر گئے مگر
اب تو انہوں نے مدت کے بعد پھر اپنا گند ہم پر ظاہر کیا اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس گندی تعلیم کو وہ
کیونکر اور کس تدبیر سے چھپاتے ہیں یا اپنی عملی زندگی میں اپنی بے اولاد عورتوں کا نیوگ کرا کر ہمیں دکھاتے
ہیں۔ برا نہ مانیں یہ کوئی بے جا بات ہم نے نہیں کہی جو باتیں وید کی رو سے درست اور وید کی آگیا کے
نیچے آگئی ہیں ان کا آریوں کے لئے کرنا دھرم اور نہ کرنا مہا پاپ ہے کیونکہ وید منسوخ تو نہیں
ہو جاتا یہ کہا جائے کہ پہلے یہ بات جائز تھی اور اب ناجائز ہو گئی ہے اور جب ایسے جہان پرش جیسے
دیانند اور دیا گولک اور منوجی نیوگ پر زور دیویں اور وید کی شرتیاں سنا دیں اور راجہ
پانڈ کی رانیاں نیوگ کر کے دکھلا دیں تو پھر کوئی آریہ مہان پاپی ہی ہوگا جو اب بھی یقین نہ کرے
پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں صاف لکھتے ہیں کہ نیوگ کے روکنے
میں پاپ ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس کا روکنا پاپ ہے اس کا بجا لانا کس قدر واجبات سے
ہے سو اے آریو دوڑو ثواب حاصل کرو تا ایسا ہو کہ ہر یک کی بیوی کے نیوگ سے دس دس پتر
ہوں جائے شرم !!! اور میں سوچ میں ہوں کہ آپ لوگ کیوں بیچارے منو کے گرد ہو گئے کہ اس نے
نیوگ کا مسئلہ آپ گھڑ لیا ہے ذرا سوچو کہ اگر منو کی کتاب مذہبی نہیں تھی تو دیانند نے کیوں اس کا حوالہ

۲۲

دیا یہ کس کو معلوم نہیں کہ منو ہندو دہرم میں ایک مسلم رشی ہے اور منو سمرتی کے ادہیا (۱) میں لکھا ہے کہ اُس وقت کے رشیوں نے اقرار کیا کہ وید کا جاننے والا منو ہی ہے۔ غرض منو ایسا مسلم ہے کہ عدالت انگریزی بھی ہندوؤں کے مذہبی مقدمات کو منو کے دہرم شاستر کی رو سے فیصلہ کرتی ہے پس یہ صحیح نہیں ہے کہ منو ملحدانہ زندگی بسر کرتا تھا اور وید کی پیروی سے اُس نے استعفادے رکھا تھا سب ہندو منو کو ایک بزرگ منش جانتے ہیں اور اگر فرض بھی کرلیں کہ منو اپنی باتوں میں ویدوں کا تابع نہیں تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ نیوگ کا مسئلہ کچھ منو کا ہی خاص عقیدہ نہیں یہ تو آریہ دہرم میں ایک متفق علیہ عقیدہ ہے* اور یہ بھی یاد رہے کہ پنڈت دیانند نے بھی نیوگ کے ثبوت میں علاوہ وید کے منو کا حوالہ دیا ہے اب کیا دیانند کی بھی عقل ماری گئی تھی کہ جو ایک ایسے آدمی کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے بیان میں وید کا ماہر نہیں۔ پھر جبکہ بڑے بڑے دہرم مورت لوگ منو کو ایسا سمجھتے رہے کہ وہ اپنے ہر یک قول میں وید کا پیرو ہے اور دیانند ستیارتھ پرکاش میں اس کی بہت تعریف کرتا ہے تو پھر اس کی گواہی کو منظور نہ کرنا اگر ہٹ دہرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر آپ لوگ منو سے ناراض ہیں تو منو کو جانے دیں مگر یہ تو فرمائیے کہ کچھ وید پر تو ناراضگی نہیں مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصل ناراضگی آپ کی وید پر ہی ہے۔ منو پر تو بظاہر ونت پیسے جاتے ہیں۔ وہ بیچارہ ایسی شرتیوں کو وید میں پاکر کیونکر اور کہاں چھپا سکتا تھا کیا دیانند اُن شرتیوں کو چھپا سکا کیا آپ لوگ کے بڑے مہاراج یا گوکل جی بھاشکار وید ان شرتیوں کو چھپا سکے تو پھر ایک دفعہ آپ لوگ ہاتھ دھوکر غریب منو کے پیچھے کیوں پڑ گئے یہ تو ظلم ہے اور اگر کہو کہ منو کے بعض دوسرے مقامات میں عام بدفعلی

---

* نوٹ۔ نیوگ صرف عقیدہ ہی نہیں بلکہ قدیم سے آریوں کا اس پر عملدرآمد ہے راجہ پانڈو کی رانیوں کا نیوگ تو ابھی بیان ہو چکا ہے اور ڈاکٹر برنیر اپنی کتاب وقائع سیر و سیاحت میں لکھتا ہے کہ جگناتھ کے مقام پر صدہا جوان عورتیں نیوگ کرانیوالی دیکھی گئیں جو یہ پاک کام صرف بیراگیوں اور جوگیوں سے ہی کراتی تھیں اور اُن کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ میں ایک ہندو سلطانی سے نقل کر کے لکھا ہے کہ وہ کشمیر کے ایک ضلع میں گیا تو اُس ضلع کے ہندوؤں نے اس کو خاندانی پاکر اپنی جوروان پیش کیں تا وہ اُن سے ہمبستر ہووے اور ایک معزز آدمی کی نسل سے انہیں فخر حاصل ہو۔ منہ

पाप तो नियोगके रोकने में है । सत्यार्थ ।

کا بھی جواز پایا جاتا ہے ✻ اس لئے ہم منو کی پیروی نہیں کر سکتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ منو کو ایسی بدفعلیوں کے لئے بھی کوئی وید کی شرتی ضرور ملی ہوگی اور جبکہ خاندان کی ترقی کے لئے منکوحہ عورتوں کو آپ لوگوں کا وید وہ نالایق اجازت دیتا ہے کہ جس کا ہم کئی مرتبہ ذکر کر چکے ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر اور بیحیائی کیا ہوگی جس سے منو نے آپ لوگوں کا دل دکھایا ہے سب سے گندہ مسئلہ تو نیوگ کا ہے پھر جب وہ وید میں موجود ہے۔ تو کہنا چاہیئے کہ وید میں سب کچھ ہے اور اگر یہی سچ تھا کہ بیگانہ نطفہ بھی اپنا نطفہ ٹھہر سکتا ہے تو پھر چاہیئے تھا کہ بیرج داتا کی امراض متعدیہ نطفہ کے ساتھ نہ آویں بلکہ جس نے متبنیٰ کیا ہے اس کی متعدی مرضیں متبنیٰ کو لگ جائیں۔ پھر جبکہ قانون قدرت جو حقیقی بیٹے کے متعلق ہے بدل نہ سکا تو نسب میں کیونکر تبدیلی واقع ہوگی۔

اور اس وقت یہ بیان کرنا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں میں نیوگ کا مسئلہ ایک نہایت مشہور مسئلہ ہے یہاں تک کہ بعض نے اس کو صرف دینی واجبات سے ہی خیال نہیں کیا بلکہ بڑے ثواب کا ذریعہ خیال کیا ہے اور پرانے وید کے مفسروں نے بھی اس مسئلہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے چنانچہ آپ لوگ یاگولک جی کے نام سے واقف ہوں گے جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے جن کا وید بھاش بڑے معتبر پایہ کا سمجھا جاتا ہے اور جو آریہ ورت کے بڑے نامی فاضل اور اول درجہ کے ویددانوں میں سے شمار کئے گئے ہیں وہ اپنی کتاب یاگولک سمرتی کے ۶۸۔ اشلوک میں لکھتے ہیں کہ جب عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ مجامعت کرنے سے اولاد نہ پیدا ہو اور نہ آیندہ امید ہو تو حیض سے فارغ ہوتے ہی

✻ منو پر یہ الزام ٹھیک نہیں کہ اس نے نیوگ کا مسئلہ لکھا ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم خود وید میں موجود ہے اس میں کوئی منو کا گناہ ہے نہ یاگولک کا نہ دیانند کا نہ پران والوں کا۔ ان بظاہر یہ الزام منو پر لگ سکتا ہے کہ اس نے تمام ہندو عورتوں کو زنا کی رغبت دی ہے کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ بدفعلی عورتوں کی جبلی عادت ہے۔ اور زنا کی حالت میں عورت کی سزا صرف اسی قدر ہے کہ اگر نطفہ قرار پکڑ گیا ہو تو اس کا خصم اس کو اپنے نطفہ سے پاک کرے اور اگر قرار نہیں پکڑا تو حیض کا خون آتے ہی وہ آپ ہی پاک ہو جائے گی لیکن سوامی دیال نے جو کچھ بازاری عورتوں کی نسبت لکھا ہے وہ بھی اس سے کم نہیں کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ اگر بازاری عورت بدکاری سے انکار کرے اور خرچ لے چکی ہو تو وہ اس خرچ کا دوچند دام واپس کرے اور اگر بدفعلی کا وعدہ کر دیا ہو اور ابھی کچھ نہ لیا ہو تو جس قدر لینے کا وعدہ تھا اسی قدر بطور تاوان دیوے یہی حکم مرد کی نسبت ہے۔ لیکن درحقیقت یہ وید مقدس کے قوانین ہیں اس میں نہ منو پر کچھ دوش آ سکتا ہے نہ سوامی دیال وغیرہ پر۔ دیکھو ترجمہ یاگولک سمرت ادھیا اشلوک ۲۹۹ ۔

गृहीतवेतनावेश्या नेच्छन्ती द्विगुणं वहेत् । अगृहीतसमं दाप्यः पुमानप्येवमेव च ॥ या० अ २ श्लो २९९ ।

اپنے باپ دغیرہ بزرگوں سے اجازت لیکر اپنے دلیور یا کسی اور ایسے ہی رشتہ دار کیساتھ اس کے بدن میں گھی ملواکر حاملہ ہونے تک مقاربت کرسکتی ہے اور وہ لڑکا بیرج دِتا اور کھیت دونوں کے مرنے کی پنڈ دینے والا اور دونوں کیطرف سے ورثہ حاصل کرنے والا دھرم پورک ہوگا یعنی عین حلال کا فرزند وید کے مواقف۔ اب کہو اے حضرات اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں اور کیا اب بھی شک ہے کہ ہم نے غلط بیانی کی۔ ہم بڑے شائق ہیں کہ آپ لوگ کوئی **دوسرا اشتہار** بھی نکالیں تا ہم دیکھیں کہ ایک سچی حقیقت کے پوشیدہ کرنے کے لئے کہانتک انسانی منصوبہ پیش جاسکتا ہے یہ تجربہ ہوچکا ہے کہ جب یہ مسئلہ کسی آریہ صاحب کو کسی مجلس میں سُنایا جاتا ہے تو پہلے تو اس کی کانشنس کی زبردست تاثیر اُس کو یک لخت منکر ہونے کی طرف جُھکاتی ہے اور پھر وہ شخص لاچار ہوکر اس مسئلہ کو دیانند یا منو کے سر پر تھوپتا ہے اور پھر اس بات کے کھلنے سے کہ درحقیقت یہ وید ہی کا مسئلہ ہے ایک عجیب طور کا انفعال اس کے شامل حال ہوجاتا ہے مگر تعجب یہ کہ اتنی ندامتیں اُٹھاکر پھر بھی خدا تعالیٰ کا خوف دل کو نہیں پکڑتا **پنڈت گورودت** نے بھی جس کو دیانند کے دوسرے نمبر پر سمجھا گیا تھا اپنے ایک انگریزی رسالہ میں اس مسئلہ کی صحت کا اقرار کیا ہے مگر ہمیں تعجب ہے کہ گورودت تو باوجود اپنی انگریزی دانی اور سنسکرت کی استعداد کے بے تردد قبول کرلے کہ یہ مسئلہ حقیقت میں وید میں موجود ہے اور ایسا ہی پنڈت دیانند کھلے کھلے بیان سے اس کا مصدق ہو اور وید کی آگیا پیش کرے منو اس کے عمل کے لئے تاکید کرے **یا گولک اس دستور کو وید کی ہدایت کے موافق** بیان فرماویں مگر چند **بازاری قادیان** کے جو محض ناخواندہ ہیں شور مچاویں کہ یہ مسئلہ صحیح نہیں کیا ان تمام پنڈتوں میں اتنی عقل کا بھی مادہ نہیں تھا جو ان لوگوں میں موجود ہے دنیا میں تعصب اور طرفداری کی کوئی حد بھی ہوتی ہے مگر یہ لوگ تو حد سے گذر گئے ہندؤں میں یہ مسئلہ ایسا ہے جس میں **نادان شور مچاوے اور دانا شرمندہ ہو** چند سال ہوئے ہیں کہ **اسی مسئلہ** میں ایک معزز آریہ اور ایک برہمو کی بحث ہوئی جب برہمو نے کتابیں دکھلائیں وید کی شرتیاں پیش کردیں اور دیانند کا بھاشس بھی دکھا دیا تو وہ آریہ چونکہ شریف تھا دیکھتے ہی ندامت میں غرق ہوگیا۔ اور عذر کیا کہ بھائی مجھے پہلے خبر نہ تھی کہ یہ **گند بھی وید میں موجود ہیں** اور اسی دن سے آریہ مت سے دستبردار ہوا۔ اس معزز آریہ کی کارروائی سے جو ایک برہمو رسالہ میں چھپی ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس قوم میں

شریف آدمی بھی ہیں جو عزت اور غیرت اور حیا رکھتے ہیں اس لئے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس رسالہ سے بہت نفع اُٹھائیں گے بلکہ ایسے تمام لوگ جو اس مسئلہ کی تہہ تک پہنچے ہوئے ہیں وہ ہرگز ان نادانوں سے اتفاق نہیں کریں گے جو ایک مشہود عقیدہ کو چھپانا چاہتے ہیں اکثر شریف آریہ ہرگز نہیں چاہتے کہ اس مسئلہ کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ اُن کی انسانی حمیت اور غیرت کسی طرح اس قابل شرم عقیدہ کو قبول نہیں کر سکتی بھلا کون اس دیوثی کو پسند کرے گا کہ زندہ اور جیتا جاگتا ہو کر اپنی نیک چلن عورت کو جو عین نکاح کی قید میں ہے اپنے ہاتھ سے دوسرے سے ہمبستر کرا دے اور آپ باہر کسی چارپائی پر لیٹا رہے یہی تو بات ہے کہ قادیان کے غیرت مند آریہ **وید کی اس ہدایت کو نہیں مانتے** ہاں یہ اُن کی نادانی ہے کہ جب اُن کے وید کی اس تعلیم کو جو نیوگ ہے قابل اعتراض ٹھہرایا جائے تو وہ طیش میں آکر مسلمانوں کو طلاق کے مسئلہ سے الزام دینا چاہتے ہیں حالانکہ ایک مسلمان ہرگز اس طعنہ سے شرمندہ نہیں ہوگا کہ اُس نے ایک نابکار عورت کو اس کی کسی بدعملی اور بدچلنی اور ناپارسائی کی وجہ سے طلاق دے دی ہے اور اس طلقہ ناپاک سیرت کو کوئی اور شخص نکاح میں لایا ہے بلکہ خوش ہوگا کہ اُس نے ایک سڑے ہوئے اور متعفن عضو کو اپنے صحیح وسالم وجود میں سے کاٹ کر الگ پھینک دیا اور اس کے زہرناک ہمسائگی سے نجات پائی۔ اگر کسی ہندو کی نظر میں ضرورتوں کے وقت میں بھی طلاق قابل اعتراض ہے تو یہ ایک دوسرا اعتراض ہندو مذہب پر ہوگا کہ ایک ہندو جس کی عورت زناکاری کی حالت میں بھی ہو تو چاہیئے کہ ہندو اُس گندے عضو کو اپنے وجود میں سے نہ کاٹے اور اس بات پر راضی رہے کہ اس کے گھر میں زنا ہوتا رہے اور ایک عورت اس کی بیوی کہلا کر پھر اس کے سامنے اوروں سے بدکاری میں زندگی بسر کرے۔ بیشک وید کی تعلیم یہی ہے مگر اسلامی تعلیم اس کے برخلاف ہے اور ایک مسلمان کی غیرت اور عفت ہرگز اس بات کو روا نہیں رکھے گی کہ ایک پلید چلن عورت کو اپنا جوڑا قرار دے۔ غرض غیرتمندوں کے نزدیک ضرورتوں کے وقت طلاق ہرگز قابل اعتراض نہیں بلکہ اعتراض اُس حالت میں ہوگا کہ ایک عورت کو بدکار پاکر پھر نکاح کا تعلق اس سے قائم رکھے اور دیوث بن کر گذارہ کرتا رہے پس ایک مسلمان ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزار مرتبہ اقرار کر سکتا ہے کہ اُس نے فلاں عورت کو کسی مکروہ حالت اور ناپاکی میں پاکر ایک متعفن عضو کی طرح اپنے

دھڑدیں سے کاٹ دیا اور بعد طلاق اور تیاگ کے فلاں شخص کے نکاح میں وہ آگئی لیکن ایک آریہ کے لئے یہ اقرار مرنے سے کچھ کم نہیں کہ آج ہم نے اولاد کے لئے اپنی فلاں پاکدامن اور منکوحہ عورت کو فلاں شخص سے ہمبستر کیا ہے پس نیوگ میں اور طلاق میں یہ فرق ہے کہ نیوگ میں تو ایک بے غیرت انسان اپنی پاکدامن اور بے لوث اور منکوحہ عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر دیوث کہلاتا ہے اور طلاق کی ضرورت کے وقت ایک باغیرت مرد ایک ناپاک طبع عورت سے قطع تعلق کر کے دیوثی کے الزام سے اپنے تئیں بری کر لیتا ہے۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ نیوگ کی رسم ایسی نہیں ہے کہ جو پہلے تھی اور اب ترک کی گئی ہے بلکہ برابر آریوں میں پوشیدہ طور پر ہو رہی ہے* اور ضرورتوں کے وقت ہر یک ادنیٰ اعلیٰ اس رسم کا پابند معلوم ہوتا ہے ابھی ہم نے ایک بڑے نامی رئیس کا حال سُنا ہے جو اُس نے اپنی پیاری اور جوان بیوی سے اولاد کی خواہش سے نیوگ کرایا ہے اسی طرح ہر یک طرف سے یہ خبریں پہنچ رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آریہ لوگ اب وید کی اس تعلیم پر پورے پورے طور پر کاربند ہونا چاہتے ہیں مگر چونکہ انسانی کانشنس اس گندہ کام کو قبول نہیں کرتا اس لئے پوشیدہ طور پر یہ کارروائیاں شروع ہو گئی ہیں عجیب باتیں سنی جاتی ہیں ‡

* نوٹ جس حالت میں نیوگ وید کا حکم ہے اور بقول آریہ پنڈتوں کے وید کے احکام قابل منسوخی نہیں تو پھر رسم نیوگ ترک کیونکر ہو سکتی ہے کیا کسی زمانہ میں وید منسوخ ہو سکتا ہے

‡ یہ ایک دھوکہ کی بات ہے کہ نیوگ کرنے کے وقت ہمیشہ مرد پر ہی الزام دیا جاتا ہے کہ وہ ناقابل اولاد ہے اور اسی خیال سے عورت کو دوسرے سے ہمبستر کراتے ہیں۔ گو کبھی کبھی یہ بھی ممکن ہو کہ مرد بانجھہ کی طرح ہو یا اس کی منی میں کیڑے نہ ہوں یا اُس کی منی پتلی ہو یا چربی سے منافذ بند ہو گئے ہوں۔ اور اسی وجہ سے اولاد نہ ہو سکے مگر طبی تحقیقات سے یہ زیادہ تر ثابت ہے کہ اولاد نہ ہونے کی حالت میں اکثر عورتوں کے ہی رحم وغیرہ میں قصور ہوتا ہے اس لئے ہم آریوں کو نیک صلاح دیتے ہیں کہ جھٹ پٹ اپنی عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر نہ کرا دیا کریں پہلے ڈاکٹر کو بلا کر عورت کے رحم اور دوسری اندرونی بناوٹ کا حال بذریعہ آلات دریافت کرا لیں ایسا نہ ہو کہ دراصل عورت کا ہی قصور ہو اور پھر وہ ناحق ساری عمر بدکاری کراتی ہے اور آخر بوجہ عقیمہ ہونے کے ناکام رہے اور کوئی بچہ نہ ہو یہ صلاح نیک ہے ضرور اس پر عمل کریں اگر وید نے نہیں بیان کیا تو یہ اس کی غلطی ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ۔۔۔ ور نوشتست پند بر دیوار

۳۶ ح

ایک[†] معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرا لیے اولاد بہت ہو جائیگی ایک بول اُٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اُس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سُنکر باغ باغ ہو گیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریف النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے رات کو آجائے گا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور حرامکار تھا سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اُس کو کیا چاہیئے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تاکہ بیجدان کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے پھر کیا تھا آتے ہی بیرج داتا نے لالہ دیّوث کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اُس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بیحیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اُس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ دیّوث سُنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اُسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سُنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں وِدّیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی آگیا بھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست وِدّیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور در اصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اُس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پرواہ نہ تھی اور نہ اُن

[†] نوٹ یہ قصہ جو ہم نے لکھا ہے فرضی نہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ کسی کی پردہ دری کریں اس لئے ہم نے ناموں کو کسی قدر بدلا کر لکھ دیا ہے

۴۲

پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سُنکر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں
میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پُتر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
پھر اس کے بعد ہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی یہانتک کہ چیخیں نکل گئیں۔
اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھگوان آج تو خوشی کا دن
ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے
سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ
میں پہلے ہی مرجاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تُرت جواب دیا کہ حرام
کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منادے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہدیا یہ تو وید آگیا ہے
عورت کو یہ بات سُن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا
کاری کی تعلیم دیتا ہے یُوں تو دُنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سُنا
کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ۔ آخر
مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چُپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُنیں اور
میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بیحیا کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے مُنہ پر باقی ہے ساری رات
تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی
سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔
اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساوامل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کر وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آیندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑونگا۔ لالہ دیوٹ نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا ہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے کا نام سُندر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو بیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لاؤں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ۔ لہنا سنگھ۔ بوڑا سنگھ۔ جیون سنگھ صوبا سنگھ۔ جیون سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خو بو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دُور دُور تک آواز گئی اور آواز سُن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سنگھ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے مہر سنگھ کو بلا لیا پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوا مل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا سب کام پردہ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں ابتک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کریگا ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوث بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو باعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیحیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شک کی بات ہے اب بہرحال یقینی ہو جائے گا تب وساوا مل دیوث تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سنکر سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وساوا مل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی جس شکل سے کرایا تھا جس کو یاد کر کے ابتک رو رہی ہے کہ میرا منہہ کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جن کو آپ سنکر دوڑے آئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوا مل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا انہوں بھاگوان نیوگ کو برا نہیں ماننا چاہئیے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

اگر کوئی مسلمان تمہیں نیوگ کا طعنہ دے تو تم طلاق کا طعنہ دے دیا کرو مگر نیوگ سے انکار مت کرو۔ کہ اِس میں کچھ بھی دوش نہیں بیشک مزہ سے نیوگ کرو اگر ہم سے ناراض ہو تو خیر کسی اور سے۔ ایک سے نہیں دوسرے سے دوسرے سے نہیں تیسرے سے آخر ضرور مطلب حاصل ہوگا۔ تمہاری پڑوسن ہر دئی نے پندرہ برس تک مجھ سے ہی نیوگ کرایا تھا ایشر کی کرپا سے دش اپتر ہوئے جو ابتک زندہ موجود ہیں اور ایک مدرسہ میں پڑھتا ہے چنانچہ اب تک رلیا رام ہر دئی کا شوہر ہمارا احسان مند ہے اور بہت کچھ سیوا کرتا ہے اور ہمارا گُن گاتا ہے کہ تم نے ہی مجھے پُتر دئے تم بھی اگر چاہو تو ہم حاضر ہیں اور تمہاری ابھی وستھا کیا ہے تیرہ چودہ سال کی عمر ہوگی برابر نیوگ کراتی رہو۔ ہاں یہ مشورہ ضرور دیتا ہوں کہ برہمن کا بیج چاہئیے موتی جیسے پُتر ہوں گے اور کیا چاہتی ہو۔

رام دئی یہ باتیں سُن کر آگ ببولا ہو گئی اور بولی کہ اے پاجی پنڈت تیری استری نرمل دئی کو بھی تو ابتک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا تو اس کا نیوگ کیوں نہیں کراتا تا اچھے اچھے سُندر بچے پیدا ہوں بلکہ میں نے تو سُنا ہے کہ تیری لڑکی بشن دئی بھی اب تک بچوں کو ترستی ہے اس کا بھی نیوگ کرا۔ تب پنڈت رام دئی کی یہ باتیں سن کر اندر ہی اندر جل گیا اور مارے غصہ کے مُنہہ لال ہو گیا کہ اُس نے میری استری اور بیٹی کا کیوں نام لیا اور بہت جل سڑ کر بولا کہ ہم نیوگ کرایا نہیں کرتے۔ ہم تو ہمیشہ بیج داتا ہی مقرر کئے جاتے ہیں۔ رام دئی نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ تمہیں لوگ قوم کی مٹی پلید کر رہے ہو اگر تم سچ مچ وید کو سچا جانتے تو پہلے وید کے ایسے حکموں پر تم آپ ہی عمل کر کے دکھلاتے پر عمل کرنا تو کہاں تم تو ایسی نصیحت کو سُن بھی نہیں سکتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم لوگ صرف مُنہہ سے ہی وید وید کرتے ہو اور حقیقت میں ویدک تعلیموں سے سخت بیزار ہو اور ہر بات میں اپنا پہلو اوپر ہی رکھا ہے نیوگ کا مسئلہ بھی شاید اسی لئے بنایا گیا کہ تا برہمنوں کی زناکاری اس پردہ میں چھپی رہے ورنہ اپنی بے اولاد عورتوں اور بہو بیٹیوں کا نیوگ کیوں نہیں کرا لیتے کیا وہ اس قہر میں کم ہیں۔ پنڈت بولا بھاگوان تجھے خبر نہیں تمام رشی رکھی نیوگ کراتے آئے ہیں لیکن ایک برہمنی کھتری سے نیوگ نہیں کرا سکتی اور برہمن ایک لاکھ کھترانی سے بھی کر سکتا ہے یہی بھید ہے

ص ۳۱

کہ ہمارے نیوگ کی تمہیں خبر نہیں ہوتی۔ رام دئی نے کہا کہ نیوگ تو بجائے خود ایک حرامکاری اتنی مگر
اُس حرام کاری کو تم نے اور بھی ظلم سے بھر دیا کہ کھتریوں کی عورتیں تم سے زنا کراویں مگر تمہاری عورتیں
کھتریوں کے نزدیک نہ جاویں سچ تو یہ ہے کہ تم نے نیوگ کا بہانہ کر کے بیچارے کھتریوں سے
کوئی پُرانا بدلا لیا اور کھتریوں کو یہ موقعہ نہ دیا۔ پنڈت نے کہا کہ بہاگوان یہ ہماری طرف سے نہیں یہی
وید آگیا ہے۔ رام دئی کو سُن کر پھر آگ لگ گئی اور کہا کہ یہ کیسا وید اور کیسی اُس کی تعلیم ہے کہ ایک تو
حرامکاری اور پھر طرفداری اور رام دئی نے یہ بھی کہا کہ اگر ایشر عام لوگوں اور اپنے بھگتوں میں اپنے پاک کلام میں دیا اور
کرپا کے لحاظ سے کچھ امتیاز رکھے تو وہ اور بات ہے کیونکہ خاص بندوں کا معاملہ خصوصیت کو چاہتا ہو
لیکن کھتری اور برہمن میں یہ فرق رکھنا سمجھ نہیں آتا اور پھر فرق بھی حرام کاری میں برہمن کو دو حصہ حرام
کاری کی اجازت ہے یعنے اپنی قوم اور دوسری تمام ہندو قوموں کے لئے بھی اور یہ وسیع مہربانی کسی
دوسری قوم پر نہ ہوئی۔ پنڈت بولا کہ رام دئی افسوس کہ تو وید کے بھید کو نہیں سمجھی کہ اس نے ایسا
کیوں کیا۔ بات تو یہ ہے کہ برہمن وید شاستر کے پڑھنے پڑھانے میں عمر بسر کرتے ہیں اور انہیں میں
سے اکثر سادھو اور جوگی اور بیراگی بھی ہوتے ہیں اور ان شغلوں کی وجہ سے اکثر وہ غریب اور کنگال
ہی رہتے ہیں اول تو اُن میں بیاہ کرنے کی گنجایش ہی نہیں ہوتی اور اگر ہو بھی تو کہاں سے کھلاویں نہ
بیوپار نہ کھیتی نہ نوکری نہ کوئی اور ذریعہ مال جمع کرنے کا رکھتے ہیں اس لئے ایشر نے اُن کا جوش شہوت
فرو کرنے کے لئے نیوگ بنا دیا اور یہی بھید ہے کہ برہمن آریہ کے ہر یک قوم کی استری سے نیوگ کر
سکتا ہے مگر دوسری قوموں کو یہ اختیار حاصل نہیں ان کے لئے یہ فخر کافی ہے کہ برہمن کا بیج ان کی اولاد
میں بکثرت ہو۔ رام دئی نے کہا پنڈت جی اب آپ زیادہ تکلیف نہ اُٹھاؤ مجھے وید کی ساری حقیقت
معلوم ہو گئی پہلے تو میرے دل میں یہی کھٹکا تھا کہ وید توحید کی راہ صاف طور پر نہیں بتلاتا جہاں دیکھو
وایو اور جل اور اگنی اور چاند اور سورج اور ستاروں کی پرستش اور مہاں نظر آتی ہے کہیں بھی یہ ہدایت
نہ دی کہ ایشر کے سوا کسی اور چیز کی پرستش مت کرو۔ سارا وید ورق ورق کر کے دیکھو لو۔ کہیں ایسی
شُرتی نہ پاؤ گے جس کے معنے لا الٰہ الا اللہ ہوں یعنے یہ معنے کہ ایک خدا ہی ہے جس کو پوجنا چاہیئے

اور کوئی چیز پوجنے کے لائق نہیں نہ زمین کی چیزوں میں سے نہ آسمان کی چیزوں میں سے نہ چاند نہ سورج نہ وایو نہ جل اگر کوئی ایسی شرتی ہے تو بھلا پنڈت جی پیش تو کرو سوا ایک تو وید کی اسی خرابی پر رونا آتا تھا اب دوسری خوبی وید کی یہ بھی معلوم ہوئی کہ وید پاکدامن عورتوں کی عزت کو بھی خراب کرنا چاہتا ہے اگر خواہ مخواہ بناوٹی اولاد کے لئے تعلیم تھی تو یہ کہنا کافی تھا کہ گود میں بچہ لے لو حالانکہ وید نے آپ ہی بتلایا تھا کہ گود لینے سے بھی متبنیٰ ہو سکتا ہے پھر اس سے کنارہ کرنا اور نیوگ کو واجب ٹھہرانا بجز حرامکاری شائع کرنے کے اور کس بنا پر مبنی ہو سکتا ہے۔ یہ باتیں کہہ کر رام دئی نے رو دیا کہ درحقیقت وید ہی نے آریہ ورت کا ستیاناش کر دیا اگر وید آتش پرستی کی تعلیم نہ کرتا تو وہ لاکھوں آدمی اس دیس میں ہرگز نہ پائے جاتے جو اس زمانہ میں بھی اگنی پوجا میں مشغول ہیں۔ جن چیزوں کی وید نے تعظیم بیان کی انہیں چیزوں کی ہماری قوم میں قدیم سے پرستش جاری ہے پھر لعدی نے پنڈت کو مخاطب کر کے یہ بھی کہا کہ یہ جو تو نے کہا کہ آریوں میں نیوگ ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں طلاق اس سے معلوم ہوا کہ تم اس گند کو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتے اور زور لگا رہے ہو کہ کسی طرح یہ چھپا ہی رہے بھلا پنڈت جی طلاق کو نیوگ سے کیا مناسبت اور نیوگ کو طلاق سے کیا نسبت۔ مسلمان ہمارے پڑوسی ہیں اور اس بات کو ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان و نفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے اور جیسا کہ دوسرے تمام معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ اگر مرد کی طرف سے شرائط ٹوٹ جائیں تو عورت خود بخود نکاح کے توڑنے کی مجاز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کرنے کی مجاز نہیں بلکہ حاکم وقت کے ذریعہ سے نکاح کو توڑا سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعہ سے نکاح کو کرا سکتی ہے اور یہ کمی اختیار اس کی فطرتی شتاب کاری اور نقصان عقل کی وجہ سے ہے لیکن مرد جیسا کہ اپنے اختیار سے معاہدہ نکاح کا باندھ سکتا ہے ایسا ہی عورت کی طرف سے

شرائط ٹوٹنے کے وقت طلاق دینے میں بھی خود مختار ہے سو یہ قانون فطرتی قانون سے ایسی مناسبت اور مطابقت رکھتا ہے گویا کہ اس کی عکسی تصویر ہے کیونکہ فطرتی قانون نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ ہر یک معاہدہ شرائط قرار دادہ کے فوت ہونے سے قابل فسخ ہوجاتا ہے اور اگر فریق ثانی فسخ سے مانع ہو تو وہ اس فریق پر ظلم کر رہا ہے جو فقدان شرائط کی وجہ سے فسخ عہد کا حق رکھتا ہے جب ہم سوچیں کہ نکاح کیا چیز ہے تو بجز اس کے اور کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ ایک پاک معاہدہ کی شرائط کے نیچے دو انسانوں کا زندگی بسر کرنا ہے۔ اور جو شخص شرائط شکنی کا مرتکب ہو وہ عدالت کی رو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہوجاتا ہے اور اسی محرومی کا نام دوسرے لفظوں میں طلاق ہے لہٰذا طلاق ایک ایسی پوری پوری جدائی ہے جس سے مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر نہیں پہنچتا یا دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عورت کسی کی منکوحہ ہو کر نکاح کے معاہدہ کو کسی اپنی بدچلنی سے توڑ دے تو وہ اس عضو کی طرح ہے جو گندہ ہو گیا اور سڑ گیا یا اس دانت کی طرح ہے جس کو کیڑے نے کھالیا اور وہ اپنے شدید درد سے ہر وقت تمام بدن کو ستاتا اور دکھ دیتا ہے تو اب حقیقت میں وہ دانت دانت نہیں ہے اور نہ وہ متعفن عضو حقیقت میں عضو ہے اور سلامتی اسی میں ہے کہ اس کو اکھیڑ دیا جائے اور کاٹ دیا جائے اور پھینک دیا جائے یہ سب کارروائی **قانون قدرت** کے موافق ہے۔ عورت کا مرد سے ایسا تعلق نہیں جیسے اپنے ہاتھ اور اپنے پیر کا لیکن تاہم اگر کسی کا ہاتھ یا پیر کسی ایسی آفت میں مبتلا ہوجائے کہ اطباء اور ڈاکٹروں کی رائے اسی پر اتفاق کرے کہ زندگی اس کی کاٹ دینے میں ہے تو بھلا تم میں سے کون ہے کہ ایک جان کے بچانے کے لئے کاٹ دینے پر راضی نہ ہو پس ایسا ہی اگر تیری منکوحہ اپنی بدچلنی اور کسی جہاں پاپ سے تیرے پر وبال لادے تو وہ ایسا عضو ہے کہ بگڑ گیا اور سڑ گیا اور اب وہ تیرا عضو نہیں ہے اس کو جلد کاٹ دے اور گھر سے باہر پھینک دے ایسا نہ ہو کہ اس کی زہر تیرے سارے بدن میں پہنچ جائے۔ اور تجھے ہلاک کرے پھر اگر اس کاٹے ہوئے اور زہریلے جسم کو کوئی پرند یا درند کھاوے تو تجھے اس سے

کیا کام کیونکہ وہ جسم تو اسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا جبکہ تو نے اُس کو کاٹ کر پھینک دیا ؟ اب جبکہ طلاق کی ایسی صورت ہے کہ اُس میں خاوند خاوند نہیں رہتا اور نہ عورت اُس کی عورت رہتی ہے اور عورت ایسی جُدا ہو جاتی ہے کہ جیسے ایک خراب شدہ عضو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے تو ذرہ سوچنا چاہیئے کہ طلاق کو نیوگ سے کیا مناسبت ہے طلاق تو اس حالت کا نام ہے کہ جب عورت سے بیزار

حاشیہ بعض ہندو نہایت نادانی کی وجہ سے بول اُٹھتے ہیں کہ مسلمانوں کی حدیثوں میں لکھا ہے کہ آدم نے بوجہ ضرورت اپنی بیٹیاں اپنے بیٹوں کو بیاہ دی تھیں سو یہ کام کیا نیوگ سے کچھ کم ہے سو ایسے ہندوؤں کو یاد رہے کہ یہ بیان نہ قرآن مجید میں پایا جاتا ہے نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اور اگر ہے تو دکھلاؤ۔ ہاں بعض مسلمانوں کا یہ قول ضرور لکھا ہے کہ حضرت آدم کے وقت چونکہ اور انسان دنیا میں نہ تھے اس لئے خدا نے یہ کیا کہ حوّا اُن کی بیوی ہمیشہ لڑکی اور لڑکا توام جنتیں اور حضرت آدم پہلے پیٹ کی لڑکی کو دوسرے پیٹ کے لڑکے کے ساتھ شادی کر دیتے لیکن اس قول کا قایل نہ تو قرآن سے کوئی سند لایا اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث اس نے پیش کی اس لئے یہ قول مردود ہے اور جس طرح منو یا باوا نانک کے ایسے مسایل جو وید کے مخالف ہیں آریہ نہیں مانتے اسی طرح ہم بھی ایسی باتوں کو نہیں مانتے اور حیا اور انصاف کے برخلاف ہے کہ ہمارے سامنے ایسی باتیں پیش کی جائیں کہ جو نہ قرآن میں نہ حدیث میں موجود ہیں اور نہ اُن پر مسلمانوں کا عمل ہے اور جس نامعلوم شخص کا یہ قول ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اس بات کے تصور سے کہ حضرت آدم کے وقت میں تو دنیا میں کوئی اور انسان نہیں تھا پھر اُن کی اولاد کے کہاں رشتے ہوئے یہ بات ضرورتاً اپنے دل سے بنا لی کہ شاید یہی انتظام ہوگا کہ ذرہ پیٹ کے لحاظ سے تبدیلی کر کے نکاح کرایا جاتا ہوگا۔ مگر اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضرت آدم کی اولاد چالیس لڑکے تھے اور اُن سے پوتے پڑپوتے وغیرہ ہو کر حضرت آدم کے جیتے جی چالیس ہزار آدمی دُنیا میں ہو گیا تھا اگر اضطراری طور پر کوئی ایسا کام جایز بھی رکھا جاتا تو دور کے رشتوں سے ہوتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جیسے حضرت حوّا حضرت آدم کی پسلی سے نکالی گئیں ایسا ہی ہر ایک لڑکے کی جورو اُس کی پسلی سے نکالی گئی ہو یا ممکن ہے کہ حضرت آدم کی طرح جوروان بھی الگ پیدا ہو گئی ہوں کیونکہ جس نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا وہ

ہو کر بکلی قطع تعلق اُس سے کیا جائے مگر نیوگ میں تو خاوند بدستور خاوند ہی رہتا ہے اور نکاح بھی بدستور نکاح ہی کہلاتا ہے اور جو شخص اس غیر عورت سے ہمبستر ہوتا ہے اُس کا نکاح اس عورت سے نہیں ہوتا اور اگر یہ کہو کہ مسلمان بیوجہ بھی عورتوں کو طلاق دیدیتے ہیں تو تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو لغو کام کرنے سے منع کیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ[۱] اور قرآن میں بیوجہ طلاق دینے والوں کو بہت ہی ڈرایا ہے۔ ماسوا اس کے تم اس بات کو بھی تو ذرا سوچو کہ مسلمان اپنی حیثیت کے موافق بہت سا مال خرچ کر کے ایک عورت سے شادی کرتے ہیں اور ایک رقم کثیر عورت کے مہر کی اُن کے ذمہ ہوتی ہے اور بعضوں کے مہر کئی ہزار اور بعض کے ایک لاکھ یا کئی لاکھ ہوتے ہیں اور یہ مہر عورت کا حق ہوتا ہے اور طلاق کے وقت بہرحال اس کا اختیار ہوتا ہے کہ وصول کرے اور نیز قرآن میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت کو طلاق دی جائے تو جس قدر مال عورت کو طلاق سے پہلے دیا گیا ہے وہ عورت کا ہی رہے گا۔ اور اگر عورت صاحب اولاد ہو تو بچوں کے تعہد کی مشکلات اس کے علاوہ ہیں اسی واسطے کوئی مسلمان جبتک اُس کی جان پر ہی عورت کیوجہ سے کوئی وبال نہ پڑے تب تک طلاق کا نام نہیں لیتا بھلا کون ایسا پاگل ہے کہ بیوجہ اس قدر تباہی کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لے بہرحال جب مرد اور عورت کے تعلقات نکاح باہم باقی نہ رہے تو پھر نیوگ کو اُس سے کیا نسبت جس میں عین نکاح کی حالت میں ایک شخص کی عورت دوسرے

بقیہ حاشیہ:

آدم کے لڑکوں کی جورواں بھی اسی طرح پیدا کر سکتا تھا۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب میں اس کا کچھ بھی ذکر نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کچھ ذکر ہے اس لئے ایسے سوالوں کے وقت ہمارا یہی جواب ہے کہ اُس وقت جو کچھ خدا تعالیٰ کی تقدیس اور حکمت کے مناسب ہوگا وہی کام خدا تعالیٰ نے کیا ہوگا بےحیائی کے کاموں سے تو وہ آپ منع فرماتا ہے اور چونکہ تعطل صفات خدا تعالیٰ پر جائز نہیں اور ہمارے آدم سے پہلے بھی کئی آدم اس دُنیا میں ہو چکے ہیں اس لئے یہ بھی کچھ تعجب کی بات نہیں کہ شاید یہ لوگ جو کروڑہا برسوں کا دعویٰ کرتے ہیں اُن پر وبال آنے کے بعد کچھ لڑکیاں اُن کی باقی رہ گئی ہوں انہیں لڑکیوں سے حضرت آدم کے لڑکوں نے نکاح کر لیا ہو۔ پس اس صورت میں تو مسلمان آریوں کے داماد ثابت ہوئے اور یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ لکھا ہے کہ حضرت آدم مع اپنے لڑکوں کے ہندوستان میں تشریف لائے اور غالباً یہ تشریف لانا شادی کی تقریب ہوگا واللہ اعلم۔ منہ

---

[۱] المؤمنون : ۴

شخص سے ہمبستر ہو سکتی ہے پھر طلاق مسلمانوں سے کچھ خاص بھی نہیں بلکہ ہر ایک قوم میں بشرطیکہ دیوث نہ ہوں نکاح کا معاہدہ صرف عورت کی نیک چلنی تک ہی محدود ہوتا ہے اور اگر عورت بدچلن ہو جائے تو ہر ایک قوم کے غیرتمند کو خواہ ہندو ہو خواہ عیسائی ہو بدچلن عورت سے علیحدہ ہونے کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً ایک آریہ کی عورت نے ایک چوہڑے سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا ہے چنانچہ بارہا اس ناپاک کام میں پکڑی بھی گئی۔ اب آپ ہی فتوے دو کہ اُس آریہ کو کیا کرنا چاہیئے کیا نکاح کا معاہدہ ٹوٹ گیا یا ابتک باقی ہے۔ کیا یہ اچھا ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح اُس عورت کو طلاق دیدے یا یہ کہ ایک دیوث بن کر اُس آشنا پر راضی رہے یا مثلاً ایک عورت علاوہ بدکار ہونے کے خاوند کے قتل کرنے کے فکر میں ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ اس کا خاوند ایک مدت تک اس کی بدکاری کو دیکھتا رہے اور اُس پر خوش رہے اور آخر اُس ناسقہ کے ہاتھ سے قتل ہو غرض یہ مثال نہایت درست ہے کہ گندی عورت گندے عضو کی طرح ہے اور اُس کا کاٹ کر پھینکنا اسی قانون کے رو سے ضروری پڑا ہوا ہے جس قانون کے رو سے ایسے عضو کاٹے جاتے ہیں اور چونکہ ایسی عورتوں کو اپنے پاس سے دفع کرنا واقعی طور پر ایک پسندیدہ بات اور انسانی غیرت کے مطابق ہے اس لئے کوئی مسلمان اس کارروائی کو چھپے چھپے ہرگز نہیں کرتا مگر نیوگ چھپ کر کیا جاتا ہے کیونکہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے

جب رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو پنڈت سخت نادم ہو کر لاجواب ہو گیا اور کہا کہ اب مجھے سمجھ آگیا کہ نیوگ حقیقت میں خباثت کا ہی کام ہے تبھی تو چھپ کر کیا جاتا ہے کیونکہ انسانی فطرت اور انسانی کانشنس اس کو مردانہ غیرت کے برخلاف سمجھتے ہیں پس نیوگ اور طلاق کو ایک ہی رنگ میں سمجھنا ٹھیک نہیں۔ یہ بات فی الحقیقت سچی ہے کہ نکاح مرد اور عورت میں ایک عہد ہے اور وہ بدعہدی کے بعد قایم نہیں رہ سکتا اور جو شخص اپنی عورت کو بدکار پا کر پھر بھی اس سے قطع تعلق نہیں کرتا وہ حقیقت میں دیوث اور بے غیرت ہی ہے اور حقیقت میں ایسی عورت سے قطع تعلق نہ کرنا اس مثال کے نیچے داخل ہے کہ ایک شخص ایسے عضو کو بھی اپنے وجود کا ٹکڑہ ہی سمجھے جو سڑ گل گیا اور جو بدبو سے دماغ کو پریشان کرتا ہے اور اپنی عفونت سے چنگے بھلے وجود کو دکھ

ص ۳۴

دے رہا ہے بیشک ایسے عضو کو جلد کاٹ دینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ تمام بدن ہی تباہ ہو جائے۔
مگر نیوگ کی حالت میں تو وہ عورت کسی طرح سڑے ہوئے عضو کی مانند نہیں ہو سکتی۔ اور ایک
تندرست عضو کی طرح ہوتی ہے جو بدن کی جزو ہے اور ایک بھلے مانس کے نکاح میں ہوتی ہے۔
اور پھر عین منکوحہ ہونے کی حالت میں دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے یہ درحقیقت بے غیرتی
اور بیشرمی کی بات ہے کیا کہیں ہمارے ویدوں کے رشی بھی بڑے ہی سیدھے تھے جنہوں نے
ایسی ایسی باتیں لکھ دیں۔ رام دئی نے کہا کہ ایسی باتیں کسی سیانے کا کام نہیں بلکہ بے غیرت کا کام
ہے جس نے تمام دنیا کی کانشنس کی مخالفت کی دنیا کے مذاہب میں ہزاروں اختلاف ہیں ضرورتوں
کے وقت طلاقیں بھی ہوتی چلی آئی ہیں مگر ایسا تو کسی مذہب ملت میں سُنا نہیں گیا اور نہ کوئی ایسی
کتاب دیکھی کہ اس دعب بے غیرتی کی تعلیم دیوے کہ ایک عورت باوجود قید نکاح اور زندہ ہونے
خاوند کے اس لالچ سے دوسروں سے ہمبستر ہوتی پھرے کہ تا اُن سے اولاد حاصل کرے پنڈت
نے کہا کہ ہاں رام دئی یہ سب سچ ہے اب مجھے شرمندہ تو مت کر میں خوب سمجھ گیا کہ نیوگ کی تعلیم
سراسر گندی تعلیم ہے اور دہرم کی بات تو یہی ہے کہ نیوگ کو طلاق سے کچھ نسبت نہیں جو عورت
طلاق ہو چکی وہ خاوند والی تو نہیں کہلاتی اور تمام لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اب یہ فلاں شخص کی عورت
نہیں مگر نیوگ میں تو نکاح قایم ہوتا ہے اور عورت اپنے مرد کی وارث ہوتی ہے اور اُس کے گھر میں
آباد ہوتی ہے مگر اس لئے بدفعلی کراتی ہے کہ تا اُس کے لئے اولاد حاصل کرے لیکن ہم لوگ لاچار ہو کر
مسلمانوں کو یہی جواب دیدیا کرتے ہیں کیا کریں دل نہیں چاہتا کہ وید پر داغ لگاویں۔

رام دئی نے کہا کہ پنڈت جی یہ تو ہٹ دھرمی ہے کہ وید کی محبت سے حق کو چھپادیں
طلاق تو ایک سخت رسوائی سے نجات پانے کے لئے آخری علاج ہے مگر نیوگ اپنے ہاتھ سے ایک
رسوائی پیدا کرنا ہے اور تم خود سوچو کہ جب ایک عورت نکاح کے عہد پر جو پاکدامنی اور نیک چلنی
اور فرمانبرداری ہے قایم نہ رہی تو انجام کار بجز طلاق کے اور کیا علاج ہے اسی لئے گورنمنٹ انگریزی
کو بھی اپنی قوم کے لئے ضرورتوں کے وقت طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا۔ جن لوگوں کی عورتیں بدکار

ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دیتے اور اُن کی بدکاری سے کراہت نہیں کرتے بلکہ
کسی آشنا کو گھر میں دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں اُن کی لوگ کچھ تعریف نہیں کرتے بلکہ چاروں طرف
سے اُن پر لعنتیں پڑتی ہیں اور دیوث کہلاتی ہیں اگر وہ انسانی غیرت سے طلاق دیتے تو کوئی بھی اُن
کو بُرا نہ کہتا اس سے ثابت ہے کہ اس دنیا کے پیدا کرنے والے نے انسانوں کی عام فطرت میں
یہ غیرت رکھ دی ہے کہ وہ ہرگز راضی نہیں ہوتی کہ ایک عورت منکوحہ نکاح کی حالت میں اپنے
خاوند کی زندگی میں کسی دوسرے سے خرابی کرے اور جن لوگوں میں یہ فطرتی غیرت باقی نہیں رہی۔ وہ
اس گندے اور سڑے ہوئے عضو کی طرح ہیں جو اپنی صحت کی تمام قوتوں کو کھو چکا ہے۔ یہی سبب
ہے کہ انسانی غیرت نے طلاق کو بے کراہت جائز رکھا اور نیوگ کو جائز نہ رکھا۔ پس اسی باعث سے
عام ہندو اس نیوگ کے عمل کو اپنی بہو بیٹیوں اور بیویوں سے چھپا چھپا کر کراتے ہیں اور کھلے طور پر
کوئی شخص اپنی استری یا بیٹی کو کسی غیر سے ہمبستر نہیں کراتا پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی غیرت
کے نور نے وید پر ایمان لانے سے روک دیا اگر یہ حکم انسانی غیرت کے موافق ہوتا تو تمام ہندو کھلے
کھلے طور پر کر کے دکھلاتے اب کیسی بیشرمی ہے کہ کھلے طور پر نیوگ پر عمل کر کے نہیں دکھلاتے اور
پھر طلاق سے اُس کو مشابہت دیتے ہیں بھلا اگر اپنی بات میں سچے ہیں تو جیسے مسلمان ضرورتوں کے
وقت کھلے کھلے طور پر طلاق دیدیتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے ایسا ہی ہندو بھی اس عمل کو مردِ میدان
بن کر دکھلاویں مثلاً اسی شہر میں دس بیس ہندو اپنی عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراویں اور اشتہار
دے دیں کہ آج رات فلاں فلاں لالہ صاحب اور فلاں فلاں پنڈت صاحب نے اپنی جوان عورت کو
فلاں فلاں شخص سے اولاد کی غرض سے یا شہوت فرو کرانے کیلئے ہمبستر کرا دیا ہے اور جبتک اپنی
عورتوں کو غیروں سے ہمبستر نہ کراویں تب تک اُن کو طلاق وغیرہ کا نام لے کر کسی الزامی جواب دینے
کا حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ مسلمانوں کی کارروائی منافقانہ نہیں وہ جس بات کو اللہ و رسول کا حکم قرار
دیتے ہیں اُس کے بجا لانے میں کسی سے نہیں ڈرتے اور نہ کسی کی ملامت کا اندیشہ کرتے ہیں پس
اگر ہندو بھی درحقیقت نیوگ کے مسئلہ کو سچا ہی سمجھتے ہیں اور برکتوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ قرار

دیتے ہیں تو الزامی جوابوں سے پہلے اپنی عورتوں سے کھلے کھلے طور پر نیوگ کرا کر دکھلائیں ورنہ جھوٹے مُردار ہیں۔ یہ بات سُن کر پنڈت جی چپکے ہی کھسک گئے پھر بات نہ کی۔

قادیان کے آریوں کے اُن اعتراضوں کا جواب

جو انہوں نے اپنے اشتہار میں لکھے ہیں

اوّل۔ اسلام کی تعلیم میں عورت کو محض ایک ذریعہ شہوت رانی کا سمجھا گیا ہے۔ **الجواب** ہم اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں کہ اسلام نے نکاح کرنے سے علت غائی یہی رکھی ہے کہ تا انسان کو وجہ حلال سے نفسانی شہوات کا وہ علاج میسر آوے جو ابتدا سے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں رکھا گیا ہے اور اس طرح اس کو عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو کر ناجائز اور حرام شہوت رانیوں سے بچا رہے کیا جس نے اپنی پاک کلام میں فرمایا کہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ[1] یعنے تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں اُس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس کی غرض صرف یہ تھی کہ تا لوگ شہوت رانی کریں اور کوئی مقصد نہ ہو کیا کھیتی سے صرف لہو ولعب ہی غرض ہوتی ہے یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو بیج بویا گیا ہے اُس کو کامل طور پر حاصل کریں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا جس نے اپنی مقدس کلام میں فرمایا مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ[2] یعنی تمہارے نکاح کا یہ مقصود ہونا چاہئے کہ تمہیں عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو اور شہوات کے بد نتائج سے بچ جاؤ۔ یہ نہیں مقصود ہونا چاہیئے کہ تم حیوانات کی طرح بغیر کسی پاک غرض کے شہوت کے بندے ہو کر اس کام میں مشغول ہو کیا ایسے حکیم خدا کی نسبت یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اُس نے اپنی تعلیم میں مسلمانوں کو صرف شہوت پرست بنانا چاہا! اور یہ باتیں فقط قرآن شریف میں نہیں بلکہ ہماری معتبر حدیث کی دو کتابیں بخاری اور مسلم میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت ہے اور اعادہ کی حاجت نہیں ہم اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں قرآن کریم تو اسی غرض سے نازل ہوا کہ تا اُن کو جو بندہ شہوت تھے خدا تعالےٰ کی طرف رجوع دلادے اور ہر یک بے اعتدالی کو دور کرے عرب میں صدہا بیویوں تک نکاح کر لیتے تھے اور پھر اُن کے درمیان

---

[1] البقرۃ : ۲۲۴ [2] النساء : ۲۵

اعتدال بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے ایک مصیبت میں عورتیں پڑی ہوئی تھیں جیسا کہ اس کا ذکر جان ڈیون پورٹ‡ اور دوسرے بہت سے انگریزوں نے بھی لکھا ہے۔ قرآن کریم نے اُن صدہا نکاحوں کے عدد کو گھٹا کر چار تک پہنچا دیا بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً[1] یعنی اگر تم ان میں اعتدال نہ رکھو تو پھر ایک ہی رکھو پس اگر کوئی قرآن کے زمانہ پر ایک نظر ڈال کر دیکھے کہ دنیا میں تعدد ازدواج کس افراط تک پہنچ گیا تھا اور کیسی بے اعتدالیوں سے عورتوں کے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا تو اُسے اقرار کرنا پڑیگا کہ قرآن نے دنیا پر یہ احسان کیا کہ اُن تمام بے اعتدالیوں کو موقوف کر دیا لیکن چونکہ قانون قدرت ایسا ہی پڑا ہے کہ بعض اوقات انسان کو اولاد کی خواہش اور بیوی کے عقیمہ ہونے کے سبب سے یا بیوی کے دائمی بیمار ہونے کی وجہ سے یا بیوی کی ایسی بیماری کے عارضہ سے جس میں مباشرت ہرگز ناممکن ہے جیسی بعض صورتیں خروج رحم کی جن میں چھونے کے ساتھ ہی عورت کی جان نکلتی ہے اور کبھی دس دس سال ایسی بیماریاں رہتی ہیں۔ اور یا بیوی کا زمانہ پیری جلد آنے سے یا اُس کے جلد جلد حمل دار ہونے کے باعث سے فطرتاً دوسری بیوی کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اس قدر تعدد کے لئے جواز کا حکم دے دیا اور ساتھ اس کے اعتدال کی شرط لگا دی سو یہ انسان کی حالت پر رحم ہے تا وہ اپنی فطری ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت الٰہی حکمت کے تدارک سے محروم نہ رہے جن کو اس بات کا علم نہیں کہ عرب کے باشندے قرآن شریف سے پہلے کثرت ازدواج میں کس بے اعتدالی تک پہنچے ہوئے تھے ایسے بیوقوف ضرور کثرت ازدواجی کا الزام اسلام پر لگائیں گے مگر تاریخ کے جاننے والے اس بات کا اقرار کریں گے کہ قرآن نے اُن رسموں کو گھٹایا ہے نہ کہ بڑھایا پس جس نے تعدد ازدواج کی رسم کو گھٹایا اور نہایت ہی کم کر دیا اور صرف اس اندازہ پر جواز کے طور پر رہنے دیا جس کو انسان کی تمدن کی ضرورتیں کبھی نہ کبھی چاہتی ہیں کیا اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے شہوت رانی کی تعلیم سکھائی ہے؟

اس جگہ ہم جان ڈیون پورٹ کی کتاب سے اور دوسرے چند فاضل انگریزوں کی بعض

نوٹ ‡ جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ میں لکھتے ہیں کہ اہل عرب میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے

[1] النساء : ۴

عبارتیں حاشیہ میں نقل کر کے لکھتے ہیں تا معلوم ہو کہ مخالف لوگوں نے بھی باوجودیکہ نہیں چاہتے
تھے کہ تائید اسلام میں کچھ لکھیں مجبور ہو کر اس شہادت کو ادا کر دیا ہے ہاں بعض بدذات پادری جو
اپنی فطرتی تعصب کے ساتھ جہالت کو بھی جمع رکھتے تھے انہوں نے شیاطین کی طرح بہت افترا کئے
اور صدہا اعتراض اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جما دیئے مگر دیکھنا چاہیئے کہ ان

کا قدیم سے رواج چلا آتا تھا آپ کے احکام نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کثرت
نکاح کے طریق کو جو اہل مشرق میں بہت رواج پا گیا تھا کم کر دیا یعنی گھٹا دیا وہ لوگ علاوہ کثرت ازدواج
کے اپنی رشتہ دار عورتوں سے بھی خراب ہوا کرتے تھے مگر آپ کی تعلیم سے وہ باتیں بالکل معدوم
ہوگئیں۔ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو قرآن شریف پڑھے اور اس کے دل پر خوف کا اثر نہ ہو۔ حقیقت
میں یہ بات ناممکن ہے کہ ایک شخص بانی مذہب ہو اور وہ ایسی باتیں نکالے جن سے بدکاری رائج
ہو اور پھر اس کے مذہب میں بالکل کامیابی حاصل ہو جائے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مذہب کے
مسایل کی سختی ہی زیادہ اس کی کامیابی کی باعث ہوئی ہے اور پھر صفحہ ۱۷۲ میں لکھتے ہیں کہ مشرق
میں بہت سے نکاح کرنے کی رسم حضرت ابراہیم کے وقت سے ہی چلی آتی ہے اور یہ بات انجیل
کے بہت سے فقروں سے ثابت ہے کہ یہ رسم انجیل کے زمانہ میں بھی بُرے خیال سے نہیں کی گئی
ایسا ہی پروفیسر وارن صاحب اسلامی تعلیم کے اعتدال کی تعریف کر کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جب
عیسائی مذہب کے پیچ در پیچ اور ناقابل فہم عقیدوں پر خیال کیا جاتا ہے تو شاید ایک فلاسفر دین
اسلام کی خوبی اور صفائی عقاید اور سادگی اور اس کا بناوٹ سے پاک ہونا دیکھ کر آہ کر کے پچھتاوے
کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا۔ پھر گبن× صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں یہود
میں جورواں کرنے کی کوئی حد نہ تھی اور مجوسیوں نے اپنی ماؤں کو بھی اپنے لئے مباح کر لیا تھا ایسا
ہی عرب بھی بلا تعین جوروئیں رکھتے تھے اور ان کی اخلاقی حالت یہانتک بگڑ گئی تھی کہ میراث کے
مال کی طرح باپ کی منکوحہ عورتوں کو بھی باہم بانٹتے تھے اور تمام عورتیں بلا کسی امتیاز کے مردوں کی
وحشیانہ خواہشوں کے پورا کرنے کا آلہ سمجھی جاتی تھیں بلکہ بعض قبائل یمن میں جو کسی قدر یہودی اور

× نیوگ کے بارے میں وید اور دیانند اور منو اور پوران اور دیا گو لک جی کی گواہی تو ہم لکھ چکے ہیں اب گبن جیسے فاضل
انگریزوں کی بھی گواہی سن لو۔ منہ

اعتراضوں کا اُن کے پاس ثبوت کیا ہے۔ کیا قرآن شریف سے یا کسی حدیث صحیح سے اُنہوں نے
لئے ہیں۔ ہمیں تو اُن نادانوں پر نہایت افسوس کے ساتھ رونا آتا ہے کہ جنہوں نے جلد بازی سے
نہ صرف اپنے تئیں تباہ کیا بلکہ بعض متعصب آریوں کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبے یہ کمینہ طبع لوگ
نکتہ چینی کے لئے تو حریص ہوتے ہی۔ اس پر چند شریر اور نادان عیسائیوں کی کتابیں اُن کو مل

کسی قدر صابی تھے یعنی ستارہ پرست تھے ایک عورت کے کئی کئی خصم ہوتے تھے اور ہندؤں
کی قدیم رسم کی طرح یہ رسم بھی بے تکلف جاری تھی کہ جب عورت اپنی معمولی حالت کے بعد
غسل سے فارغ ہوتی تو کمبخت بیحیا شوہر اس کو کہتا کہ فلاں شخص کو بلا بھیج اور حمل کے آثار ظاہر
ہونے تک بڑی احتیاط کے ساتھ جورو سے کنارہ کش رہتا اور اس سے یہ غرض ہوتی کہ بچہ شریف
اور نجیب شخص کے تخم سے ہو اور اس سے بڑھ کر یہ رسم تھی جو چند آدمی جو شمار میں دس سے کم ہوتے
اکٹھے ہو کر ایک عورت کے پاس جاتے اور اس سے ہمبستر ہوتے۔ اور پھر لکھتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب خرابیوں کو دور فرمایا اور نکاح کو ایک معاہدہ قرار دیا گیا اور ہر ایک
افراط کو دُور کر دیا گیا اور تشریح کی گئی کہ کن عورتوں کے ساتھ نکاح ہونا چاہیئے اور کس حد تک
اور وہ حدود مقرر کئے گئے جو عقل اور اخلاق کے برخلاف نہیں اور جب ہم عرب جاہلیت کی کثرت
ازواج اور اس طرز سلوک کا خیال کرتے ہیں جو وہ اپنی عورتوں کے ساتھ کرتے تھے اور پھر اس
حالت پر غور کرتے ہیں کہ جو اسلام کے طفیل سے اُن کو حاصل ہوئی تو ہمارا دل ایک فخر آمیز تعجب سے
بھر جاتا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ انسان کے دل پر اس قسم کا تصرف کہ جس نے ان شہوت پرستوں کی حالتوں کو
بالکل پھیر دیا بے شبہ وہ ربانی تصرف تھا اور ایک ٹیلر صاحب نے افریقہ میں مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے
قصبہ ولورہمپٹن کے چرچ کانگریس کے روبرو اپنی رائے حسب ذیل بیان کی تعدد ازدواج ایک بڑا دقیق مسئلہ
ہے موسیٰ نے اُس کو نہیں روکا اور داؤد جس کا خدا کا سا دل تھا اس کو عمل میں لایا اور انجیل میں صاف طور
سے ممنوع نہیں ہے محمد نے تعدد ازدواج کی بیحد اجازت کو محدود کر دیا۔ تعدد ازدواج کے سبب مسلمانوں میں
بدکاری کم ہے ہم کو خبردار ہونا چاہیئے کہ شاید ایک بُرائی کو بیوقت دور کرنے میں ہم اس کی جگہ ایک اس سے

گئیں اور شیطانی جوش نے یہ تلقین دی کہ یہ سب سچ ہے لہذا اس روسیاہی اور ندامت کا انہوں نے بھی حصہ لیا جواب نادان پادریوں کے منہ پر نمایاں ہے میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے اگر عیسائی سچے تھے تو اب ہماری باتوں کا کیوں جواب نہیں دیتے۔ اگر وہ عربی میں دخل رکھتے تھے تو ہم نے **نور الحق** کو تالیف کر کے پانچہزار روپیہ کا اشتہار دیا اور کہا کہ یہ روپیہ اپنے پاس ہی جمع کرا لیں اور عربی میں بالمقابل کتاب لکھ کر دکھلاویں سو ایسے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے کیا یہی وہ لوگ تھے جن کی شہادت قرآن کریم کی نکتہ چینی میں قبول کی گئی کسی کتاب کی تعلیم پر ذاتی حملہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اول اس کتاب کی زبان بھی معلوم ہو ورنہ صرف دخل بیجا اور شیطانی حرکت ہوگی۔ ہاں اس صورت میں ایک شخص جو زبان سے ناواقف ہے اعتراض کر سکتا ہے جب اعتراض کی بنا ایسے فاضل اور مسلم لوگوں کی شہادت پر ہو جو زبان کے ماہر اور دینی اسرار کے محقق مانے گئے ہیں جیسا کہ ہم نے نیوگ کا اعتراض دیانند کے وید بھاش کے مطابق اور منو اور یاگوَلک جی اور گورودت اور پوران وغیرہ کے حوالہ سے کیا ہے سو ایسے نہایت بزرگ اعتراضوں میں جو قوم کے برگزیدہ اور مسلم پیشواؤں کے حوالوں پر مبنی ہوں جن کی شہادت کو ماننا ضروری ہو ہر ایک کو حق پہنچتا ہے کہ ان لوگوں کو ملزم کرے جو لوگ اُن کی شہادت کو ایک قطعی اور یقینی شہادت سمجھتے ہیں مگر یہ تو نہایت بے ایمانی اور بد ذاتی ہے کہ آپ تو زبان میں کچھ بھی مہارت نہ رکھیں اور اُن معانی کو قبول نہ کریں جو قوم کے پیشوا بتلاتے ہیں اور ایسے معانی پیش کریں کہ نہ تو قوم کے پیشوا نے بتلائے اور نہ اُن لوگوں نے جو اس پیشوا کے بعد بطور نائب کے تسلیم کئے گئے تھے اور نہ مسلم العلم والفضل اکابر قوم نے اُن معنوں کی طرف کوئی بھی اشارہ کیا یہی خیانتیں ہیں جو نادان پادریوں سے ظہور میں آئیں خدائے کامل و قدوس پر **توماں** کی حاجت کا بھی داغ لگایا اور اس پاک تسلیم پر اعتراض کیا جس کی راستی پر ایک ایسا بادیہ نشین بھی گواہی دے سکتا ہے جو زمین و آسمان کی بناوٹ کو سوچ کر اس کے خالق کا پتہ لگانا چاہے۔

دوسرا سوال۔ مسلمان حیض کے دنوں میں بھی عورت سے جُدا نہیں ہوتے۔ **الجواب** میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان بہتان طراز لوگوں کا یہ کیسا اعتراض ہے یہ لوگ جھوٹھ بولنے کے وقت کیوں

خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتیٰ یطھرن[1] (الجزو نمبر ۲ سورۃ البقرہ) یعنی حیض کے دنوں میں عورتوں سے کنارہ کرو اور ان کے نزدیک مت جاؤ یعنی صحبت کے ارادہ سے جبتک کہ وہ پاک ہولیں۔ اگر ایسی صفائی سے کنارہ کشی کا بیان وید میں بھی ہو تو کوئی صاحب پیش کریں لیکن ان آیات سے یہ مراد نہیں کہ خاوند کو بغیر ارادہ صحبت کے اپنی عورت کو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے یہ تو حماقت اور بیوقوفی ہوگی کہ بات کو اس قدر دور کھینچا جائے کہ تمدن کے ضروریات میں بھی حرج واقع ہو اور عورت کو ایام حیض میں ایک ایسی زہر قاتل کی طرح سمجھا جائے جس کے چھونے سے فی الفور موت نتیجہ ہے۔ اگر بغیر ارادہ صحبت عورت کو چھونا حرام ہوتا تو بیچاری عورتیں بڑی مصیبت میں پڑجاتیں۔ بیمار ہوتیں تو کوئی نبض بھی دیکھ نہ سکتا گرتیں تو کوئی ہاتھ سے اٹھا نہ سکتا اگر کسی درد میں ہاتھ پیر دبانے کی محتاج ہوتیں تو کوئی دبا نہ سکتا اگر مرتیں تو کوئی دفن نہ کرسکتا کیونکہ ایسی پلید ہوگئیں کہ اب ہاتھ لگانا ہی حرام ہے سو یہ سب نافہموں کی جہالتیں ہیں اور سچ یہی ہے کہ خاوند کو ایام حیض میں صحبت حرام ہوجاتی ہے لیکن اپنی عورت سے محبت اور آثار محبت حرام نہیں ہوتے۔

تیسرا سوال۔ کیا طلاق میں غیرت سے کام لیا گیا ہے کہ ایک شخص غصہ سے اپنی عورت کو ماں بہن کہہ کر طلاق دیدے تو اُسے پھر عورت بنانا اور گھر میں لانا جائز نہیں جب تک تین مہینے غیر شخص کا بستر گرم نہ کرلے۔

الجواب۔ یہ اعتراض صرف ہندوؤں کے تعصب اور بہتان تراشی اور دروغ گوئی پر ہی دلیل نہیں بلکہ اس بات پر بھی دلیل ہے کہ کس قدر یہ نادان فرقہ تعلیم قرآن کے پاک اصولوں سے بیخبر ہیں۔ لالہ صاحبان اس سے بڑھ کر اور کوئی بھی بدذاتی نہیں کہ ایک بے اصل افترا کو ایسے الفاظ میں پیش کریں جس سے یہ یقین دلانا منظور ہو کہ ہمیں اس میں یقینی اور قطعی علم ہے۔

اب میں آپ لوگوں کی کیا کیا غلطی دور کروں کہ آپ لوگوں نے اس سوال کو غلطیوں کی معجون بنا دیا۔ اول تو کسی جاہل کا غصہ میں ماں بہن کہہ دینا طلاق کا موجب ہی نہیں ہوسکتا

صفحہ ۴۴

[1] البقرۃ : ۲۲۳

اللہ جلشانہ فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِہِمْ مَّا ھُنَّ اُمَّہٰتِہِمْ اِنْ اُمَّہٰتُہُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَہُمْ وَاِنَّہُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۔ وَالَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِکُمْ تُوْعَظُوْنَ بِہٖ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۔ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ۔[1] (الجزو نمبر ۲۸ سورۃ المجادلۃ)

یعنے جو شخص اپنی عورت کو ماں کہہ بیٹھے تو وہ حقیقت میں اس کی ماں نہیں ہو سکتی اُن کی مائیں وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے سو یہ اُن کی بات نامعقول اور سراسر جھوٹھ ہے اور خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اور پھر رجوع کریں تو اپنی عورت کو چھونے سے پہلے ایک گردن آزاد کردیں یہی خدائے خبیر کی طرف سے نصیحت ہے اور اگر گردن آزاد نہ کرسکیں تو اپنی عورت کو چھونے سے پہلے دو مہینہ کے روزے رکھیں اور اگر روزے نہ رکھ سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاویں۔ اب فرمائیے کہ جھوٹھے بدذات کو کیا سزا دی جاوے جس نے ناحق افترا کرکے اپنی طرف سے یہ بات بنائی کہ ماں کہنے کی حالت میں ایسی طلاق ہو جاتی ہے کہ پھر جب تک عورت دوسرا خصم نہ کرلے خاوند کی طرف رجوع نہیں کرسکتی ایسے دروغگوؤں کو اگر ایک مرتبہ بھی سزا ہو جائے تو پھر آئندہ جھوٹھ بنانے پر جرأت نہ کریں دیکھو کیسی بیحیائی اور افترا پردازی ہے کہ نیوگ کی بات پر غصہ کرکے قرآن پر افترا باندھا۔ یہ غصہ وید پر کرنا چاہیئے تھا جس نے ہندوؤں کی عزت کو خاک میں ملا دیا ایسا کہ وہ منہ دکھانے کے لایق بھی نہ رہے۔ پھر یہ غصہ منو پر کرنا چاہیئے تھا جس نے وید کی اُن شرتیوں کو شائع کیا پھر یاگولک وید کا بھاشیکار اس غصہ کے لایق تھا جس نے یہ تفسیر لکھ کر سارے آریہ ورت میں شایع کی پھر پوہالوں پر یہ غصہ چاہیئے تھا جنہوں نے گھر گھر یہ خوشخبری سنائی اور پھر دیانند کو کچھ سزا دینی چاہیئے تھی جس نے اس زمانہ میں وید کا پردہ فاش کیا۔ پھر گورو دت بھی کسی قدر مار کھانے کے لایق تھا جس نے نیوگ کے جواز پر انگریزی رسالے لکھے اور میدان میں

ص۱۵

[1] المجادلۃ : ۳-۵

کھڑے ہو کر دعویٰ کیا کہ وید کی رو سے **زندہ خاوند والی کا نیوگ جائز ہے**۔ لیکن ان بھلے مانسوں نے قرآن کی تعلیم پر کیوں افترا کیا۔ اب ہمیں دکھلاویں کہ قرآن کریم میں یا کسی حدیث میں کہاں ہے کہ جو اپنی عورت کو ماں کہہ بیٹھے پھر وہ عورت تب اُس کے گھر میں آباد ہو سکتی ہے جبکہ دوسرے کے نکاح میں آجاوے اور تین مہینے اُس کے گھر میں آباد رہے اور اگر دکھلا نہ سکیں تو بجز اس کے کیا کہیں۔ کہ

لعنت اللہ علی الکاذبین

جس کی تعلیم یہ خیانت ہے ایسے دیں پر ہزار لعنت ہے

اب ہم ان نادانوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن میں کونسی ہدایتیں ہیں جن کی پابندی کے بعد پھر ایک شخص طلاق دینے کا مجاز ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِھِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا[1]

یعنی جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہو جائیں پس تم اُن کو نصیحت کرو۔ اور خوابگاہوں میں اُن سے جُدا رہو اور مارو (یعنے جیسی جیسی صورت اور مصلحت پیش آوے) پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جائیں تو تم بھی طلاق وغیرہ کا نام نہ لو اور تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلّم ہے یعنی دل میں یہ نہ کہو کہ اس کی مجھے کیا حاجت ہے میں دوسری بیوی کر سکتا ہوں بلکہ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے اور پھر فرماتا ہے کہ اگر میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف خاوند کی طرف سے مقرر کرو اور ایک منصف بیوی کی طرف سے اگر منصف صلح کرانے کے لئے کوشش کریں گے تو خدا توفیق دے دیگا۔ **اور پھر فرمایا**

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْھُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَاِنْ

[1] النساء : ۳۵-۳۶

عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ ... اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۔ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ ... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ... وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۔ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ... وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔ وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ ... وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ... ذٰلِكَ أَمْرُ اللّٰهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۔

ترجمہ: جو لوگ اپنی بیویوں سے جدا ہونے کے لئے قسم کھا لیتے ہیں وہ طلاق دینے میں جلدی نہ کریں بلکہ چار مہینے انتظار کریں۔ سو اگر وہ اس عرصہ میں اپنے ارادہ سے باز آجاویں پس خدا کو غفور و رحیم پائیں گے اور اگر طلاق دینے پر پختہ ارادہ کر لیں سو یاد رکھیں کہ خدا سننے والا اور جاننے والا ہے یعنے اگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بددعا کرے تو خدا اُس کی بددُعا سُن لیگا۔ اور چاہیئے کہ جن عورتوں کو طلاق دی گئی وہ رجوع کی امید کے لئے تین حیض تک انتظار کریں اور ان تین حیض میں جو قریباً تین مہینے ہیں دو دفعہ طلاق ہوگی یعنے ہر یک حیض کے بعد خاوند عورت کو طلاق دے اور جب تیسرا مہینہ آوے تو خاوند کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے کہ اب یا تو تیسری طلاق دے کر احسان کے ساتھ دائمی جدائی اور قطع تعلق ہے اور یا تیسری طلاق سے رُک جائے اور عورت کو حسن معاشرت کے ساتھ اپنے گھر میں آباد کرے اور یہ جائز نہیں ہوگا کہ جو مال طلاق سے پہلے عورت کو دیا تھا وہ واپس لیلے۔ اور اگر تیسری طلاق جو تیسرے حیض کے بعد ہوتی ہے دیدے تو اب وہ عورت اس کی عورت نہیں رہی اور جب تک وہ دوسرا خاوند نہ کر لے تب

۱ البقرۃ : ۲۲۷-۲۲۹ ۲تا۵ البقرۃ : ۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳
۶تا۹ الطلاق : ۲-۳-۴-۵-۶

تک نیا نکاح اس سے نہیں ہو سکتا (یعنی ایسے شخص کی سزا یہی ہے جو باوجود ہدایت متذکرہ بالا کے پھر نہ سمجھے اور چونکہ یہ عورت اب اس کی عورت نہیں رہی اس لئے وہ خاوند کرنے میں اختیار کلی رکھتی ہے) اور پھر فرمایا کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ مدت مقررہ تک پہنچ جائیں اور عدت کی میعاد گذر جائے تو اُن کو نکاح کرنے سے مت روکو یعنے جب تین حیض کے بعد تین طلاقیں ہو چکیں عدت بھی گذر گئی تو اب وہ عورتیں تمہاری عورتیں نہیں ان کو نکاح کرنے سے مت روکو اور خدا سے ڈرو اور ان کو عدت کے دنوں میں گھروں میں سے مت نکالو مگر یہ کہ کوئی کھلی کھلی بدکاری اُن سے ظاہر ہو اور جب تین حیض کی مدت گذر جائے تو پھر بعد اس کے احسان کے ساتھ رکھ لو یا احسان کے ساتھ اُس کو رخصت کر دو۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے ڈریگا یعنی طلاق دینے میں جلدی نہیں کرے گا اور کسی بے ثبوت شبہ پر بگڑ نہیں جائے گا تو خدا اس کو تمام مشکلات سے رہائی دے گا اور اس کو ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ اسے علم نہیں ہوگا کہ مجھے کہاں سے رزق آتا ہے اور جو عورتیں حیض سے نومید ہو گئی ہیں اُن کی مہلت طلاق بجائے تین حیض کے تین مہینہ ہیں اور جو خدا سے ڈریگا یعنی طلاق دینے میں جلدی نہیں کرے گا خدا اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا اور جو خدا سے ڈریگا یعنی طلاق دینے میں جلدی نہیں کرے گا اور حتی الوسع طلاق سے دستبردار رہے گا خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اور اس کو بہت بڑا اجر دے گا *

* حاشیہ اگر کوئی عورت اذیت اور مصیبت کا باعث ہو تو ہم کو کیونکر یہ خیال کرنا چاہیئے کہ خدا ہم سے ایسی عورت کے طلاق دینے سے ناخوش ہوگا۔ میں دل کی سختی کو اُس شخص سے منسوب کرتا ہوں۔ جو اس عورت کو اپنے پاس رہنے دے نہ اُس شخص سے جو اس کو ایسی صورتوں میں اپنے گھر سے نکال دے ناموافقت سے عورت کو رکھنا ایسی سختی ہے جس میں طلاق سے زیادہ بیرحمی ہے طلاق ایک مصیبت ہے جو ایک بدتر مصیبت کے عوض اختیار کی جاتی ہے تمام معاہدے بدعہدی سے ٹوٹ جاتے ہیں پھر اس پر کون سی معقول دلیل ہے کہ نکاح کا معاہدہ ٹوٹ نہیں سکتا۔

سوال چوتھا۔ اب دیکھئے کہ لفظ زنا کس موقعہ کے لئے موزوں ہے رسول خدا حضرت محمد صاحب کا اپنے متبنیٰ بیٹے کی بہو مسماۃ زینب کی خواہش کرنا اور اس کے معقول عذر پر یہ بہانہ کرنا کہ خدا تعالےٰ نے عرش پر اپنی زبان مبارک سے میرا اور تیرا نکاح پڑھ دیا ہے۔ **الجواب** اے لالہ صاحبان آپ لوگوں نے ہمارے سید و مولےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پرہیزگاروں اور پاکوں کے سردار ہیں زنا کی تہمت لگائی مگر **تعزیرات ہند دفعہ ۲۹۸** کی رو سے ایسے شخصوں کی توہین کے مقدمہ میں جو ایک عظیم الشان پیشوا کی نسبت کی گئی ہے۔ سزا تو یہ ہے کہ کم سے کم عدالت سے ڈاڑھی اور مونچھ منڈوا کر برس برس کی قید ہو اور پیچھے کھترانیوں اور مصرانیوں کو بجز نیوگ کرانے کے اور کوئی صورت کارروائی کے لئے باقی نہ رہے لیکن بالفعل ہم اس امید سے برداشت کرتے ہیں کہ تا

بقیہ حاشیہ اور کیا وجہ کہ نکاح کی نوعیت تمام معاہدوں سے مختلف ہے۔ عیسٰی نے زنا کی شرط سے طلاق کی اجازت دی مگر آخر اجازت تو دیدی۔ نکاح ملاپ کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ ہم دائمی تردد اور نزاع کے باعث سے پریشان خاطر رہیں۔ **خلاصہ تقریر جان ملٹن**۔ اگر مرد کسی دوسری جگہ چلا جائے اور اپنے گھر پر حاضر نہ ہو تو آریوں کی عورتوں کو چاہئیے کہ میعاد مقررہ کے بعد نیوگ یعنے کسی دوسرے سے ہمبستر ہوکر اولاد جن لیں کسی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور یہ اگیا موافق بیان پنڈت دیانند کے یہ ہے۔ وواہت استری جو وواہت پتی دہرم کے ارتھ پردیش میں گیا ہو تو آٹھ برش۔ ودیا اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن ادی کامنا کے لئے گیا ہو تو تین برش تک باٹ دیکھے پشچات نیوگ کر کے سنتان اوتپتی کر لے۔ جب وواہت پتی آوے تب نیوکت پتی چھوٹ جاوے

विवाहित स्त्री जो विवाहित
धर्म के अर्थ परदेश में गया हो तो आठ वर्ष, विद्या और
कीर्ति के लिये गया हो तो छः और धनादि कामना के
लिये गया हो तो तीन वर्ष तक बाट देखके पश्चात् नियोग
करके सन्तानोत्पत्ति करले, जब विवाहित पति आवे तब नियुक्त
छूटे ५७ पाठ । [illegible] ११० ॥

شاید تم آئندہ باز آجاؤ۔

اب ہم ان آریوں کے اس پرافترا اعتراض کی بیخکنی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو انہوں نے زینب کے نکاح کی نسبت تراشا ہے۔ ان مفتری لوگوں نے اعتراض کی بنا دو باتیں ٹھہرائی ہیں۔

(۱) یہ کہ متبنے اگر اپنی جورو کو طلاق دے دیوے تو متبنے کرنے والے کو اس عورت سے نکاح جائز نہیں

(۲) یہ کہ زینب آنحضرت کے نکاح سے ناراض تھی تو گویا آنحضرت نے زینب کے معقول عذر پر یہ بہانہ گھڑا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے سو ہم ان دو باتوں کا ذیل میں جواب دیتے ہیں۔

امر اول کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ متبنے کرتے ہیں ان کا یہ دعویٰ سراسر لغو اور باطل ہے۔ کہ وہ حقیقت میں بیٹا ہو جاتا ہے اور بیٹوں کے تمام احکام اُس کے متعلق ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قانون قدرت اس بیہودہ دعویٰ کو رد کرتا ہے اس لئے کہ جس کا نطفہ ہوتا ہے اسی کے اعضا میں سے بچہ کے اعضا حصہ لیتے ہیں اسی کے قویٰ کے مشابہ اس کے قویٰ ہوتے ہیں اور اگر وہ انگریزوں کی طرح سفید

بقیہ حاشیہ پس جس حالت میں ہندوؤں کی عورتیں ایسی آزاد ہیں کہ خاوند مثلاً نوکر چاکر ہے کوئی مفقود الخبر اور گمشدہ نہیں خط روز آتے ہیں مقام شہر کا نام معلوم ہے اگر چاہیں تو آسانی سے وہاں جا سکتے ہیں مگر پھر بھی وید نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ضرورت شہوت کے وقت میں خاوندوں کے پاس چلی جائیں۔ خاص کر جب خاوند ایک جگہ نوکر اور بڑے معزز عہدہ پر ہو مثلاً ڈپٹی کمشنر ہو تو روپیہ کی بھی کمی نہیں مگر پھر بھی وید نے زناکاری کی رغبت دی اس سے معلوم ہوا کہ وید کے رشیوں کو زنا بہت ہی پیارا تھا تبھی تو حلال وجہ کے جماع کی پرواہ نہ رکھ کر نیوگ کو ہی پسند کیا بہرحال جس حالت میں وید کی آگیا کے بموجب اس صورت میں بھی ایک ہندو عورت نیوگ کرا سکتی ہے۔ جبکہ ایک جگہ خاوند نوکر ہو اور وید نے یہ حکم نہیں دیا کہ عورت خاوند کے پاس چلی جاوے بلکہ نیوگ کرانے کی اجازت دے دی ہے تو پھر جب کوئی آریہ جیل خانہ میں قید ہو تو اس صورت میں تو ہندو عورت کو نیوگ کے لئے اعلےٰ درجہ کا حق پیدا ہوگا۔ کیونکہ وہ جیل خانہ میں نہیں جا سکتی تھی۔

رنگ نکلتا ہے تو یہ بھی اس سفیدی سے حصہ لیتا ہے اگر وہ حبشی ہے تو اس کو بھی اس سیاہی کا بخرہ ملتا ہے اگر وہ آتشک زدہ ہے تو یہ بیچارہ بھی اُسی بلا میں پھنس جاتا ہے۔ غرض جس کا حقیقت میں نطفہ ہے اُسی کے آثار بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں جیسی گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتی ہے اور چنے سے چنا نکلتا ہے پس اس صورت میں ایک کے نطفہ کو اس کے غیر کا بیٹا قرار دینا واقعات صحیحہ کے مخالف ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف منہ کے دعویٰ سے واقعات حقیقیہ بدل نہیں سکتے مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے سم الفار کے ایک ٹکڑہ کو طباشیر کا ٹکڑہ سمجھ لیا تو وہ اس کے کہنے سے طباشیر نہیں ہو جائے گا اور اگر وہ اس وہم کی بناء پر اُسے کھائے گا تو ضرور مریگا جس حالت میں خدا نے زید کو بکر کے نطفہ سے پیدا کر کے بکر کا بیٹا بنا دیا تو پھر کسی انسان کی فضول گوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہیں بن سکتا اور اگر بکر اور خالد ایک مکان میں اکٹھے بیٹھے ہوں اور اس وقت حکم حاکم پہنچے کہ زید جس کا حقیقت میں بیٹا ہے اس کو پھانسی دیا جائے تو اس وقت خالد فی الفور عذر کر دے گا کہ زید حقیقت میں بکر کا بیٹا ہے میرا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کے دو باپ تو نہیں ہو سکتے پس اگر متبنیٰ بنانے والا حقیقت میں باپ ہو گیا ہے تو یہ فیصلہ ہونا چاہیئے کہ اصلی باپ کس دلیل سے لا دعویٰ کیا گیا ہے

غرض اس سے زیادہ کوئی بات بھی بیہودہ نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی حقیقتوں کو بدل ڈالنے کا قصد کریں۔ دو باتیں ہندوؤں میں قدیم سے چلی آتی ہیں۔ بیٹا بنانا اور خدا بنانا۔ بیٹا بنانے کے لئے تو بڑا عمدہ طریق نیوگ ہے اور خدا اس طرح بناتے ہیں کہ سالگرام کے پتھر پر معمولی منتر پڑھ کر جس کو اواہن کا منتر بھی کہتے ہیں اپنے ہی وہم سے یہ یقین کر لیتے ہیں کہ اب اس میں پرمیشر داخل ہو گیا ہے مگر آریوں نے پرمیشر بننے کے طریق سے تو انکار کر دیا ہے مگر بیٹا بنانے کا نسخہ ابتک ان کی نظر میں قابل پسند ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اول آریہ لوگ گود میں بیگانہ بچہ لے کر بیٹا بناتے تھے پھر یہ بات کچھ بناوٹی سی معلوم ہوئی لہذا اس کے قائم مقام نیوگ نکالا کہ تا اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اُس کا نطفہ لے لیں تا نطفہ کے اجزا جورو کے اجزا سے مل جائیں اور اس طرح پر کچھ مناسبت پیدا

ہوجائے مگر اس قابل شرم زناکاری کے بعد بھی مرد کو اس نطفہ سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ وہ غیر کا نطفہ ہے
اب چونکہ عقل کسی طرح قبول نہیں کر سکتی کہ متبنّٰی درحقیقت اپنا ہی لڑکا ہوجاتا ہے اس لئے ایسے
اعتراض کرنے والے پر واجب ہے کہ اعتراض سے پہلے اس دعوے کو ثابت کرے اور درحقیقت
اعتراض تو ہمارا حق ہے کہ کیونکر غیر کا نطفہ جو غیر کے خواص اپنے اندر رکھتا ہے اپنا نطفہ بن سکتا ہے
پہلے اس اعتراض کا جواب دیں اور پھر ہم پر اعتراض کریں اور یہ بھی یاد رہے کہ زید جو زینب کا پہلا
خاوند تھا وہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا آپ نے اپنے کرم ذاتی کی وجہ سے اس
کو آزاد کر دیا اور بعض دفعہ اس کو بیٹا کہا تا غلامی کا داغ اس پر سے جاتا رہے چونکہ آپ کریم النفس
تھے اس لئے زید کو قوم میں عزت دینے کے لئے آپ کی یہ حکمت عملی تھی مگر عرب کے لوگوں میں یہ رسم
پڑ گئی تھی کہ اگر کسی کا استاد یا آقا یا مالک اس کو بیٹا کر کے پکارتا تو وہ بیٹا ہی سمجھا جاتا یہ رسم نہایت
خراب تھی اور نیز ایک بیہودہ وہم پر اس کی بنا تھی کیونکہ جبکہ تمام انسان بنی نوع ہیں تو اس لحاظ سے
جو برابر کے آدمی ہیں وہ بھائیوں کی طرح ہیں اور جو بڑے ہیں وہ باپوں کی مانند ہیں اور چھوٹے بیٹوں
کی طرح ہیں۔ لیکن اس خیال سے اگر مثلاً کوئی ہندو ادب کی راہ سے قوم کے کسی مُسِنّ آدمی کو باپ
کہدے یا کسی ہم عمر کو بھائی کہدے تو کیا اس سے یہ لازم آئے گا کہ وہ قول ایک سند متصور ہو کر
اس ہندو کی لڑکی اس پر حرام ہو جائے گی یا اس کی بہن سے شادی نہیں ہو سکے گی اور یہ خیال کیا جائیگا
کہ اتنی بات میں وہ حقیقی ہمشیرہ بن گئیں اور اس کے مال کی وارث ہو گئیں یا یہ اُن کے مال کا وارث
ہو گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک شریر آدمی ایک لاولد اور مالدار کو اپنے مُنہ سے باپ کہہ کر اس کے تمام
مال کا وارث بن جاتا کیونکہ اگر صرف مونہہ سے کہنے کے ساتھ کوئی کسی کا بیٹا بن سکتا ہے تو پھر کیا
وجہ ہے کہ صرف مونہہ سے کہنے سے باپ نہ بن جائے بس اگر یہی سچ ہے تو مفلسوں ناداروں کے
لئے نقب زنی یا ڈاکہ مارنے سے بھی یہ عمدہ تر نسخہ ہو جائے گا یعنی ایسے لوگ کسی آدمی کو دیکھکر جو کئی
لاکھ یا کئی کروڑ کی جائداد رکھتا ہو اور لاولد ہو کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تجھ کو باپ بنایا پس اگر وہ حقیقت
میں باپ ہو گیا ہے تو ایسے مذہب کی رو سے لازم آئے گا کہ اس لاولد کے مرنے کے بعد سارا

مال اس شخص کو مل جائے اور اگر وہ باپ نہیں بن سکا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ مسئلہ ہی جھوٹا ہے۔ اور نیز ایسا ہی ایک شخص کسی کو بیٹا کہہ کر ایسا ہی فریب کر سکتا ہے **اب چلو کہاں تک چلتے ہو ذرا اپنے وید کی سچائی تو ثابت کرو**۔ بہتیرے راجے اور مہاراجے اپنی وفادار رعیت کو بیٹے اور بیٹیاں ہی سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی ان کی لڑکیاں بھی لے لیتے ہیں اور بہتیرے لوگ محبت یا ادب سے کسی کو باپ اور کسی کو بیٹا کہہ دیتے ہیں مگر اُن کے وارث نہیں ہو سکتے۔

اب جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے ہی یہ حکم فرما دیا تھا کہ تم پر صرف ان بیٹوں کی عورتیں حرام ہیں جو تمہارے **صلبی بیٹے** ہیں۔ جیسا کہ یہ آیت ہے

وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم[1] یعنی تم پر فقط ان بیٹوں کی جورواں حرام ہیں جو تمہاری پشت اور تمہارے نطفہ سے ہوں۔ پھر جبکہ پہلے سے یہی قانون تعلیم قرآنی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور یہ زینب کا قصہ ایک مدت بعد اُس کے ظہور میں آیا۔ تو اب ہر یک سمجھ سکتا ہے کہ قرآن نے یہ فیصلہ اُسی قانون کے مطابق کیا جو اس سے پہلے منضبط ہو چکا تھا۔ قرآن کھولو اور دیکھو کہ زینب کا قصہ اخیری حصہ قرآن میں ہے مگر یہ قانون کہ متبنٰی کی جورو حرام نہیں ہو سکتی یہ پہلے حصہ میں ہی موجود ہے اور اس وقت کا یہ قانون ہے کہ جب زینب کا زید سے ابھی نکاح بھی نہیں ہوا تھا تم آپ ہی قرآن شریف کو کھول کر ان دونوں مقاموں کو دیکھ لو اور ذرہ شرم کو کام میں لاؤ۔

اور پھر بعد اس کے سورۃ الاحزاب میں فرمایا۔ ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ۔ وماجعل ازواجکم الئی تظاھرون منھن امھاتکم وماجعل ادعیاءکم ابناءکم ذٰلکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ادعوھم لاٰباءھم ھو اقسط عند اللہ[2] یعنے خدا تعالیٰ نے کسی کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے پس اگر تم کسی کو کہو کہ تو میرا دل ہے تو اس کے پیٹ میں دو دل نہیں ہو جائیں گے

صفحہ

[1] النساء: ۲۴ [2] الاحزاب: ۵-۶

دل تو ایک ہی رہے گا اسی طرح جس کو تم ماں کہہ بیٹھے وہ تمہاری ماں نہیں بن سکتی اور اسی طرح
خدا نے تمہارے منہہ بولے بیٹوں کو حقیقت میں تمہارے بیٹے نہیں کر دیا۔ یہ تو تمہارے منہہ
کی باتیں ہیں اور خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ دکھلاتا ہے تم اپنے منہہ بولے بیٹوں کو اُن کے
باپوں کے نام سے پکارو یہ **تو قرآنی تعلیم** ہے مگر چونکہ خدا تعالےٰ کو منظور تھا کہ اپنے پاک
نبی کا نمونہ اس میں قایم کرکے پورانی رسم کی کراہت کو دلوں سے دُور کر دے سو یہ نمونہ خدا
تعالےٰ نے قایم کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آزاد کردہ کی بیوی کی اپنے خاوند سے سخت
ناسازش ہو گئی آخر طلاق تک نوبت پہنچی۔ پھر جب خاوند کی طرف سے طلاق مل گئی تو اللہ تعالیٰ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوند نکاح کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ کے نکاح پڑھنے کے یہ معنی
نہیں کہ زینب اور آنحضرت صلے اللہ کا ایجاب قبول نہ ہوا اور جبراً غلاف مرضی زینب کا اُس کو گھر میں آباد کر
لیا یہ تو ان لوگوں کی بدذاتی اور ناحق کا افترا ہے جو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے بھلا اگر وہ سچے ہیں تو اس افترا
کا حدیث صحیح یا قرآن سے ثبوت تو دیں۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اسلام میں نکاح پڑھنے والے کو یہ
منصب نہیں ہوتا کہ جبراً نکاح کر دے بلکہ نکاح پڑھنے سے پہلے فریقین کی رضامندی ضروری ہوتی
ہے۔ اب خلاصہ یہ کہ صرف مُنہہ کی بات سے نہ تو بیٹا بن سکتا ہے نہ ماں بن سکتی ہے۔ مثلاً
ہم آریوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر اُن میں سے کوئی شخص غصہ میں آکر یا کسی دہوکہ سے اپنی عورت
کو ماں کہہ بیٹھے تو کیا اس کی عورت اس پر حرام ہو جائے گی اور طلاق پڑ جائے گی اور خود یہ خیال
بداہت باطل ہے کیونکہ طلاق تو آریوں کے مذہب میں کسی طور سے پڑ ہی نہیں سکتی خواہ اپنی
بیوی کو نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ ماں کہدیں یا دادی کہدیں۔ تو پھر جبکہ صرف مُنہہ کے کہنے سے
کوئی عورت ماں یا دادی نہیں بن سکتی تو پھر صرف منہہ کی بات سے کوئی غیر کا نطفہ بیٹا کیونکر بن
سکتا ہے اور کیونکر قبول کیا جاتا ہے کہ درحقیقت بیٹا ہو گیا اور اس کی عورت اپنے پر حرام ہو گئی
خدا کے کلام میں اختلاف نہیں ہو سکتا پس بلاشبہ یہ بات صحیح ہے کہ اگر صرف مُنہہ کی بات سے
ایک آریہ کی عورت اُس کی ماں نہیں بن سکتی تو اسی طرح صرف منہہ کی بات سے غیر کا بیٹا بیٹا

۵۳

نبی نہیں بن سکتا۔

اور دوسری جُز جس پر اعتراض کی بنیاد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ زینب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا تھا صرف زبردستی خدا تعالیٰ نے حکم دے دیا۔ اس کے جواب میں ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ ایک نہایت بدذاتی کا افترا ہے جس کا ہماری کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اگر سچے ہیں تو قرآن یا حدیث میں سے دکھلاویں کیسی بے ایمان قوم ہے کہ جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتی۔ اگر افترا نہیں تو ہمیں بتلادیں **کہاں لکھا ہے** کیا قرآن شریف میں یا بخاری اور مسلم میں۔ قرآن شریف کے بعد بالاستقلال وثوق کے لائق ہماری دو ہی کتابیں ہیں ایک بخاری اور ایک مسلم٭ سو قرآن یا بخاری اور مسلم سے اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ نکاح زینب کے خلاف مرضی پڑھا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جس حالت میں زینب زید سے جو آنحضرت کا غلام آزاد تھا راضی نہ تھی اور اسی بنا پر زید نے تنگ آکر طلاق دی تھی اور زینب نے خود آنحضرت کے گھر میں ہی پرورش پائی تھی اور آنحضرت کے اقارب میں سے اور ممنون منت تھے تو زینب کے لئے اس سے بہتر اور کونسی مراد اور کونسی فخر کی جگہ تھی کہ غلام کی قید سے نکل کر اس شاہ عالم کے نکاح میں آوے جو خدا کا پیغمبر اور خاتم الانبیا اور ظاہری بادشاہت اور ملک داری میں بھی دُنیا کے تمام بادشاہوں کا سرتاج تھا جس کے رعب سے قیصر اور کسریٰ کانپتے تھے۔ دیکھو تمہارے ہندوستان کے راجوں نے محض فخر حاصل کرنے کے لئے مغلیہ خاندان کے بادشاہوں کو باوجود ہندو ہونے کے لڑکیاں دیں اور آپ درخواستیں دیکر اور تمنا کر کے اس سعادت کو حاصل کیا اور اپنے مذہبی قوانین کی بھی کچھ رعایت نہ رکھی بلکہ اپنے گھروں میں اُن لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھایا اور اسلام کا طریق سکھایا اور مسلمان بنا کر بھیجا حالانکہ یہ تمام بادشاہ اس عالیشان جناب کے آگے ہیچ تھے جس کے آگے دنیا کے بادشاہ جھکے ہوئے تھے کیا کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ ایک ایسی عورت جو

٭ نوٹ: صحیح مسلم اس شرط سے وثوق کے لائق ہو کہ جب قرآن یا بخاری سے مخالف نہ ہو اور بخاری میں بجز ایک شاذ امر کے قرآن کے احکام اور نصوص صریحہ بیّنہ سے مخالف نہ ہو اور دوسری کتب حدیث صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں۔ منہ

اس ذلت سے تنگ آگئی تھی جو اُس کا خاوند ایک غلام آزاد کردہ ہے وہ اس غلام سے آزاد ہونے کے بعد اس شہنشاہ کو قبول نہ کرے جس کے پاؤں پر دُنیا کے بادشاہ گرتے تھے بلکہ دیکھ کر رعب کو برداشت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ملک کا بادشاہ گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا گیا اور وہ ڈر کے مارے بید کی طرح کانپتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس قدر خوف مت کر۔ میں کیا ہوں ایک بڑھیا کا بیٹا ہوں جو باسی گوشت کھایا کرتی تھی سو **ایسا خاوند جو دنیا کا بھی بادشاہ اور آخرت کا بھی بادشاہ ہو وہ اگر فخر کی جگہ نہیں تو اور کون ہو سکتا ہے۔**

اور زینب وہ تھی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کے ساتھ آپ شادی کی تھی اور آپ کی دست پروردہ تھی اور ایک یتیم لڑکی آپ کے عزیزوں میں سے تھی جس کو آپ نے پالا تھا۔ وہ دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں عزت کے تخت پر بیٹھی ہیں اور میں ایک غلام کی جورو ہوں اسی وجہ سے دن رات تکرار رہتا تھا۔ اور قرآن شریف بیان فرماتا ہے کہ آنحضرت اس رشتہ سے طبعاً نفرت رکھتے تھے اور روز کی لڑائی دیکھ کر جانتے تھے کہ اس کا انجام ایک دن طلاق ہے چونکہ یہ آیتیں پہلے سے وارد ہو چکی تھیں کہ منہ بولا بیٹا دراصل بیٹا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے آنحضرت کی فراست اس بات کو جانتی تھی کہ اگر زید نے طلاق دے دی تو غالباً خدا تعالیٰ مجھے اس رشتہ کے لئے حکم کرے گا تا لوگوں کے لئے نمونہ قایم کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ قصہ قرآن شریف میں بعینہٖ درج ہے۔

پھر پلید طبع لوگوں نے جن کی بد ذاتی ہمیشہ افترا کرنے کی خواہش رکھتی ہے خلاف واقعہ یہ باتیں بنائیں کہ آنحضرت خود زینب کے خواہشمند ہوئے حالانکہ زینب کچھ دور سے نہیں تھی کوئی ایسی عورت نہیں تھی جس کو آنحضرت نے کبھی نہ دیکھا ہو یہ زینب وہی تو تھی جو آنحضرت کے گھر میں آپ کی آنکھوں کے آگے جوان ہوئی اور آپ نے خود نہ کسی اور نے اُس کا نکاح اپنے غلام آزاد کردہ سے کر دیا اور یہ نکاح اُس کو اور اُس کے بھائی کو اوائل میں نامنظور تھا اور آپ نے بہت کوشش کی یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئی۔ ناراضگی کی یہی وجہ تھی کہ زید غلام آزاد کردہ تھا۔ پھر یہ کس قدر بے ایمانی

اور بدذاتی ہے جو واقعات صحیحہ کو چھوڑ کر افترا کئے جائیں قرآن موجود بخاری مسلم موجود ہے نکالو کہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ آنحضرت زینب کے نکاح کو خود اپنے لئے چاہتے تھے۔ کیا آپ نے زید کو کہا تھا کہ تو طلاق دیدے تا میرے نکاح میں آوے بلکہ آپ تو بار بار طلاق دینے سے ہمدردی کے طور پر منع کرتے تھے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ہم نے قرآن اور حدیث میں سے لکھی ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس کے برخلاف مدعی ہے تو ہماری کتب مذکورہ سے اپنے دعوے کو ثابت کرے۔ ورنہ بے ایمان اور خیانت پیشہ ہے۔ اور یہ بات جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نکاح پڑھ دیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ نکاح میری مرضی کے موافق ہے اور میں نے ہی چاہا ہے کہ ایسا ہو تا مومنوں پر حرج باقی نہ رہے۔

یہ معنے تو نہیں کہ اب زینب کی خلاف مرضی اس پر قبضہ کرلو ظاہر ہے کہ نکاح پڑھنے والے کا یہ منصب تو نہیں ہوتا کہ کسی عورت کو اس کے خلاف مرضی کے مرد کے حوالہ کردیوے بلکہ وہ تو نکاح پڑھنے میں اُن کی مرضی کا تابع ہوتا ہے سو خدا تعالیٰ کا نکاح یہی ہے کہ زینب کے دل کو اُس طرف جُھکا دیا۔ اور آپ کو فرما دیا کہ ایسا کرنا ہوگا تا امت پر حرج نہ رہے۔ اب بھی اگر کوئی باز نہ آوے تو ہمیں قرآن اور بخاری اور مسلم سے اپنے دعوے کا ثبوت دکھلاوے کیونکہ ہمارے دین کا تمام مدار قرآن شریف پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن کی مفسر ہے اور جو قول ان دونوں کے مخالف ہو وہ مردود اور شیطانی قول ہے یوں تو تہمت لگانا سہل ہے۔ مثلاً اگر کسی آریہ کو کوئی کہے کہ تیری والدہ کا تیرے والد سے اصل نکاح نہیں ہوا۔ جبراً اس کو پکڑ لائے تھے اور اس پر کوئی اطمینان بخش ثبوت نہ دے اور مخالفانہ ثبوت کو قبول نہ کرے۔ تو ایسے بدذات کا کیا علاج ہے ایسا ہی وہ شخص بھی اس سے کچھ کم بدذات نہیں جو مقدس اور راستبازوں پر بے ثبوت تہمت لگاتا ہے۔ ایماندار آدمی کا یہ شیوہ ہونا چاہیئے

کہ پہلے ان کتابوں کا صحیح صحیح حوالہ دے جو مقبول ہوں اور پھر اعتراض کرے ورنہ ناحق کسی مقدس کی بیعزتی کر کے اپنی ناپاکی فطرت کی ظاہر نہ کرے جب ہم سوچتے ہیں کہ کیوں خدا تعالٰے کے مقدس اور پیارے بندوں پر ایسے ایسے حرامزادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں جھوٹے الزام لگاتے ہیں تو بجز اس کے اور کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تا نور کے مقابل پر ظلمت کا خبیث مادہ بھی ظاہر ہو جاوے کیونکہ دنیا میں اضداد اضداد سے پہچانی جاتی ہیں۔ اگر رات کا اندھیرا نہ ہوتا تو دن کی روشنی کی خوبی ظاہر نہ ہو سکتی۔ پس خدا تعالٰے اس طور سے پلید روحوں کو مقابل پر لا کر پاک روح کی پاکیزگی زیادہ صفائی سے کھول دیتا ہے۔

۵۶

پانچواں اعتراض۔ بھلا اس مسئلہ پر بھی کبھی توجہ فرمائی ہے کہ حضرت رسول خدا محمد صاحب کا اپنی بیوی حضرت عائشہ نو سالہ سے ہمبستر ہونا کیا اولاد پیدا کرنے کی نیت سے تھا۔ **اما الجواب۔** یہ اعتراض محض جہالت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ کاش اگر نادان معترض پہلے کسی محقق ڈاکٹر یا طبیب سے پوچھ لیتا تو اس اعتراض کرنے کے وقت بجز اس کے کسی اور نتیجہ کی توقع نہ رکھتا کہ ہر یک حقیقت شناس کی نظر میں نادان اور احمق ثابت ہوگا۔ ڈاکٹر مون صاحب جو علوم طبعی اور طبابت کے ماہر اور انگریزوں میں بہت مشہور محقق ہیں وہ لکھتے ہیں کہ گرم ملکوں میں عورتیں آٹھ یا نو برس کی عمر میں شادی کے لائق ہو جاتی ہیں۔ کتاب موجود ہے تم بھی اسی جگہ ہو اگر طلب حق ہے تو آکر دیکھ لو۔ اور حال میں ایک ڈاکٹر صاحب جنہوں نے کتاب معدن الحکمت تالیف کی

نوٹ۔ یہ وہی آریہ ہیں جن کے باپ دادے اسلامی بادشاہت کے زمانہ میں اسلام کے امراء کے آگے ہاتھ جوڑتے اور پاؤں پڑتے تھے کہ حضور ہم وفادار رعیت ہیں اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں سو ہماری گورنمنٹ انگریزی کے بھی وہ سچے دل سے خیر خواہ نہیں ہو سکتے اسلام کے بادشاہوں نے اُن کو وزارت کے عہدے بھی دیئے تھے پھر جبکہ اُنہیں سے اُن کا یہ سلوک ہے جو اُن کے ایسے محسن تھے تو پھر ہماری گورنمنٹ کی سخت غلطی ہوگی جو ان احسان فراموشوں پر کوئی زیادہ بھروسہ رکھے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس تجربہ سے فایدہ اُٹھاوے جو اسلامی سلطنت کو ان لوگوں کی فطرت کی نسبت ہو چکا ہے۔ منہ

ہے۔ وہ اپنی کتاب تدبیر لقار نسل میں بعینہٖ یہی قول لکھتے ہیں جو اوپر نقل ہو چکا۔ اور صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ نو یا آٹھ یا پانچ یا چھ برس کی لڑکیوں کو حیض آیا یہ کتاب بھی میرے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ اِن کتابوں میں کئی اور ڈاکٹروں کا نام لے کر حوالہ دیا گیا ہے اور چونکہ یہ تحقیقاتیں بہت مشہور ہیں اور کسی دانا پر مخفی نہیں اس لئے زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اور حضرت عائشہ کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سر و پا اقوال میں آیا ہے۔ کسی حدیث یا قرآن سے ثابت نہیں لیکن ڈاکٹر واھ صاحب کا ایک چشم دید قصہ لینسٹ نمبر ۱۵ مطبوعہ اپریل ۱۸۸۱ء میں اس طرح لکھا ہے کہ انہوں نے ایسی عورت کو جنایا جس کو ایک برس کی عمر سے حیض آنے لگا تھا اور آٹھویں برس حاملہ ہوئی اور آٹھ برس دس مہینہ کی عمر میں لڑکا پیدا ہوا۔

اب اے نادان آریو کسی کوئیں میں پڑ کر ڈوب مرو کہ تحقیق کی رو سے تمہارا ہر یک الزام جھوٹا نکلا۔ یہی سزا ایسے لوگوں کی ہے جو ہمیشہ بخل اور تعصب سے بات کرتے ہیں کبھی ساری عمر میں بھی ان کو خیال نہیں آتا کہ کسی سچائی کو بھی قبول کر لیں۔

اے غافلو۔ کیا تم ہمیشہ زندہ رہو گے کیا کبھی تم پوچھے
نہیں جاؤ گے۔ کیوں حد سے بڑھتے ہو۔
کچھ اُس مالک کا خوف کرو جو کبھی
شریر کو بے سزا
نہیں چھوڑیگا۔

تمت

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴۳ آریہ دہرم[1]

آریہ لوگ جب اُس اعتراض کے وقت جو **نیوگ** پر وارد ہوتا ہے بالکل لاجواب اور عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر انصاف اور خدا ترسی کی قوت سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ اسلام کے مقابل پر نہایت مکروہ اور بےجا افتراؤں پر آجاتے ہیں۔ چنانچہ بعض تو مسئلہ **طلاق** کو ہی پیش کرتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قدرتی طور پر ایسی آفات ہر ایک قوم کے لئے ہمیشہ ممکن الظہور ہیں جن سے بچنا بجز طلاق کے متصور نہیں۔ مثلاً اگر کوئی عورت زانیہ ہو تو کس طرح اس کے خاوند کی غیرت اس کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ عورت اس کی بیوی کہلا کر پھر دن رات زناکاری کی حالت میں مشغول رہے۔ ایسا ہی اگر کسی کی جورو اس قدر دشمنی میں ترقی کرے کہ اس کی جان کی دشمن ہو جاوے اور اس کے مارنے کی فکر میں لگی رہے تو کیا وہ ایسی عورت سے اُس کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ بلکہ ایک غیرت مند انسان جب اپنی عورت میں اس قدر خرابی بھی دیکھے کہ اجنبی شہوت پرست اس کو پکڑتے ہیں اور اس کا بوسہ لیتے ہیں اور اس سے ہم بغل ہوتے ہیں اور وہ خوشی سے یہ سب کام کراتی ہے تو گو تحقیق کے رو سے ابھی زنا تک نوبت نہ پہنچی ہو بلکہ وہ فاسقہ موقع کے انتظار میں ہو تاہم کوئی غیرت مند ایسی ناپاک خیال عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔ اگر آریہ **کہیں** کہ کیا حرج ہے کچھ مضایقہ نہیں تو ہم اُن سے بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارے مخاطب صرف وہ شریف ہیں جن کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے غیرت اور حیا کا مادہ رکھا ہے اور وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ عورت کا جوڑ اپنے خاوند سے **پاکدامنی** اور **فرماں برداری** اور باہم رضامندی پر موقوف ہے اور اگر ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک بات میں بھی فرق آجاوے تو پھر یہ جوڑ قایم رہنا محالات میں سے ہو جاتا ہے۔ انسان کی بیوی اس کے اعضاء کی طرح ہیں۔ پس اگر کوئی عضو سڑ گل جائے یا ہڈی ایسی ٹوٹ جائے کہ قابل پیوند نہ ہو۔ تو پھر بجز کاٹنے کے اور کیا علاج ہے اپنے عضو کو اپنے ہاتھ سے کاٹنا کوئی نہیں چاہتا کوئی بڑی ہی مصیبت پڑتی ہے تب کاٹا جاتا ہے۔✣ پس جس حکیم مطلق نے انسان کے مصالح کے لئے نکاح تجویز کیا ہے اور چاہا

✣نوٹ۔ خدا تعالیٰ نے بعض ضرورتوں کے وقت میں مرد کو طلاق دینے کی اجازت دی اور کھول کر یہ نہ کہا کہ عورت کی زناکاری کے باعث یا کسی اور بدچلنی کیوقت اس کو طلاق دیجاوے اس میں حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ستاری نے چاہا کہ عورت کی تشہیر نہ ہو۔ اگر طلاق کے لئے زنا وغیرہ کا اعلان کیا جاتا تو لوگ سمجھتے کہ اس عورت پر کسی بدکاری کا شبہ ہے یا فلاں فلاں بدکاری کی قسموں میں سے ضرور اُس نے کوئی بدکاری کی ہوگی مگر اب یہ راز خاوند تک محدود رہتا ہے۔

[1] متعلقہ صفحہ ۳۴۶ طبع ہذا۔ شمس

ہے کہ مرد اور عورت ایک ہو جائیں۔ اُسی نے مفاسد ظاہر ہونیکے وقت اجازت دی ہے کہ اگر قیام اس میں متعذر ہو کہ کرم خوردہ دانت یا سڑے ہوئے عضو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کی طرح موذی کو علیحدہ کر دیا جائے تو اسی طرح کاربند ہو کر اپنے تئیں فوق الطاقت آفت سے بچالیں کیونکہ جس جوڑے سے وہ فواید مترتب نہیں ہوسکتے کہ جو اُس جوڑ کی علت غائی ہیں بلکہ اُن کی ضد پیدا ہوتی ہے تو وہ جوڑ درحقیقت جوڑ نہیں ہے۔

اور بعض قوم عذر معقول سے عاجز آکر یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حلالہ کی رسم نیوگ سے مشابہ ہے یعنی جو مسلمان اپنی جورو کو طلاق دے وہ اپنی جورو کو اپنے پر حلال کرنے کے لئے دوسرے سے ایک رات ہمبستر کراتا ہے تب آپ اُس کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے۔ سو ہم اس افترا کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دے سکتے ہیں۔ ناظرین پر واضح رہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں حلالہ کی رسم تھی لیکن اسلام نے اُس ناپاک رسم کو قطعاً حرام کر دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو حلالہ کے پابند ہوں چنانچہ **ابن عمر سے مروی** ہے کہ حلالہ زنا میں داخل ہے اور حضرت **عمر رضی اللہ عنہ** سے روایت ہے کہ حلالہ کرنے کرانے والے سنگسار کئے جاویں۔ اگر کوئی مطلقہ سے نکاح کرے تو نکاح تب درست ہوگا کہ جب واقعی طور پر اُس کو اپنی جورو بنالے اور اگر دل میں یہ خیال ہو کہ وہ اس حیلہ کے لئے اُس کو جورو بناتا ہے کہ تا اُس کی طلاق کے بعد دوسرے پر حلال ہو جائے تو ایسا نکاح ہرگز درست نہیں اور ایسا نکاح کرنے والا اس عورت سے زنا کرتا ہے اور جو ایسے فعل کی ترغیب دے وہ اس سے زنا کرواتا ہے۔ غرض حلالہ علمائے اسلام کے اتفاق سے حرام ہے اور ائمہ اور علماء سلف جیسے حضرت قتادہ۔ عطا اور امام حسن اور ابراہیم۔ نخعی۔ اور حسن بصری اور مجاہد اور شعبی اور سعید بن مسیب اور امام مالک۔ لیث۔ ثوری۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور سب محققین علماء اس کی حرمت کے قایل ہیں اور **شریعت اسلام** اور نیز **لغت عرب** میں بھی زوج اس کو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کے لئے تمام حقوق کو مدنظر رکھ کر اپنے نکاح میں لاوے اور نکاح کا معاہدہ حقیقی اور واقعی ہو نہ کہ کسی دوسرے کے لئے ایک حیلہ ہو اور قرآن شریف میں جو آیا ہے **حتی تنکح زوجاً غیرہ**[1]۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ جیسے دُنیا میں

[1] البقرۃ ۲۳۱

نیک نیتی کے ساتھ اپنے نفس کی اغراض کے لئے نکاح ہوتے ہیں ایسا ہی جبتک ایک مطلقہ کے ساتھ کسی کا نکاح نہ ہو اور وہ پھر اپنی مرضی سے اس کو طلاق نہ دے تب تک پہلے طلاق دینے والے سے دوبارہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔* سو آیت کا یہ منشا نہیں ہے کہ جورو کرنے والا پہلے خاوند کے لئے ایک راہ بنا دے اور آپ نکاح کرنے کے لئے بھی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ نکاح صرف اس صورت میں ہوگا کہ اپنے پختہ اور مستقل ارادہ سے اپنے صحیح اغراض کو مدنظر رکھ کر نکاح کرے ورنہ اگر کسی حیلہ کی غرض سے نکاح کرے گا۔ تو عند الشرع وہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا اور زنا کے حکم میں ہوگا۔ لہذا ایسا شخص جو اسلام پر حلالہ کی تہمت لگانا چاہتا ہے اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کا یہ مذہب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر احادیث صحیحہ کی رو سے حلالہ قطعی حرام ہے اور مرتکب اس کا زانی کی طرح مستوجب سزا ہے۔

اور بعض آریہ نیوگ کے مقابل پر اسلام پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ یعنے نکاح موقت جائز رکھا گیا ہے جس میں ایک مدت تک نکاح کی میعاد ہوتی ہے اور پھر عورت کو طلاق دی جاتی ہے۔ لیکن ایسے معترضوں کو اس بات سے شرم کرنی چاہیئے تھی کہ **نیوگ** کے مقابل پر متعہ کا ذکر کریں۔ اول تو متعہ صرف اُس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اس کے مُتعہ اوایل اسلام میں یعنی اس وقت میں جبکہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کے لئے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کے لئے مردار کھانا نہایت بیقراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر مُتعہ ایسا حرام ہو گیا جیسے سُور کا گوشت اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کے لئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں **نکاح کے بیان** میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قایم کئے گئے ہیں اور متعہ کے مسائل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا تو قرآن میں نکاح کے مسائل کی طرح متعہ کے

* نوٹ۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ شرط ہے کہ اگر تین طلاق تین طہر میں جو تین مہینہ ہوتے ہیں دی جائیں۔ تو پھر ایسی عورت خاوند سے بالکل جدا ہو جاوے گی اور اگر اتفاقاً کوئی دوسرا خاوند اس کا اس کو طلاق دیدے تو صرف اسی صورت میں پہلے خاوند کے نکاح میں آسکتی ہے ورنہ نہیں یہ شرط طلاق سے روکنے کے لئے ہے تا ہر ایک شخص طلاق دینے میں دلیری نہ کرے اور جو شخص طلاق دے جبکہ کوئی ایسی مصیبت پیش آگئی ہے جس سے وہ ہمیشہ کی جدائی پر راضی ہو گیا اور تین مہینے بھی اس لئے رکھے گئے تا اگر کوئی مثلاً غصہ سے طلاق دینا چاہتا ہو تو اس کا غصہ اُتر جائے۔ منہ

مسایل بھی بسط اور تفصیل سے لکھے جاتے لیکن کسی محقق پر پوشیدہ نہیں کہ نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں متعہ کے مسایل کا نام ونشان ہے لیکن نکاح کے مسایل بسط اور تفصیل سے موجود ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم میں جو ایک امر عامہ خلایق کے متعلق جائز یا واجب قرار دیا جاتا ہے تو اس امر کی بسط اور تفصیل سے مسایل بھی بیان کئے جاتے ہیں مثلاً نیوگ جو ہندوؤں میں ایک امر واجب العمل ہے تو ان کی کتابوں میں اس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے مثلاً لکھا گیا ہے کہ نیوگ تین قسم پر ہے (۱) **اول** بیوہ عورتوں کا نیوگ کیونکہ بیوہ کو وید کی رو سے نکاح کی اجازت نہیں اور یہ بھی وید کا مسئلہ ہے کہ نجات کے لئے اولاد کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے بیوہ کو نیوگ کی اجازت دی گئی اس طرح پر کہ وہ اپنے دیور یا کسی برہمن سے ہمبستر ہو کر اولاد حاصل کرے (۲) دوسری قسم نیوگ کی یہ ہے کہ اگر کسی مرد کے گھر میں اولاد نہ ہو اور نہ اولاد ہونے کے آثار پائے جائیں تو اُسے چاہیئے کہ اپنی عورت کو اولاد حاصل کرنے کے لئے دوسرے سے ہمبستر کراوے اور اس طرح سے اولاد حاصل کرے (۳) **تیسری** قسم نیوگ کی یہ ہے کہ اگر مثلاً مرد کہیں باہر نوکری پر گیا ہو اور اُس کو رخصت نہ مل سکے تو عورت کو روا ہے کہ دوسرے سے ہمبستر ہو کر اپنی شہوت کو فرو کرے اور ان تینوں قسموں کے متعلق احکام بھی ہیں مثلاً

ایک یہ کہ جو عورت زندہ خاوند والی اولاد کے لئے دوسرے سے ہمبستر ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے خاوند کو بھی خدمت سے محروم نہ رکھے اور اس کی خدمت کے لئے بھی آیا کرے۔

دوسرے وید مقدس کا یہ حکم ہے کہ جو عورت کسی دوسرے سے ہمبستر ہو وہ اُس آشنا کے گھر میں جا کر اُس سے ہمبستر نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ اُس آشنا کو اپنے خاوند کے گھر میں بلا دے اور اسی گھر میں اُس سے ہمبستر ہو۔

تیسرے یہ بھی لکھا ہے کہ مرد نیوگ کرنے والا اپنے بدن کو تیل مل لے یعنی عضو تناسل کو۔

چوتھے پنڈت دیانند نے وید کی رو سے یہ بھی تاکید کی ہے کہ نیوگ میں سخت صحبت نہ ہو۔

پانچویں یہ قاعدہ بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں کہ اتنے عرصہ میں اتنی مرتبہ صحبت ہو اس سے کم نہ ہو نہ اس سے زیادہ ہو اور اتنے بچے لئے جائیں اس سے زیادہ نہ ہوں۔

چھٹے یہ بھی حکم ہے کہ جو بچہ نیوگ سے پیدا ہوگا وہ اُسی مرد کا ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے کسی دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے۔ اس مرد کا ہرگز نہیں ہوگا جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہوا ہے

ساتویں یہ بھی حکم ہے کہ وہ بیٹا جو بیرج داتا یعنی نیوگ کرنے والے کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ اُسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے۔ اور بیرج داتا یعنی جس کا نطفہ عورت کے اندر گیا ہے کچھ حق اس لڑکے پر نہیں رکھیگا اور کوئی ادب اور لحاظ اس کا حق کے طور پر نہیں ہوگا اور لڑکا اس کے مال کا وارث نہیں ہوگا بلکہ اُسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی پاک دامن عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہم بستر کرایا ہے۔ اسی طرح اور بھی احکام نیوگ کے ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں لیکن قرآن اور حدیث کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہوگا کہ اسلام میں متعہ کے احکام ہرگز مذکور نہیں نہ قرآن میں اور نہ احادیث میں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر متعہ شریعت اسلام کے احکام میں سے ایک حکم ہوتا تو اس کے احکام بھی ضرور لکھے جاتے اور وراثت کے قواعد میں اس کا بھی کچھ ذکر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ متعہ اسلامی مسایل میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر بعض احاد حدیثوں پر اعتبار کیا جائے تو صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جب بعض صحابہ اپنے وطنوں اور اپنی جوروؤں سے دُور تھے تو ایک دفعہ اُن کی سخت ضرورت کی وجہ سے تین دن تک متعہ اُن کے لئے جائز رکھا گیا تھا اور پھر بعد اس کے ایسا ہی حرام ہوگیا جیسا کہ اسلام میں خنزیر و شراب وغیرہ حرام ہیں اور چونکہ اضطراری حکم جس کی ابدیت شارع کا مقصود نہیں شریعت میں داخل نہیں ہوتے اس لئے متعہ کے احکام قرآن اور حدیث میں درج نہیں ہوئے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے متعہ عرب میں نہ صرف جائز بلکہ عام رواج رکھتا تھا اور شریعت اسلامی نے آہستہ آہستہ عرب کی رسوم کی تبدیلی کی ہے سو جس وقت بعض صحابہ متعہ کے لئے بیقرار ہوئے سو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظامی اور اجتہادی طور پر اس رسم کے موافق بعض صحابہ کو اجازت دے دی کیونکہ قرآن میں ابھی اس رسم کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں آئی تھی پھر ساتھ ہی چند روز کے بعد نکاح کی مفصل اور مبسوط ہدایتیں قرآن میں نازل ہوئیں جو متعہ کے مخالف اور متضاد تھیں اس لئے ان آیات سے متعہ کی قطعی طور پر حرمت ثابت ہوگئی۔ یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ گو متعہ صرف تین

دن تک تھا مگر وحی اور الہام نے اس کے جواز کا دروازہ نہیں کھولا بلکہ وہ پہلے سے ہی عرب میں عام طور پر رائج تھا اور جب صحابہ کو بیوطنی کی حالت میں اس کی ضرورت پڑی تو آنحضرتؐ نے دیکھا کہ متعہ ایک نکاح موقت ہے۔ کوئی حرامکاری اس میں نہیں کوئی ایسی بات نہیں کہ جیسی خاوند والی عورت دوسرے سے ہمبستر ہو جاوے بلکہ درحقیقت بیوہ یا باکرہ سے ایک نکاح ہے جو ایک وقت تک مقرر کیا جاتا ہے تو آپ نے اس خیال سے کہ نفس متعہ میں کوئی بات خلاف نکاح نہیں۔ اجتہادی طور پر پہلی رسم کے لحاظ سے اجازت دیدی لیکن خدا تعالےٰ کا یہ ارادہ تھا کہ جیسا کہ اور صدہا عرب کی بیہودہ رسمیں دور کر دی گئیں ایسا ہی متعہ کی رسم کو بھی عرب میں سے اُٹھا دیا جاوے سو خدا نے قیامت تک متعہ کو حرام کر دیا۔ ماسوا اس کے یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت ہے نیوگ پر تو ہمارا یہ اعتراض ہے کہ اس میں خاوند والی عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے۔ لیکن متعہ کی عورت تو کسی دوسرے کے نکاح میں نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک باکرہ یا بیوہ ہوتی ہے جس کا ایک مقررہ وقت تک ایک شخص سے نکاح پڑھا جاتا ہے۔ سو خود سوچ لو کہ متعہ کو **نیوگ سے کیا نسبت ہے اور نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت۔**

پھر ماسوا اس کے ہم یہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام ہی میں خوبی ہے کہ اس میں ایک موقت نکاح بھی حرام کر دیا گیا ہے ورنہ دوسری قوموں پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں کے لئے زناکاری کو بھی جائز رکھا ہے بھلا ایک دانشمند **نیوگ کے مسئلہ** پر ہی غور کرے۔ کہ صرف اولاد کے لالچ کی وجہ سے اپنی پاکدامن عورت کو نامحرم کے بستر پر لٹا دیا جاتا ہے حالانکہ نہ اس عورت کو طلاق دیگئی نہ خاوند کے تعلقات اُس سے ٹوٹے ہیں بلکہ وہ خاوند کی سچی خیرخواہ بن کر اس کے لئے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسا ہی **عیسائیوں** میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو ایک نوجوان عورت کو دوسرے نوجوان اجنبی مرد سے ہم بغل ہونے سے روکے اور مرد کو اس عورت کا بوسہ لینے سے منع کرے بلکہ یورپ میں یہ تمام مکروہ باتیں نہایت بے تکلفی سے رائج ہیں اور پردہ پوشی کے لئے اِن کاموں کا نام **پاک محبت** رکھا جاتا ہے۔ سو یہ ناقص تعلیم کے بد نتائج ہیں۔ اسلام میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی ایسے

سفر میں جاتا جس میں کئی سال کی توقف ہوتی تو وہ عورت کو ساتھ لے جاتا یا اگر عورت ساتھ جانا نہ چاہتی
تو وہ ایک دوسرا نکاح اس ملک میں کر لیتا۔ لیکن عیسائی مذہب میں چونکہ اشد ضرورتوں کے وقت میں
بھی دوسرا نکاح ناجائز ہے اس لئے بڑے بڑے مدبر عیسائی قوم کے جب ان مشکلات میں آ
پڑتے ہیں تو نکاح کی طرف اُن کو ہرگز توجہ نہیں ہوتی اور بڑے شوق سے حرام کاری میں مبتلا ہو جاتے
ہیں۔ جن لوگوں نے ایکٹ چھاؤنی ہائے نمبر ۱۳ ۱۸۸۹ء پڑھا ہوگا وہ اس بات کی شہادت دے سکتے
ہیں کہ عیسائی مذہب کی پابندی کی وجہ سے ہماری مدبر گورنمنٹ کو بھی یہی مشکلات پیش آگئیں۔ ناظرین
جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دور اندیش اور اپنے تمام کاموں میں با احتیاط ہے اور کیسی کیسی
عمدہ تدابیر رفاہ عام کے لئے اس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں اور کیسے کیسے حکماء اور فلاسفر یورپ میں
اس کے زیر سایہ رہتے ہیں مگر تاہم یہ دانا گورنمنٹ مذہبی روکوں کی وجہ سے اس کام میں احسن تدابیر پیدا
کرنے سے ناکام رہی ہے۔ یوں تو اس گورنمنٹ نے اپنی تدبیر اور حکمت اور ایجادات سے یونانیوں کے
علوم کو بھی خاک میں ملا دیا مگر جس انتظام میں مذہب کی روک واقع ہوئی اس کے درست کرنے اور
ناقابل اعتراض بنانے میں گورنمنٹ قادر نہ ہو سکی اس بات کے سمجھنے کے لئے وہی نمونہ ایکٹ نمبر ۱۳ ۱۸۸۹ء
کافی ہے کہ جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوئی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ
ہو سکا اور نہ گورنمنٹ اُس فطرتی قانون کو تبدیل کر سکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے۔ آخر یہ قبول کیا
گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو۔ کاش اگر اس کی جگہ پر متعہ بھی ہوتا تو لاکھوں
بندگان خدا زنا سے تو بچ جاتے۔ ایک مرتبہ گورنمنٹ نے گھبرا کر اس قانون کو منسوخ بھی کر دیا مگر چونکہ
فطرتی قانون تقاضا کرتا تھا کہ جائز طور پر یا ناجائز طور پر ان جذبات کا تدارک کیا جائے کہ جن سے جسمانی
بیماریاں زور مارتی ہیں لہٰذا اُسی پہلے قانون کے جاری کرنے کے لئے اب پھر سلسلہ جنبانی
ہو رہی ہے اور ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ اخبار عام ۹ نومبر ۱۸۹۵ء کا وہ مضمون جو اس
بحث کے متعلق ہے بجنسہ لکھ دیں۔

ادھر دیکھئے

قانون دکھائی

وزارت کے تبدیل ہوتے ہی ولایت کے نامور اور سربرآوردہ اخبار ٹائمز نے جس زور شور سے قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کے سلسلہ جنبانی کی ہے وہ ناظرین پر ظاہر کی جا چکی ہے۔ کنسرویٹو وزارت سے جو سرکاری عہدہ داران کی رائے کو ہمیشہ بڑی وقعت سے دیکھتی ہے امید ہو سکتی ہے کہ بالضرور وہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرے گی۔ کیونکہ اس قانون کی منسوخی کے وقت سر جارج وایٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے جو پر زور مخالفانہ رائے ظاہر کی تھی وہ اس قابل ہے کہ مزید کنسرویٹو گورنمنٹ اس پر توجہ کرے گورنمنٹ ہند بھی اس قانون کے منسوخ کرنے پر رضامند نہ تھی پس ان واقعات کی رو سے پورے طور پر خیال ہو سکتا ہے کہ قانون دکھائی پھر جاری کیا جاوے اس میں شک نہیں ہے کہ قانون دکھائی کے منسوخ ہونے کے دن سے گورہ سپاہیوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ برٹش کے بہادر سپاہی بازاروں میں آتشک کی مریض فاحشہ عورتوں کے ساتھ خراب ہوتے پھرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ حسب لارڈ کمانڈر انچیف صاحب بہادر بہت خوفناک نکلنے کی امید ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ سرکاری طور پر ہمیں اس بات کی خبر نہیں ملی کہ سال ۱۸۹۴ء میں کتنے گورے سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے۔ گو مخالفان قانون دکھائی نے مہم چترال کی گورہ فوج کی صحت کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ موید ان قانون دکھائی کی یہ رائے کہ اس قانون کے منسوخ ہونے سے تمام گورہ سپاہ مرض آتشک وغیرہ میں مبتلا ہو جاوے گی۔ غلط ٹھہرتی ہے۔ مگر یہ واقعہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے تشفی ہو سکے کیونکہ مہم چترال میں چیدہ اور تندرست جوان بھیجے گئے تھے نیز لڑائی اور جنگلی ملک کی وجہ سے وہ کہیں خراب ہو کر بیمار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس امر کا دہرانا ضروری نہیں کہ گورے سپاہی چونکہ بالکل کم تعلیم یافتہ اور دیہاتی نوجوان ہیں نیز بوجہ گوشت خور ہونے کے وہ زیادہ گرم مزاج کے ہیں۔ اس لئے اُن سے نفسانی خواہش روکے رکھنے کی امید رکھنا محض

لاحاصل ہے۔ قانون دکھائی کے جاری ہونے کے دنوں ہر ایک گورہ پلٹن کے لئے کسی عورتیں ملازم رکھی جاتی تھیں جن کا ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہوتا رہتا تھا اور تمام گورہ لوگوں کو ان ملازم رنڈیوں کے علاوہ اور جگہ

جانے کی بھی شاید ممانعت تھی اس طریق سے ان کی صحت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا تھا۔ نیز
اس طریق کے بند ہونے کی وجہ سے اور بھی کئی ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن سے اہل ہند کی طرف سے
بہت ناراضی پھیلتی جاتی ہے جن میں سے میانمیر کا مقدمہ زنا بالجبر جو گورہ سپاہیوں کی طرف سے ایک
بدصورت بڈھی اور اندھی عورت سے کیا گیا تھا۔ قابل غور ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مدراس کے صوبہ میں
ہوا جہاں ایک ریلوے پھاٹک کے چوکیدار نے ہندوستانی عورتوں کی عفت بچانے میں اپنی جان دے
دی تھی۔ اگر چندے گورے سپاہیوں کے لئے انتظام سرکاری طور پر نہ کیا گیا تو علاوہ اس کے کہ تمام فوج
بیماری سے ناکارہ ہو جائے ملک میں بڑی بھاری بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ دونوں امور قیام
سلطنت کے لئے غیر مفید ہیں۔ اس وقت جبکہ قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی
ہے۔ ہمیں یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر اب پھر قانون مذکور جاری کیا جاوے تو گورنمنٹ ہند
اور خصوصاً کمانڈر انچیف افواج ہند کو یہ بھی ضرور انتظام کرنا چاہیئے کہ بجائے ہندوستانی عورتوں کے یورپین
عورتیں ملازم رکھی جاویں کیونکہ قانون دکھائی کے متعلق ہندوستانی اور انگریز مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض
یہی تھا کہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دلالہ عورتوں کے ذریعہ سے اس فحش ملازمت کی ترغیب دی
جاتی ہے اور بعض اوقات نہایت کمینہ فریبوں سے اچھے گھروں کی یتیم لڑکیوں کو اس پیشہ کے لئے مجبور
کیا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی جس سے ہند کے بہت سے باشندگان نے قانون دکھائی کی منسوخی میں
معمول سے بڑھ کر انٹرسٹ لیا تھا۔ ورنہ کسی معمولی سمجھ کے آدمی کو بھی ان بدمعاش عورتوں سے ہرگز ہمدردی
نہیں ہو سکتی تھی۔ قانون دکھائی کے مکرر اجرا کی کوشش محض اسی غرض سے کی جاتی ہے کہ گورہ سپاہیوں
کی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے سرکاری طور پر انتظام کیا جاوے ورنہ دیسی لوگوں کی بہتری کا اس
میں ذرا بھی خیال نہیں۔ اس لئے اگر مخالفین قانون مذکور کی دلجوئی گورنمنٹ کو منظور ہو۔ تو یہی ایک طریق
ہے جس سے بلا قانون مذکور کے جاری کرنے کے مقصد مطلوبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر حسب تجویز ہماری
کے یورپین سپاہیوں کے لئے یورپین عورتیں بہم پہنچائی جائیں تو اُن سے مرض آتشک کا خدشہ نہیں رہ
سکتا کیونکہ ایک تو یورپ میں مرض مذکور شاید ہوگا ہی نہیں دوم ان عورتوں کو بروقت بھرتی ہونے کے علیہ

ڈاکٹروں کے ذریعہ مثل فوجی سپاہیوں کے ملاحظہ کرایا جاوے گا اس سے فریقین کے مرض مذکور سے پاک ہونے کی وجہ سے ڈاکٹری معاینہ کی ہمیشہ کے لئے ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اس طرح بغیر قانون دکھائی جاری کرنے کے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کے لئے عمدہ طور سے انتظام ہو سکتا ہے۔

اس بات سے تو کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کہ ولایت میں مثل ہندوستان کے فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کو اس انتظام میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی بلکہ ہمیں یقین ہے کہ یورپ کی تہذیب کسبیاں بہادر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لئے نہایت خوشی سے اپنی خدمات سپرد کر دیں گی رہی یہ بات کہ ان عورتوں کے ہندوستان لانے اور واپس لے جانے میں گورنمنٹ کو رقم کثیر خرچ کرنی پڑے گی۔ اس کا ہندوستان کے باشندوں کو ذرا بھی رنج نہ ہوگا جہاں وہ ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کے لئے پہلے سے ہی لاتعداد روپیہ خوشی سے دیتے ہیں اس رقم کے اضافہ سے بھی ہرگز انہیں اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ اس تجویز کو جس سے ہندوستان کی بدبخت عورتوں کی عفت بچ رہے گی اور برٹش گورنمنٹ کے بہادر گورے سپاہی تندرست اور خوش رہ سکیں گے۔ نہایت خوشی سے پسند کریں گے۔

اگر گورنمنٹ ہند کو یہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے نوجوان بھی جن میں دیسی پلٹنوں اور رسالوں کے سپاہی بھی شامل ہیں بازاری عورتوں کے ذریعہ مریض ہونے سے بچ رہیں تو ہم تمام ہندوستان کی فاحشہ عورتوں کے لئے قانون دکھائی کے جاری ہونے کو صدق دل سے پسند کرتے ہیں۔ کسی شریف ہندوستانی کو ان بدکار فاحشہ عورتوں کے ساتھ جو تمام قسم کے لوگوں کے لئے باعث خرابی ہیں۔ ذرا بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہم قبل ازیں بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایسی عورتوں کے لئے جنہوں نے اپنے خاندان کے ناموس کو خیرباد کہہ دی ہے قانون دکھائی کی آزمائش باعث شرم نہیں ہو سکتی ہے وہ عورتیں تھوڑے سے پیسوں میں بھنگی کے ساتھ منہ کالا کرنے کو تیار ہیں۔ معزز ڈاکٹر کے معاینہ سے کب شرمسار ہو سکتی ہیں۔ بے شک یہ افسوسناک امر ہے کہ عورتوں کی عفت کا مردوں کے ذریعہ امتحان کرایا جائے۔ مگر کیا ہو سکتا ہے ان بے شرم بدذات عورتوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی شرم کو بالائے طاق رکھ دیا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ قانون دکھائی کی ہندوستان میں سخت ضرورت ہے جب یہ قانون جاری تھا تو ہر

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرما دیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے — دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی — عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار — اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کُل — اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی — وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو — جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم — اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
آدسے یہ خبیث اور بد رسم — بید کے خادموں میں ساری ہے

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں — جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لائق سوختن ہیں اُن کے مرد — اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دہرم ہے کیا ایمان — جس میں واجب حرامکاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو — شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ — ناک کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم — کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث — اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ — سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے — وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی — جفت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے — آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار — یہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے — ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط — یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن — پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں — اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو — ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے — سر بازار اُن کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے — وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی — کس قدر اُن میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں — خوب جورو کی حق گذاری ہے

تا کہ کروائیں پھر اسے گندی — پاک ہونے کی انتظاری ہے
یعنی حیض سے پاک ہونے کی انتظاری ہے
خاک میں ملتے ہیں پسر کے لئے — کیا مزاجوں میں خاکساری ہے
قابل شرم بھیک لیتے ہیں — بھیک کی رسم یہ نیاری ہے
گھر بہ گھر ہیں نیوگ کے چرچے — نہ حیا ہے نہ شرمساری ہے
گو زمانہ میں روشنی پھیلی — ان پہ اندھیرا اب بھی طاری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم — ترک کرنا گناہ گاری ہے

ہے یہ قرآں کی دشمنی کا وبال
بالیقین رائے یہ ہماری ہے

بعض آریہ اپنے تئیں نہایت منصف مزاج ظاہر کرکے کہا کرتے ہیں کہ درحقیقت ہم بھی نیوگ کو نہایت ناپاکی کا طریق سمجھتے ہیں اور جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں ہم دیانند کی ساری باتوں کے پیرو نہیں یہ صرف دیانند کا خیال ہے اور وید مقدس کا دامن اس سے پاک ہے۔ بھلا یہ ممکن ہے کہ کوئی بھلا مانس ایسی گندی حرکت کرے اور اگر وید میں یہ گندی تعلیم ہوتی تو بڑے بڑے ودیا وان کیونکر اس کو مانتے۔ اور نیز اگر وید میں ایسی گندی تعلیم ہوتی تو عمدہ تعلیمیں کیونکر اس میں درج ہو سکتیں۔ سو ان صاحبوں کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دیانند کی واقفیت آپ لوگوں کی واقفیت سے بہت زیادہ تھی اور وہ بھی آپ لوگوں کی طرح وید کے لئے غیرت رکھتا تھا۔ پس اگر وید میں یہ مسئلہ یقینی اور واقعی طور پر نہ ہوتا تو وہ دانستہ ایسا کلنک وید پر ہرگز نہ لگاتا بلکہ اگر اس کیلئے ممکن ہوتا تو وہ آپ لوگوں سے ہزار حصہ زیادہ کوشش کرتا کہ تا یہ گندی تعلیم وید کی ظاہر نہ ہو۔ اب خود سوچنا چاہیئے کہ دیانند کو کیا کچھ مشکلات پیش آئے اور خدا جانے کس قدر صراحت سے اور کھلے کھلے طور پر نیوگ کی تعلیم اس نے وید میں دیکھی جس کو وہ کسی حیلہ اور تدبیر سے چھپا نہ سکا آخر اس کو اقرار کرنا ہی پڑا اور اس بات پر جم گیا کہ خیر نیوگ میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اور پھر دیانند نے وید کی صاف صاف شرتیاں نیوگ کے بارے میں لکھ دیں اور خوب تاڑ تاڑ کر سکتوں اور شرتیوں کے حوالے دیئے۔ اب دیانند پر کون الزام لگا سکتا ہے کہ اُس نے اپنی طرف سے نیوگ کا مسئلہ گھڑ لیا ہے اور یہ کہنا کہ اگر وید ایسا ہوتا تو پھر ودیادان لوگ کیونکر اس کو مانتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے بڑے ودیادان بھی نیوگ کو مانتے رہے ہیں بلکہ وہ لوگ اپنے گھروں میں نیوگ کراتے رہے ہیں جو اپنے وقت کے رشی اور رکھی اور اوتار تھے کیا پانڈوں اور اُن کی جورو کی کتھا آپ نے نہیں پڑھی اگر نہیں پڑھی تو اب ضرور پڑھیں کہ کیسے مہاتما نیوگ کے کاربند رہے ہیں اور نیوگ بھی زندہ خاوند والی عورت کا۔ اور پھر سوا اس کے غور کرنا چاہیئے کہ کیا منوجی ودیان کم تھے یا یاگولک جی کی ودیا میں کچھ کلام تھا بلکہ یہ تمام لوگ ہندو دہرم کے ستون اور مدارالمہام گذرے ہیں اور وید کی دوسری عمدہ تعلیمیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے کونسی تعلیم مراد ہے۔ وید میں سے اگر فضول قصے اور بے سروپا کہانیاں الگ کر دی جائیں تو باقی خلاصہ اس کا صرف دو تین باتیں رہ جاتی ہیں یعنی عناصر پرستی اور آفتاب پرستی اور ستارہ پرستی اور نیوگ۔ پس اگر یہی عمدہ تعلیم ہے تو آپ سے کیا بحث کریں۔ ہاں ایک تناسخ بھی ہے مگر سوچنے سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ تناسخ ہی وید پر اول درجہ کا داغ ہے جس کی وجہ سے آپ کا پرمیشر تمام خدائی طاقتوں سے معطل ہو گیا اور معزول راجوں کی طرح صرف نام کا پرمیشر رہ گیا اور اگر غور کر کے دیکھو تو یہ تناسخ پرمیشر کے وجود کا دشمن ہے۔ آواگون یعنی تناسخ کے ماننے والے پرمیشر کو ہرگز مان نہیں سکتے۔ اور نیز آواگون میں بھی ایک نیوگ کی رگ ہے کیونکہ اگر آواگون کی صورت میں کسی شخص کی فوت شدہ والدہ جو اس کی پیدائش کے وقت ہی فوت ہو گئی تھی پھر جنم لے کر اس کی عورت بنائی جاوے تو کیونکر وہ شناخت کر سکتا ہے کہ یہ میری والدہ ہے۔ غرضکہ وید کی پاک تعلیمیں یہی ہیں جو ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اور نیوگ کی حالت میں تو ایک شخص آپ زندہ موجود ہو کر اپنی بیوی کو عین بیوی ہونے کی حالت میں دوسرے سے ہمبستر کرتا ہے مگر تناسخ یعنی آواگون میں اپنی ماں سے بھی ہم بستر ہو سکتا ہے۔ پس وید کی مقدس تعلیمیں سب مساوی ہیں۔ این خانہ تمام آفتاب است۔ منہ

❊ ❊ ❊

نوٹس

بنام آریہ صاحبان و پادری صاحبان و دیگر صاحبان مذاہب مخالفہ ان مسلمانوں کی طرف سے جنکے نام نیچے درج ہیں و نیز ایک التماس

گورنمنٹ عالیہ کی

توجہ کے لایق

اے صاحبان مندرجہ عنوان نہایت ادب اور تہذیب سے آپ صاحبوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم سب فرقے مسلمان اور ہندو اور عیسائی وغیرہ ایک ہی سرکار کے جو سرکار انگریزی ہے رعایا ہیں۔ لہذا ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے امور سے دستکش رہیں جن سے وقتاً فوقتاً ہمارے حکام کو دقتیں پیش آویں یا بیہودہ نزاعیں باہمی ہوکر کثرت سے مقدمات دائر ہوتے ہیں اور نیز جبکہ ہمسایگی اور قرب وجوار کے حقوق درمیان ہیں تو یہ بھی مناسب نہیں کہ مذہبی مباحثات میں ناحق ایک فریق دوسرے فریق پر بے اصل افترا قایم کرکے اس کا دل دکھاوے اور ایسی کتابوں کے حوالے پیش کرے۔ جو اس فریق کے نزدیک مسلم نہیں ہیں یا ایسے اعتراض کرے جو خود اپنے دین کی تعلیم پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ چونکہ اب تک مناظرات و مباحثات کے لئے کوئی ایسا قاعدہ باہم قرار یافتہ نہیں تھا جس کی پابندی یاوہ گو لوگوں کو ان کی فضول گوئی سے روکتی۔ لہذا پادریوں میں سے پادری عمادالدین و پادری ٹھاکرداس و پادری

* حاشیہ پادری صاحبان اگر ہماری اس نصیحت کو غور سے سُنیں تو بیشک اپنی بزرگی اور شرافت ہم پر ثابت کریں گے اور اس حق پسندی اور صلحکاری کے موجب ہوں گے جس سے ایک راستباز اور پاکدل شناخت کیا جاتا ہے۔ اور وہ نصیحت صرف دو باتیں ہیں جو ہم پادری صاحبوں کی خدمت میں

فنڈل صاحب وغیرہ صاحبان اور آریہ صاحبوں میں سے منشی کنہیالال الکھ دہاری اور منشی اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری نے اپنا یہی اصول مقرر کر لیا کہ ناحق کے افتراؤں اور بے اصل روایتوں اور بے بنیاد قصوں کو واہیی اعتراضات کی مدافعت میں پیش کیا۔ مگر اصل قصور تو اس میں پادری صاحبوں کا ہے کیونکہ ہندوؤں نے اپنے ذاتی تعصب اور کینہ کی وجہ سے جوش تو بہت دکھلایا مگر براہ راست اسلام کی کتابوں کو وہ دیکھ نہ سکے وجہ یہ کہ بباعث جہالت اور کم استعدادی دیکھنے کا مادہ نہیں تھا۔ سو اُنہوں نے اپنی کتابوں میں پادریوں کے اقوال کا نقل کر دینا غنیمت سمجھا۔ غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ناحق بیوجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے یہانتک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو اُن کے اصل میں تھی اس **سید المعصومین** پر سراسر دروغگوئی کی

بقیہ حاشیہ غرض کیا چاہتے ہیں۔

اول یہ کہ وہ اسلام کے مقابل پر اُن بیہودہ روایات اور بے اصل حکایات سے مجتنب رہیں جو ہماری مسلم اور مقبول کتابوں میں موجود نہیں اور ہمارے عقیدہ میں داخل نہیں اور نیز قرآن کے معنی اپنے طرف سے نہ گھڑ لیا کریں بلکہ وہی معنی کریں جو تواتر آیات قرانی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں اور پادری صاحبان اگرچہ انجیل کے معنے کرنے کے وقت ہر یک بے قیدی کے مجاز ہوں۔ مگر ہم مجاز نہیں ہیں اور اُنہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے مذہب میں تفسیر بالرائے معصیت عظیمہ ہے۔ قرآن کی کسی آیت کے معنی اگر کریں تو اس طور سے کرنے چاہیئے کہ دوسری قرآنی آئتیں ان معنوں کی موید اور مفسر ہوں اختلاف اور تناقض پیدا نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کی بعض آیتیں بعض کے لئے بطور تفسیر کے ہیں اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی اُنہیں معنوں کی مفسر ہو کیونکہ جس پاک اور کامل نبی پر قرآن نازل ہوا وہ سب سے بہتر قرآن شریف کے معنی جانتا ہے۔ غرض اتم اور اکمل طریق معنے کرنے کا تو یہ ہے لیکن اگر کسی آیت کے بارے میں حدیث صحیح مرفوع متصل نہ مل سکے تو ادنے درجہ استدلال کا یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیات بینات سے کئے جاویں۔

راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی **محسن گورنمنٹ** کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افترا میں یہانتک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جو ان کی بد اصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیئے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنی **محسن گورنمنٹ** کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ **اُن احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو سکھوں کے زوال کے بعد** ہی خدا تعالےٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کئے اور نہایت بدذاتی ہوگی اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ہم میں سے ان نعمتوں کو فراموش کر دے جو اُس گورنمنٹ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی ہیں بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہو گا۔ اور ہم غائبانہ اُس کے **اقبال** کے لئے دعا گو ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ

بقیہ حاشیہ لیکن ہرگز یہ درست نہیں ہوگا کہ بغیر ان دونوں قسم کے التزام کے اپنے ہی خیال اور رائے سے معنی کریں کاش اگر پادری عماد الدین وغیرہ اس طریق کا التزام کرتے تو نہ آپ ہلاک ہوتے اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب ٹھہرتے۔

دوسری نصیحت اگر پادری صاحبان سُنیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض سے پرہیز کریں جو خود اُن کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً ایک بڑا اعتراض جس سے بڑھ کر شاید اُن کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے وہ لڑائیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ اُن کفار سے کرنی پڑیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں تیرہ برس تک انواع اقسام کے ظلم کئے اور ہر یک طریق سے ستایا اور دکھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ اپنے اصحاب کے مکہ چھوڑنا پڑا اور پھر بھی باز نہ آئے اور تعاقب کیا اور ہر یک بے ادبی اور تکذیب کا حصہ لیا اور جو مکہ میں ضعفاء مسلمانوں میں سے رہ گئے تھے اُن کو غایت درجہ دکھ دینا شروع کیا لہذا وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں

کی عنایات سے ہر یک کو اشاعت مذہب کے لئے آزادی ملی ہے لیکن اگر سوچ کر دیکھا جائے تو اس آزادی کا پورا پورا فائدہ محض مسلمان اُٹھا سکتے ہیں اور اگر عمداً آپ نہ اُٹھاویں تو اُن کی بد قسمتی ہے وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی عام مہربانیوں کی وجہ سے مذہبی آزادی کا ہر یک قوم کو عام فائدہ دیا اور کسی کو اپنے اصولوں کی اشاعت سے نہیں روکا لیکن جن مذہبوں میں سچائی کی قوت اور طاقت نہیں اور اُن کے اصول صرف انسانی بناوٹ ہیں اور ایسے قابل ضحکہ ہیں جو ایک محقق کو اُن کی بیہودہ کتھا اور کہانیاں سُن کر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے کیونکر ان مذہبوں کے واعظ اپنی ایسی باتوں کو وعظ کے وقت دلوں میں جما سکتے ہیں اور کیونکر ایک پادری مسیح کو خدا کہتے ہوئے ایک دانشمند شخص کو اس حقیقی خدا پر ایمان رکھنے سے برگشتہ کر سکتا ہے جس کی ذات مرنے اور مصیبتوں کے اُٹھانے اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونے اور پھر مصلوب ہو جانے سے پاک ہے اور جس کا جلالی نام قانون قدرت کے ہر یک صفحہ میں چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم نے خود بعض منصف مزاج عیسائیوں

بقیہ حاشیہ اپنے ظالمانہ کاموں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے کہ اُن پر موافق سنت قدیمہ الٰہیہ کے کوئی عذاب نازل ہو اور اس عذاب کی وہ قومیں بھی سزاوار تھیں جنہوں نے مکہ والوں کو مدد دی اور نیز وہ قومیں بھی جنہوں نے اپنے طور سے ایذا اور تکذیب کو انتہا تک پہنچایا۔ اور اپنی طاقتوں سے اسلام کی اشاعت سے مانع آئے سو جنہوں نے اسلام پر تلواریں اُٹھائیں وہ اپنی شوخیوں کی وجہ سے تلواروں سے ہی ہلاک کئے گئے اب اس صورت کی لڑائیوں پر اعتراض کرنا اور حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبیوں کی اُن لڑائیوں کو بھلا دینا جن میں لاکھوں شیر خوار بچے قتل کئے گئے کیا یہ دیانت کا طریق ہے یا ناحق کی شرارت اور خیانت اور فساد انگیزی ہے۔ اس کے جواب میں حضرات عیسائی یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں میں بہت ہی نرمی پائی جاتی ہے کہ اسلام لانے پر چھوڑا جاتا تھا اور شیر خوار بچوں کو قتل نہیں کیا۔ اور نہ عورتوں کو اور نہ بڈھوں کو اور نہ فقیروں اور مسافروں کو مارا۔ اور نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے گرجاؤں کو مسمار کیا۔ لیکن اسرائیلی نبیوں نے ان سب باتوں کو کیا۔ یہانتک

سے خلوت میں سُنا ہے کہ جب ہم کبھی مسیح کی خدائی کا بازاروں میں وعظ کرتے ہیں۔ تو بعض
وقت مسیح کے عجز اور اضطرار کی سوانح پیش نظر آجانے سے بات کرتے کرتے ایسا انفعال دل
کو پکڑتا ہے کہ بس ہم ندامت میں غرق ہی ہوجاتے ہیں۔ غرض انسان کو خدا بنانے والا کیا وعظ کریگا
اور کیونکر اس عاجز انسان میں اس قادر خدا کی عظمت کا نمونہ دکھائے گا جس کے حکم سے ایک ذرہ بھی
زمین وآسمان سے باہر نہیں اور جس کا جلال دکھلانے کے لئے سورج چمکتا اور زمین طرح طرح کے پھول
نکالتی ہے ایسا ہی ایک آریہ کیا وعظ کرے گا کیا وہ دانشمندوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ تمام
روحیں اور اُن کی قوتیں اور طاقتیں اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور کسی کے سہارے سے اُن کا وجود
اور بقا نہیں اور یا یہ کہہ سکتا ہے کہ وید کی یہ تعلیم عمدہ ہے کہ خاوند والی عورتیں اولاد کی غرض سے دوسروں
سے ہمبستر ہوجایا کریں۔ ابھی ہمیں تجربہ ہوا ہے کہ جب ہماری بعض جماعت کے لوگوں نے کسی
آریہ یا اُن کے پنڈت سے نیوگ کی حقیقت بازار میں پوچھی جہاں بہت سے آدمی موجود تھے تو وہ آریہ

بقیہ حاشیہ کہ تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ شیرخوار بچے قتل کئے گئے گویا حضرات پادریوں کی نظر میں اس نرمی
کی وجہ سے اسلام کی لڑائیاں قابل اعتراض ٹھہریں کہ اُن میں وہ سختی نہیں جو حضرت موسیٰ اور
دوسرے اسرائیلی نبیوں کی لڑائیوں میں تھی اگر اس درجہ کی سختی پر یہ لڑائیاں بھی ہوتیں تو قبول
کر لیتے کہ درحقیقت یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اب ہریک عقلمند کے سوچنے کے
لائق ہے کہ کیا یہ جواب ایمانداری کا جواب ہے حالانکہ آپ ہی کہتے ہیں کہ خدا رحیم ہے
اور اس کی سزا رحم سے خالی نہیں۔ پھر جب موسیٰ کی لڑائیاں باوجود اس سختی کے قبول
کی گئیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ٹھہریں تو کیوں اور کیا وجہ کہ یہ لڑائیاں جو الٰہی رحم کی خوشبو
ساتھ رکھتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوئیں اور ایسے لوگ کہ اُن باتوں کو بھی خدا تعالیٰ
کے احکام سمجھتے ہیں کہ شیرخوار بچے اُن کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں اور
ماؤں کو اُن کے بچوں کے سامنے بیرحمی سے مارا جاوے وہ کیوں ان لڑائیوں کو خدا تعالیٰ
کی طرف سے نہ سمجھیں جن میں یہ شرط ہے کہ پہلے مظلوم ہوکر پھر ظالم کا مقابلہ کرو۔ منہ

یا پنڈت شرمندہ ہوا اور چپکے سے کہا کہ آپ اندر چل کر مجھ سے یہ گفتگو کریں بازار میں لوگ سنکر ہنسی
کرتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا اپنا ہی یہ حال ہے کہ ایسے عقاید اور اعمال کی نسبت اپنا ہی
کانشنس ان کا اُن کے عقیدہ کو دھکے دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا تو پھر وہ غیروں کو کیا وعظ کریں گے۔
اس لئے مسلمانوں کو نہایت ہی گورنمنٹ کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ گورنمنٹ کے اس قانون کا وہی اکیلے
فائدہ اُٹھا رہے ہیں بیچارے پادری صدہا روپیہ خرچ کرکے ایک ہندو کو قابو میں لاتے ہیں اور وہ آخر
بعد آزمایش مسلمانوں کی طرف آجاتا ہے اور یا صرف پیٹ کا بندہ ہو کر محض دنیوی لالچ سے انہیں میں
گذارہ کرتا ہے لیکن ہمیں اپنے دلآزار ہمسائیوں مخالفوں سے ایک اور شکایت ہے اگر ہم اس شکایت کے
رفع کے لئے اپنی **محسن اور مہربان گورنمنٹ کو اس طرف توجہ نہ دلاویں تو کس کو**
دلاویں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے مذہبی مخالف صرف **بے اصل روایات** اور بے بنیاد قصوں
پر بھروسہ کرکے جو ہماری کتب مسلّمہ اور مقبولہ کی رو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کے مفتریات ہیں
ہمارا دل **دکھاتے ہیں** اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے
ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اس سے زیادہ
ہمارے دل دکھانے کا اور کیا موجب ہوگا کہ چند بے بنیاد افتراؤں کو پیش کرکے ہمارے اس سید و
مولیٰ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم پر زنا اور بدکاری کا الزام لگانا چاہتے ہیں جس کو ہم اپنی پوری تحقیق
کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو
خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ **اُس پر تمام نبوتیں** اور تمام پاکیزگیاں اور تمام **کمالات ختم ہو**
گئے۔ اس صورت میں صرف یہی ظلم نہیں کہ ناحق اور بیوجہ ہمارا دل دکھایا جاتا ہے اور اس **انصاف**
پسند گورنمنٹ کے ملک میں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی
جاتی ہیں اور بڑے بُرے پیرایوں میں ہمارے **اس مقدس** مذہب کی توہین کی جاتی ہے۔ بلکہ یہ
ظلم بھی ہوتا ہے کہ ایک حق اور راست امر کو محض یاوہ گوئی کے ذخیرہ سے مشتبہ اور کمزور کرنے
کے لئے کوشش کی جاتی ہے اگر گورنمنٹ کے **بعض اعلےٰ** درجہ کے حکام دو تین روز اس بات پر

بھی تخریج کریں کہ ہم میں سے کسی منتخب کے روبرو ایسے بیجا الزامات کی وجہ ثبوت ہمارے مذکورہ بالا مخالفوں سے دریافت فرماویں تو زیرک طبع حکام کو فی الفور معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر یہ لوگ بے ثبوت بہتانوں سے سرکار انگریزی کی وفادار رعایا اہل اسلام پر ظلم کر رہے ہیں۔ ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی جناب میں یہ عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان احسانوں کو یاد کر کے جواب تک ہم پر کئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہماری جانوں اور آبروؤں اور ہمارے ٹوٹے ہوئے دلوں پر احسان کرے کہ اس مضمون کا ایک **قانون پاس** کر دیوے یا کوئی سرکلر جاری کرے کہ آئندہ جو مناظرات اور مجادلات اور مباحثات مذہبی امور میں ہوں اُن کی نسبت ہر یک قوم مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں وغیرہ میں سے **دو امر کے ضرور پابند رہیں۔**

(۱) اول یہ کہ ایسا اعتراض جو خود معترض کے ہی الہامی کتاب یا کتابوں پر جن کے الہامی ہونے پر وہ ایمان رکھتا ہے وارد ہو سکتا ہو یعنی وہ امر جو بنا اعتراض کی ہے اُن کتابوں میں بھی پایا جاتا ہو جن پر معترض کا ایمان ہے ایسے اعتراض سے چاہیئے کہ ہر یک ایسا معترض پرہیز کرے۔

(۲) اگر بعض کتابوں کے نام بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے کسی فریق کی طرف سے اس غرض سے شائع ہو گئے ہوں کہ درحقیقت وہی کتابیں ان کی مسلم اور مقبول ہیں تو چاہیئے کہ کوئی معترض اُن کتابوں سے باہر نہ جائے اور ہر یک اعتراض جو اس مذہب پر کرنا ہو انہیں کتابوں کے حوالہ سے کرے اور ہرگز کسی ایسی کتاب کا نام تک نہ لیوے جس کے مسلم اور مقبول ہونے کے بارے میں اشتہار میں ذکر نہیں۔ اور اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرے تو بلا تامل اس سزا کا مستوجب ہو جو **دفعہ ۲۹۸** تعزیرات ہند میں مندرج ہے۔ یہ **التماس ہے جس کا پاس ہونا** ہم بذریعہ کسی ایکٹ یا سرکلر کے گورنمنٹ عالیہ سے چاہتے ہیں اور ہماری زیرک گورنمنٹ اس بات کو سمجھتی ہے کہ اس قانون کے پاس کرنے میں کسی خاص قوم کی رعایت نہیں بلکہ ہر یک قوم پر اس کا اثر مساوی ہے اور اس قانون کے پاس کرنے میں بیشمار برکتیں ہیں جن سے عامہ خلائق کے لئے امن اور عافیت کی راہیں کھلتی ہیں اور صدہا بیہودہ نزاعوں اور جھگڑوں کی صف لپیٹی جاتی ہے اور آخر نتیجہ صلحکاری اور ان شرارتوں کا دور ہو جانا ہے جو فتنوں

اور لغاوتوں کی جڑھ ہوتے ہیں اور دن بدن مفاسد کو ترقی دیتے ہیں اور ہماری قلم جو ہر یک وقت اس گورنمنٹ عالیہ کی مدح وثنا میں چل رہی ہے اس قانون کے پاس ہونے سے اپنی گورنمنٹ کو دوسروں پر ترجیح دینے کے لئے ایک ایسا وسیع مضمون پائے گی جو آفتاب کی طرح چمکے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو خدا معلوم کہ روز کی لڑائیوں اور بیہودہ جھگڑوں کی کہاںتک نوبت پہنچے گی بیشک اس سے پہلے توہین کے لئے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات میں موجود ہے لیکن وہ ان مراتب کے تصفیہ پا جانے سے پہلے فضول اور نکمی ہے اور خیانت پیشہ لوگوں کے لئے گریزگاہ وسیع ہے ۔

اور پھر ہم اپنے مخالف فریقوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی برائے خدا ایسی تدبیر کو منظور کریں جس کا نتیجہ سراسر امن اور عافیت ہے اور اگر یہ احسن انتظام نہ ہوا تو علاوہ اور مفاسد اور فتنوں کے ہمیشہ سچائی کا خون ہوتا رہے گا اور صادقوں اور راستبازوں کی کوششوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلے گا اور نیز رعایا کی باہمی نا اتفاقی سے گورنمنٹ کے اوقات بھی ناحق ضایع ہونگے اس لئے ہم مراتب مذکورہ بالا کو آپ سب صاحبوں کی خدمت میں پیش کر کے یہ **نوٹس** آپ صاحبوں کے نام **جاری** کرتے ہیں اور آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ ہماری کتب مسلمہ مقبولہ جن پر ہم عقیدہ رکھتے ہیں اور جن کو ہم **معتبر سمجھتے ہیں** بہ تفصیل ذیل ہیں:۔

اول قرآن شریف مگر یاد رہے کہ کسی قرآنی آیت کے معنے ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح ہیں جس پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں اور نیز قرآن کے کامل اور یقینی معنوں کے لئے اگر وہ یقینی مرتبہ قرآن کے دوسرے مقامات سے میسر نہ آسکے یہ بھی شرط ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل بھی اس کی مفسر ہو غرض ہمارے مذہب میں تفسیر بالرائے ہرگز جایز نہیں پس ہر یک معترض پر لازم ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت اس طریق سے باہر نہ جائے **دوم** دوسری کتابیں جو ہماری مسلم کتابیں ہیں ان میں سے اول درجہ پر صحیح بخاری ہے اور اس کی وہ تمام احادیث ہمارے نزدیک حجت ہیں جو قرآن شریف کے مخالف نہیں اور اُن میں سے دوسری کتاب صحیح مسلم ہے اور اس کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیح بخاری سے مخالف نہ ہو اور

راقم خاکسار خادم دین مصطفےٰ غلام احمد قادیانی ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

تیسرے درجہ پر صحیح ترمذی۔ ابن ماجہ۔ موطا۔ نسائی۔ ابن داؤد۔ دار قطنی کتب حدیث ہیں جن کی حدیثوں کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیحین سے مخالف نہ ہوں یہ کتابیں ہمارے دین کی کتابیں ہیں اور یہ شرائط ہیں جن کی رو سے ہمارا عمل ہے اب ہم قانونی طور پر آپ لوگوں کو ایسے اعتراضوں سے روکتے ہیں جو خود آپ کی کتابوں اور آپ کے مذہب پر وارد ہوتے ہیں کیونکہ انصاف جن پر قوانین مبنی ہیں ایسی کارروائی کو صحت نیت میں داخل نہیں کرتا اور ہم ایسے اعتراضوں سے بھی آپ لوگوں کو منع کرتے ہیں جو ان کتابوں اور ان شرائط پر مبنی نہیں جن کا ہم اشتہار میں ذکر کرتے ہیں کیونکہ ایسی کارروائی بھی تحقیق حق کے برخلاف ہے پس ہر یک معترض پر واجب ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت ان کتابوں اور ان شرائط سے باہر نہ جائے اور ضروری ہوگا کہ اگر آئندہ آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب ہماری کسی تالیف کا ردّ لکھے یا ردّ کے طور پر کوئی اشتہار شایع کریں یا کسی مجلس میں تقریری مباحثہ کرنا چاہیں تو ان شرائط مذکورہ بالا کی پابندی سے باہر قدم نہ رکھیں یعنی ایسی باتوں کو بصورت اعتراض پیش نہ کریں جو آپ لوگوں کی الہامی کتابوں میں بھی موجود ہوں اور ایسے اعتراض بھی نہ کریں جو ان کتابوں کی پابندی اور اس طریق کی پابندی سے نہیں ہیں جو ہم اشتہار میں شائع کر چکے ہیں۔ غرض اس طریق مذکورہ بالا سے تجاوز کرکے ایسی بیہودہ روایتوں اور بے سروپا قصوں کو ہمارے سامنے ہرگز پیش نہ کریں اور نہ شایع کریں جیسا کہ یہ ناشائستہ کارروائیاں پہلے اس سے ہندوؤں میں سے اندرمن مراد آبادی نے اپنی کتابوں تحفہ اسلام و پاداش اسلام وغیرہ میں دکھلائیں اور پھر بعد اس کے ناپاک سو کتیں مسمی لیکھرام پشاوری نے جو محض نادان اور بے علم ہے اپنی کتاب تکذیب براہین اور رسالہ جہاد اسلام میں کیں اور جیسا کہ یہی بیہودہ کارروائیاں پادری عماد الدین نے اپنی کتابوں میں اور پادری ٹھاکر داس نے اپنے رسایل میں اور صفدر علی وغیرہ نے اپنی تحریروں میں لوگوں کو دہوکہ دینے کے لئے کیں اور سخت دھوکے دے دے کر ایک دنیا کو گندگی اور کیچڑ میں ڈال دیا اور اگر آپ لوگ اب بھی یعنی اس نوٹس کے جاری ہونے کے بعد بھی اپنی خیانت پیشہ طبیعت اور عادت سے باز نہیں آئیں گے تو دیکھو ہم آپ کو بلا بلا کر متنبہ کرتے ہیں کہ اب یہ حرکت آپ کی صحت نیت کے خلاف سمجھی جائے گی اور محض دلآزاری اور توہین کی مد میں متصور ہوگی۔ اور اس صورت میں ہمیں استحقاق ہوگا کہ عدالت سے اس افترا اور توہین اور دلآزاری کی چارہ جوئی کریں اور دفعہ ۲۹۸

تعزیرات ہند کی رُو سے آپ کو ماخوذ کرائیں اور قانون کی حد تک سزا دلائیں کیونکہ اس نوٹس کے بعد آپ اپنی ناواقفی اور صحت نیت کا عذر پیش نہیں کر سکتے اور آپ سب صاحبوں کو بھی اختیار ہوگا کہ اپنی مقبولہ مسلمہ کتابوں کا اشتہار دے دیں اور بعد اس کے اگر کوئی مسلمان معترض اپنے اعتراض میں آپ کے اشتہار کا پابند نہ ہو اور کوئی ایسا اعتراض کرے کہ جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہو جن کے مقبول ہونے کی نسبت آپ اشتہار دے چکے ہیں یا کوئی ایسا امر مورد اعتراض ٹھہراوے جو خود اسلام کی تعلیم میں موجود ہے تو بے شک ایسا معترض مسلمان بھی آپ لوگوں کے اشتہار کے بعد اسی دفعہ ۲۹۸ کی رو سے سزا پانے کے لائق ہوگا جس دفعہ سے ہم فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اب ذیل میں اس نوٹس دینے والوں کے دستخط اور مواہیر ہیں۔ فقط[1]

قادیان

حضرت اقدس امام امام مہدی و مسیح موعود میرزا غلام احمد علیہ السلام حضرت مولوی حاجی حافظ حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی مولوی حکیم فضل دین بھیروی صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی قادیانی سابق سرساوی سید ناصر نواب صاحب دہلوی حال قادیانی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی قادیانی صاحبزادہ منظور محمد صاحب مولوی حاجی حافظ احمد اللہ صاحب مولوی نورالحسن صاحب روالی منشی محمد خاں صاحب کپورتھلہ قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم سابق لیس دفعدار رسالہ نمبر ۱۲ چھاؤنی سیالکوٹ مولوی قطب الدین صاحب بدوملوی مفتی فضل الرحمن صاحب مدرس جموں۔ منشی جلال الدین صاحب میر منشی رجمنٹ ۱۲ رسالہ بنگال۔ منشی غلام محمد صاحب خوشنویس مدرسی مولوی فیض احمد صاحب جہلمی میرزا یعقوب بیگ صاحب طالب علم اسسٹنٹ سرجن کلاس میڈیکل کالج لاہور میرزا ایوب بیگ صاحب طالب علم بی اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور شیر محمد خاں صاحب طالب علم ایف اے کلاس۔ شیخ غلام محی الدین صاحب کتب فروش جہلم مرزا اسمٰعیل قادیانی

ابو غلام رسول صاحب سابق سٹیشن ماسٹر راولپنڈی ڈسٹرکٹ۔ شیخ عبداللہ صاحب پٹواری سنوری شیخ حامد علی صاحب قادیانی منشی تاج دین صاحب کلرک اگزیمنر آفس ریلوے لاہور منشی نبی بخش صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب شیخ عبدالعزیز صاحب شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہانپوری حاجی دریام صاحب خوشابی سید مقبول حسن صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ سید محمد کبیر صاحب دہلوی شیخ شہاب الدین صاحب

سیالکوٹ

مولوی عبدالکریم صاحب مولوی حکیم ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب منشی غلام قادر فصیح صاحب رئیس مالک پنجاب پریس سید حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات سید محمود شاہ صاحب شیخ مولا بخش صاحب سوداگر سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ ڈسکہ میاں شادی خاں صاحب میاں عطا محمد صاحب اوورسیر غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر نارووال۔ عبدالعزیز صاحب

بھیرہ ضلع شاہ پور

شیخ فضل الٰہی صاحب آنریری مجسٹریٹ۔ شیخ غلام نبی صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی میاں غلام محمد صاحب ضلعدار

[1] راقم خاکسار خادم دین مصطفیٰ غلام احمد قادیانی ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

صٓ!

انہار پیرچن صاحب چودہری حافظ ولی احمد صاحب بی اے
سکنڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول مولوی گل محمد صاحب مدرس بورڈ
سکول بابو غلام جیلانی صاحب مدرس سکول پنڈدادن خاں
شیخ نذیر محمد صاحب فارسٹ انجنیر۔ شیخ علی محمد صاحب انگلش
ٹیچر بورڈ سکول۔ شیخ عبد العزیز صاحب ایف اے۔ شیخ محمد مبارک
صاحب اپیل نویس ملک سمند خاں صاحب عرضی نویس۔ سید
لال شاہ صاحب عرضی نویس۔ قاضی غلام شاہ صاحب سوداگر
اسپاں قاضی مولابخش صاحب ذیلدار و میونسپل کمشنر چنیوٹ
حکیم علاء الدین صاحب شخیپوری سردار محمد چراغ خاں صاحب
رئیس ساہیوال کرسی نشین دربار نمبر اول وجاگیردار نسلاً بعد
نسل و اہل جیوری و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ مخدوم محمد صدیق صاحب
مخدوم محمد عثمان صاحب میاں الٰہ بخش صاحب نمبردار جہول پور
بابو محمد اسحٰق صاحب اوورسیر۔ قاضی سید امام شاہ صاحب
عرضی نویس۔ راجہ کرم داد خاں صاحب ذیلدار ملک وال -
راجہ محمد خاں صاحب ذیلدار کوٹ احمد خاں۔
راجہ خاں صاحب ذیلدار جیون وال۔
راجہ محمد حیات خاں صاحب ذیلدار وہی
میاں عالم دین صاحب ذیلدار رتناس میاں شیخ صدر دین صاحب
پراچہ میونسپل کمشنر و مالگذار۔ منشی محمد پناہ صاحب سوداگر چرم و
مالگذار۔ سید ستار شاہ صاحب مالگذار علی پور۔ سید امام شاہ
صاحب سرپالہ ذیلدار و مالگذار علی پور۔ پیر لقمان شاہ شاہ صاحب
نمبردار۔ شیخ عالم دین صاحب پٹواری۔ بابو غلام محمد صاحب
مختار و سکرٹری۔ سید نیاز شاہ صاحب عرضی نویس۔
عباس خاں صاحب بہرت ۔ مفتی الٰہی بخش صاحب
مفتی محمد حسین صاحب مدرس سکول۔ حکیم فضل احمد
صاحب طبیب سرکار۔ مولوی علی محمد صاحب روالی مولوی
محمد یٰسین صاحب ڈوڈی۔ شیخ دین محمد صاحب ملازم نہر
شیخ محمد امین صاحب سابق کرنل فوج سفر مینا امیر صاحب
والی کابل۔ شیخ سراج الدین صاحب پراچہ سوداگر کابل -
میاں شیخ محمد بخش صاحب تلوار چنیوٹی ملک غلام محمد
خاں صاحب رانجھا ملک دوست محمد خاں صاحب نمبردار کھجولوال

میاں رحیم بخش صاحب حصاحب علم ملک عالم خاں صاحب۔ خان بہادر
ملک حسن خاں صاحب نمبردار رانجھا۔ ملک جلال خاں صاحب
نمبردار جہاوا۔ ملک جوایا خاں صاحب چوہدری محمد بخش
صاحب نمبردار پنڈی کوٹ چوہدری پیرو نمبردار ایضاً۔
شیخ صدر دین صاحب قریشی و نمبردار چوہدری ولی داد
صاحب جہانیوالہ۔ میاں گل محمد صاحب مختار ملک
شیر محمد خاں بہادر چوہدری غلام محمد نمبردار سٹھا ٹر
چوہدری زیادہ صاحب نمبردار چوہدری اددو صاحب
نمبردار ایضاً۔ شیخ الٰہ بخش صاحب رئیس شیخپور۔ سلطان
عارب خاں صاحب ذیلدار کتھا ملک شیر محمد ولد سلطان
مقرب مولوی عبد الکریم صاحب اخوند میاں خدا بخش
میاں غلام حسین صاحب میاں محمد رفیق صاحب مدرس
اینگلو سنسکرت سکول شیخ محمد حسن صاحب کاتب
مستری قطب الدین صاحب مستری اسماعیل صاحب
مستری قمر الدین صاحب مستری غلام نبی صاحب
مستری نور احمد صاحب مستری محمد اسلام صاحب
حکیم احمد دین صاحب مولوی سردار محمد صاحب بلوہ زادہ
مولوی نور الدین صاحب محمد عبد الرحمٰن صاحب
طالب علم ہائی سکول میاں عالم دین صاحب۔ مولوی
احمد دین صاحب مدرس عربی سکول بھیرہ میاں خادم حسین
صاحب مدرس اینگلو سنسکرت سکول بھیرہ۔ حکیم شیخ
قادر بخش صاحب احمد آبادی۔ میاں نجم الدین صاحب
بابو نظام الدین صاحب اوورسیر محمد حیات صاحب نقشہ نویس
میاں محمد صدیق صاحب پٹواری۔ مولوی عالم دین صاحب
قریشی میاں کمال الدین صاحب قریشی حکیم مولوی شیر محمد
صاحب بھیرہ۔ میاں شیر علی صاحب ایف اے کلاس۔
مولوی نظام الدین صاحب مدرس ؞

لاہور

چوہدری نبی بخش صاحب بی اے اسلامیہ کالج
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پروفیسر اسلامیہ کالج

خواجہ ضیاءالدین صاحب ایضاً - ایضاً - ایضاً
میر عبدالواحد صاحب ایضاً - ایضاً - ایضاً
منشی عبداللہ صاحب - ایضاً - ایضاً - ایضاً

مولوی فضل کریم صاحب " "

مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج
منشی سعدالدین خاں صاحب بی۔اے محمد ایوب صاحب

بی۔او۔ایل۔چوہدری سردار خاں صاحب ملازم دفتر
اکونٹنٹ جنرل پنجاب - مولوی احمد صاحب
ایضاً - ایضاً سید خورشید انور صاحب
" " منشی رحیم بخش صاحب
" " مرزا محبوب بیگ صاحب ایضاً
میاں حفیظ اللہ صاحب - معلم ایل ایل بی اے کلاس
منشی محمد دین صاحب - پروفیسر بہاولپور کالج -
مولوی محمد دین صاحب ایم اے سنٹرل ماڈل سکول -
شیخ عبدالقادر صاحب بی۔اے سب اڈیٹر اخبار پنجاب
غلام حسین صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر تلہ گنگ -

از دفتر اگزامینر ریلوے لاہور

مولا بخش صاحب محمد علی صاحب - غلام حسین صاحب
حافظ فضل احمد صاحب خلیفہ محمد شریف صاحب
منشی غلام محمد صاحب - فضل دین صاحب -
نظام الدین صاحب - محمد یوسف صاحب -
معراج الدین صاحب - ✻

دفتر لوکو لاہور

عبدالرحمن صاحب کلرک علم الدین صاحب "
بوٹا خاں صاحب " خدا بخش صاحب
گیلانی بخش صاحب " شہاب الدین صاحب "
وزیر شاہ صاحب " میر امیر شاہ صاحب " ✻

دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب

غلام محمد صاحب کلرک منشی نظام الدین صاحب "
شرف الدین صاحب محمد علی صاحب منشی احمد دین
صاحب خوشدل نجابت اللہ صاحب -
اللہ بخش صاحب محمد یٰسین صاحب نوازش علی
صاحب میر میراث علی صاحب

متعلمان ٹریننگ کالج لاہور

اللہ داد خاں صاحب محمد نواز خاں صاحب -
سراج الحق صاحب سید فرزند علی صاحب محمد تقی صاحب
خدا بخش صاحب صدر دین صاحب رحمت اللہ صاحب خورشید عالم
صاحب کرم دین صاحب - اس فہرست کے ۱۰۱ نام
ہیں اس قدر بطور اختصار لکھے گئے ہیں۔

تاجران لاہور

شیخ محمد رفیع صاحب اینڈ برادرس سوداگران انارکلی - حافظ
محمد حسین صاحب سوداگر مینیجر محمد رفیع صاحب -
شیخ نبی بخش صاحب سوداگر مینیجر کشمیری شاپ -
رمضان خاں اینڈ کو انارکلی شیخ رحمت اللہ صاحب
سوداگر بمبئی ہاؤس شیخ قادر بخش صاحب سوداگر انارکلی
حاجی کریم بخش صاحب سوداگر انارکلی نواب محمد ابراہیم صاحب
پروپرائٹر ولیسٹرن سوپ کمپنی - حاجی عبدالرحیم و محمد یعقوب
سوداگران انارکلی شیخ نصیر الدین محمد یعقوب صاحب مالک
ٹکٹ گھر لاہور انارکلی غلام محی الدین صاحب
پروپرائٹر نیر سٹیم کمپنی شیخ غلام حسین غلام حیدر صاحب
مالکان وکٹر کاٹھ کمپنی لاہور سیٹھ غلام علی صاحب انارکلی شیخ
محمد عبدہ صاحب سوداگر انارکلی حسن علی اسمٰعیل جی صاحب
سوداگر انارکلی شیخ محمد عارف محمد اسحٰق صاحب سوداگران

✻ نوٹ اس دفتر کے کل نام ۲۱ ہیں۔ ✻ اس دفتر کے کل نام ۴۲ ہیں اور لاہور کے ایک ہزار سے زیادہ
نام ہیں بباعث طوالت تھوڑے سے لکھے گئے فقط

انارکلی ڈاکٹر کلن خاں صاحب سرجن ڈینٹسٹ انارکلی . . .
خلیفہ رجب الدین صاحب رئیس و سوداگر برانچ لاہور۔
محمد جٹو صاحب سوداگر ریشم۔ شیخ محمد عالم صاحب مینیجر گجراتی
شاپ انارکلی۔ شیخ احمد بخش صاحب تاجر چرم۔ حاجی شیخ
رحمت اللہ صاحب۔ شیخ محمد صدیق صاحب مینیجر
دلیشرن سوپ کمپنی شیخ محبوب بخش صاحب سوداگر انارکلی

آئمہ مساجد لاہور

مولوی محمد یار صاحب امام مسجد طلائی۔ مولوی غلام حسین
صاحب امام مسجد گمٹی حافظ غلام علی صاحب محمد علی صاحب
مفتی فصیح الدین صاحب۔ عبداللطیف صاحب حافظ اللہ دتا
صاحب مولوی جواہر علی صاحب مولوی عنایت اللہ صاحب
امام مسجد پرانی انارکلی مولوی حسام الدین صاحب محلہ
سبقاں مولوی نورالدین صاحب امام مسجد۔ خلیفہ امام الدین
صاحب امام غلام محمد صاحب ولد مولوی فتح محمد صاحب
امام مسجد لوہاری منڈی امام محمد عالم صاحب مولوی احمد دین
صاحب۔ مولوی حافظ وزیر محمد صاحب امام
غلام محمود صاحب۔

رؤسا لاہور

ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب گمٹی بازار۔ ماسٹر شیر محمد صاحب
آرٹ سکول احمد رضا خاں صاحب رئیس رامپور حال وارد
لاہور۔ میر تقی صاحب مدرس اسلامیہ سکول منشی کرم الٰہی صاحب
دفتر نہر محمد لطیف خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر حاجی عبدالحکیم
خاں صاحب ٹھیکہ دار میاں فرید بخش صاحب نقشہ نویس
دفتر نہر چناب سرکل میاں چنن دین صاحب پنجاب بنک لاہور
نواب الدین صاحب نقشہ نویس بھاٹی دروازہ منشی میاں بخش
صاحب اکونٹنٹ محکمہ نہر بھاٹی دروازہ کریم بخش صاحب کاردار
زمیندار بھاٹی دروازہ محمد ابراہیم خاں صاحب اوورسیر ملازم امیر
کابل خورشید عالم صاحب کلرک چیف کورٹ پنجاب نصیر الدین
صاحب نقشہ نویس جلال الدین صاحب نقشہ نویس۔ حسین بخش
صاحب نقشہ نویس میاں بخش صاحب نقشہ نویس احمد بخش صاحب
نقشہ نویس مفتی غلام حیدر صاحب سٹور کیپر نہر چناب شیخ
کریم الدین صاحب پنسیر ماسٹر غلام نبی صاحب ہیڈ ماسٹر
مڈل سکول اسلامیہ کالج۔ ماسٹر کریم خاں صاحب ناظم پرائمر
عبدالشکور خاں صاحب دفتر فنانشل کمشنر پنجاب پیر محمد
عثمان صاحب مالک ہیرا صراف صاحب محلہ ککے زئی الٰہی بخش
صاحب سوداگر پشمینہ کوچہ چراغاں میاں چنن دین صاحب ہیڈ
کلرک ٹریفک آفس لاہور میاں اسلام الدین صاحب کلرک
ایضاً میاں سیف الدین صاحب ایضاً حافظ عبدالعزیز صاحب
نقشہ نویس دفتر چیف انجنیر ریلوے۔ منشی نور الٰہی صاحب
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع لاہور۔ حکیم مبارک دین صاحب
بھاٹی دروازہ مرزا فدا حسین صاحب کلرک ریلوے عبدالرحمن
صاحب ڈسٹرکٹ اوورسیر عبداللطیف صاحب شاہ دین صاحب
مینیجر مطبع پنجاب آبزرور محمود علی خاں صاحب نقشہ نویس دفتر سول
سکرٹریٹ گورنمنٹ پنجاب محمد فضل علی صاحب کمیشن ایجنٹ
سعادت علی خاں صاحب نائب داروغہ آبکاری لاہور منشی
کرم الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ نصرت الاسلام۔ مولا بخش صاحب
مالک نیولائل پریس۔ شیخ گلاب الدین صاحب نور علی صاحب
پنشنر خواجہ عزیز الدین صاحب سوداگر برنج جلال الدین صاحب
محرر چونگی بابو عید محمد صاحب نقشہ نویس دفتر فنانشل کمشنر۔
عبداللہ خاں صاحب فدا علی صاحب کلرک دفتر نہر۔ شیخ
گلاب دین صاحب مختار عدالت میاں مہتاب الدین
صاحب سپروائزر پبلک ورکس ڈاکٹر غلام علی صاحب ایل
ایم ایس مرزا امان اللہ بیگ صاحب پنشنر منشی محمد
امیر الدین صاحب کوٹھی دار منشی خیر الدین صاحب۔
حاجی محمد عبدالصمد صاحب میونسپل کمشنر و ٹھیکہ دار لاہور

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

صہ ۱۲

مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ گوجرانوالہ قاضی سید
محمد صاحب ذیلدار و مالگذار کوٹ قاضی۔ قاضی سراج الدین
صاحب نمبردار۔ مولوی وزیر محمد صاحب مدرس اول عربی

فارسی شیخ غلام قادر صاحب سوداگر چرم منشی نبی بخش صاحب
مدرس مشن سکول شیخ محمد حیات صاحب تاجر کتب بابو فضل دین
صاحب گورنس کلرک شیخ پیر محمد صاحب سوداگر غلام رسول صاحب
نقشہ نویس میاں شیخ محمد دین صاحب ممبر کمیٹی۔ میاں شیخ
نیاز احمد صاحب سوداگر حکیم سلطان علی صاحب۔ شیخ
دین محمد صاحب ٹھیکہ دار منشی نجم الدین صاحب اسٹام فروش
میاں عمر بخش صاحب سوداگر چوب سید اکبر علی شاہ صاحب
شیخ فتح دین صاحب سوداگر۔ شیخ احمد جان صاحب۔
ماسٹر عنایت اللہ صاحب مشن سکول۔ شیخ الہ بخش صاحب
سوداگر آہن۔ حافظ گلاب خاں صاحب سلاٹر سفری ڈاک
قاضی محمد یوسف صاحب مالگذار

جموں

خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب مولوی محمد صادق صاحب
فارسی مدرس ہائی سکول خواجہ جمال الدین صاحب لاہوری۔
بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول۔ محمد شاہ صاحب ٹھیکہ دار۔
مستری محمد عمر صاحب۔ مستری محمد دین صاحب ملازم ریلوے
احمد پور۔ حافظ محمد دین صاحب ٹھیکیدار وردی پولیس میاں
اللہ دتا صاحب سوداگر چرم شیخ محمد الدین صاحب سوداگر چرم
منشی نبی بخش صاحب سوداگر اللہ دتا صاحب

خوشاب ضلع شاہپور پنجاب

مولوی حبیب شاہ صاحب قریشی بلند خاں صاحب۔ سید
حیدر شاہ صاحب مولوی افضل الدین خاں صاحب مولوی غلام احمد
صاحب کبھکی مولوی فتح دین صاحب مولوی غلام احمد صاحب
بہادر خاں صاحب ذیلدار و رئیس سید عبدالمجید شاہ صاحب قریشی
حیاتی خاں صاحب امیر علی خاں صاحب میونسپل کمشنر پیر
رنگ شاہ صاحب قریشی۔ پیر غلام مرتضیٰ شاہ صاحب
قریشی۔ پیر جمال الدین صاحب قریشی مولوی دین محمد صاحب
قریشی سید راجہ شاہ صاحب۔ سید ستار شاہ صاحب۔
سید جلال شاہ صاحب سید عالم شاہ صاحب عبدالمجید۔

گوڑیانی ضلع رہتک

نذیر محمد خاں ہیڈ ماسٹر گوڑیانی۔ عبدالصمد خاں صاحب۔
دفعدار محمد اسماعیل خاں صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کڑیانوالہ
ضلع ایاز محمد خاں صاحب نائب مدرس کلانور ضلع گجرات
پنجاب۔ امیر خاں صاحب ممبر کمیٹی۔ عطا محمد خاں صاحب ذیلدار
ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ شاہ محمد خاں صاحب سوداگر محمد علی خاں صاحب
سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول بہادر گڑھ۔ سوار خاں صاحب دفعدار
سلوتری نمبر ۳ رسالہ پنجاب کریم بخش صاحب سوداگر اسپاں
قاضی سید محمود الحسن صاحب قادری۔ قاضی عزیز الحسن صاحب
سید برکت علی شاہ صاحب عنایت خاں صاحب جمعدار۔
محمد سعید خاں صاحب سوداگر اسپاں عبداللطیف خاں صاحب
سوداگر قاضی محمد یعقوب صاحب محمد یعقوب خاں صاحب سوداگر
عبدالمنان صاحب سوداگر عبدالصمد صاحب سوداگر خدا بخش صاحب
پنشن خوار ریاست گوالیار۔ الٰہی بخش صاحب سوار پنشن خوار۔
علاء الدین خاں صاحب سوداگر اسپاں ڈاکٹر محمد ظہیر الدین خاں صاحب
منظور احمد صاحب سوداگر اسپاں نیاز احمد صاحب سوداگر اسپاں
عطا محمد خاں صاحب ، ، نیاز محمد خاں صاحب ، ،
سردار خاں صاحب ، ، عبداللہ خاں صاحب ، ،
محمد حسن خاں صاحب ، ، عبدالرزاق خاں صاحب ، ،

جہلم

منشی محمد زیب خاں صاحب تحصیلدار جہلم مولوی برہان الدین صاحب
میاں عبداللہ خاں برادر تحصیلدار جہلم شیخ غلام محی الدین صاحب
عرضی نویس مولوی حافظ محمد قاری صاحب مولوی غلام علی
صاحب رہتاسی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست مولوی گلاب دین
صاحب مدرس رہتاس اللہ دتا صاحب نائب محافظ دفتر
سپرنٹنڈنٹ جھنگ محمد امین صاحب تاجر کتب مولوی خان
ملک شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی ساکن کھوتیاں۔
شیخ ابراہیم صاحب جہلم ۔

* * *

الہ آباد

شیخ عبدالغنی صاحب کپوزیٹر۔ سید رمضان علی صاحب ہیڈ کانسٹبل پولیس دفتر الہ آباد۔ سید جیون علی صاحب ۔ سید فرزند حسین صاحب ایضاً سید دلدار علی صاحب سب انسپکٹر سید احسان علی صاحب زمیندار محمد وند۔ سید اہتمام علی صاحب ہیڈ کانسٹبل پنشنر۔ شیخ امیر علی صاحب پنشنر عبدالغنی صاحب ہیڈ کانسٹبل پنشنر سید منصب علی صاحب ڈاکٹر محلہ کٹرہ شیخ نعمت اللہ صاحب ہیڈ کانسٹبل شیخ غلام محمد صاحب انسپکٹر پولیس محمد احمد خاں صاحب ہیڈ کانسٹبل پنشنر محمد عبدالرحمن خاں صاحب ایضاً سید نیاز علی صاحب بدایونی محلہ دوندی پور حال محرر ملک ریاست رام پور قاضی احسن علی صاحب قریشی اکبر آبادی پولیس الہ آباد حاجی نجف علی صاحب شیخ حرمت علی صاحب کرانی محلہ یاراں دری خدا بخش صاحب ولد خوش محمد صاحب تاجر جونپوری حال الہ آباد شیخ اکبر علی صاحب حسینی خاں صاحب محلہ کٹرہ سعد اللہ خاں ۔

انبالہ

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر نہر۔ میاں محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس ۔

کپورتھلہ

منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس میاں روشن دین صاحب ٹھیکیدار منشی اروڑا صاحب نقشہ نویس عدالت منشی عبدالرحمن صاحب اہلمد ریلی قاضی شیخ احمد صاحب منشی فیاض علی صاحب محرر پلٹن نمبر اول حسو خاں صاحب میاں حبیب الرحمن صاحب ملک دفعدار موضع حاجی پور میاں سردار خاں صاحب کورٹ دفعدار رسالہ امپیریل سروس مولوی محمد حسین صاحب کمیٹ دار مرغی جگوال میں حکیم سید مجتبیٰ علی صاحب اہلمد نظامت۔ بشیر احمد کانسٹبل ۔

قصور

شیخ امین الدین صاحب میونسپل کمشنر۔ مرزا فضل بیگ صاحب مختار حکیم فتح محمد صاحب ڈاکٹر بوڑا خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن مولوی فضل حق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ سکول میاں حسین خاں صاحب ٹھیکیدار سکول ۔

لدھیانہ

منشی رحیم بخش صاحب ممبر میونسپل کمیٹی لدھیانہ منشی عبدالحق صاحب لدھیانہ شیخ شہاب الدین صاحب لدھیانہ۔ منشی ابراہیم صاحب تاجر قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار لشکرم۔ شہزادہ عبدالمجید صاحب محلہ اقبال گنج مولوی نور محمد صاحب مالک شہ۔ تاج محمد صاحب کلارک میونسپل کمیٹی کرم الٰہی صاحب کانسٹبل مرزا حکیم رحمت اللہ صاحب تاجر کتب۔ سید عنایت علیشاہ صاحب محلہ صوفیاں ۔

پشاور

مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار۔ بابو الٰہ بخش صاحب جیلی کلارک محکمہ ملٹری ورکس چھاونی کوہ چراٹ علاقہ پشاور۔ شیخ عبدالرحیم صاحب محلہ کوٹلہ فیلبانان۔ احمد جان ولد محمد کمال صاحب محلہ نو ۔

بٹالہ

منشی عبدالعزیز صاحب عرف نبی بخش نمبردار و ممبر کمیٹی۔ بابو علی محمد صاحب مالک مطبع شعلہ نور میاں محمد امین صاحب میاں محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار کڑی ۔

پٹیالہ

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب سول سرجن چھاؤنی پٹیالہ۔ شیخ منشی محمد حسین صاحب مراد آبادی۔ شیخ عبیداللہ صاحب مولوی حافظ عظیم بخش صاحب مولوی محمد یوسف صاحب سنوری ۔

بلاد متفرقات

ڈاکٹر عبدالشکور صاحب سرسہ ضلع حصار۔ مولوی غلام امام صاحب

عزیز الواعظین منی پور ملک آسام۔ منشی زین الدین صاحب
محمد ابراہیم صاحب انجنیر ہیڈ پولکی کالی چوکی بمبئی۔ سید
تفضل حسین صاحب تحصیلدار شکوہ آباد ضلع مین پوری۔
منشی عبدالعزیز صاحب محرر دفتر نہر جمن غربی دہلی سیٹھ عبدالرحمن
صاحب حاجی اللہ رکھا صاحب تاجر ساجن کمپنی مدراس۔ سیٹھ
محمد صالح صاحب مدراس۔ سیٹھ علی محمد صاحب بنگلور مولوی
حسن علی صاحب ناظم اسلام بھاگلپور صوبہ بہار مولوی انوار حسین
خاں صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی شیخ مولوی حسین عرب
صاحب یمانی محدث بھوپال مولوی محمد بشیر صاحب بھوپال سابق
مہتمم مدارس ریاست مذکور ابوالحبیب محبوب احمد مدرس مدرسہ
ملتان بابو الٰہی بخش صاحب گڈس کلرک ریلوے سٹیشن پھلور منشی
محمد فضل حق صاحب مختار کار ساکن سراوہ ضلع میرٹھ۔
میاں عبدالواسع صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب ملتان
اندرون پاک دروازہ سید خصلت علیشاہ ڈپٹی انسپکٹر ڈنگہ
ضلع گجرات بابو غلام محی الدین صاحب گڈس کلرک پھلور۔
چوہدری رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر گورداسپور۔ مولوی سید
محمد عسکری خاں صاحب تحصیلدار کنڈہ ضلع الہ آباد مولوی میر
مردان علی صاحب منتظم صدر محاسب سرکار نظام حیدر آباد۔
مولوی سید ظہور علی صاحب وکیل حیدر آباد دکن شیخ یوسف
علی صاحب رئیس نشام ضلع حصار سارجنٹ درجہ اول انسپکٹری
ریاست جیند مرزا محمد امین بیگ صاحب رئیس بھالوجی۔
ریاست کھتیڑی علاقہ جیپور خلیفہ رشید الدین صاحب ڈاکٹر
چکروتہ مولوی جمال دین صاحب سیدوالہ ضلع منٹگمری مولوی عبداللہ
صاحب ٹھٹھا شیرکا ضلع ۔ حاجی سید عبدالہادی صاحب
سب اورسیر ضلع شملہ مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر۔
ضلع ملتان منشی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ۔ غلام جیلانی
صاحب مدرس گجڑولہ مولوی وزیر الدین صاحب مدرس مدرسہ
ریاست نادون مولوی حاکم شاہ صاحب ۔ امانت خان
صاحب عرضی نویس مولوی عبدالحکیم صاحب آصف موضع دارووالہ
علاقہ بمبئی مولوی محمد افضل صاحب کلہ ضلع گجرات پنجاب۔
مولوی محمد اکرم صاحب ۔ مولوی محمد شریف صاحب۔ مولوی

نظام الدین صاحب رنگ پور ضلع جھنگ حافظ نور احمد صاحب
سوداگر لدھیانہ مولوی سید لطف حسین صاحب تاجر دھلوی
پھاٹک حبش خاں محمد عبدالرحیم صاحب محرر پاٹر صدر انبالہ۔
فضل حسین صاحب قصبہ چھاؤ ضلع بجنور حافظ امام الدین صاحب
امام مسجد کپورتھلہ مستری جانی صاحب کپورتھلہ حافظ محمد علی صاحب
امام مسجد کپورتھلہ میاں محمد صاحب زیلدار بوٹ کپورتھلہ
مولوی صادق حسین صاحب اٹاوہ ۔

امرتسر

شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر اخبار فیروز۔ میاں عطاء اللہ
صاحب سوداگر پشم میاں قطب الدین صاحب سوداگر پشم مولوی
قاضی سید امیر حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ۔ مولوی
غلام محمد صاحب مختار عدالت و سپرنٹنڈنٹ مطبع رفاہ بازار۔
حافظ عبدالرحمن صاحب ملازم محکمہ مال دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر
میاں فیروز الدین صاحب سوداگر و پروپرائٹر اخبار فیروز۔ میاں
علی محمد صاحب مدرس ایم بی سکول مولوی نیاز علی خاں صاحب
سوداگر مالک مطبع وکیل پنجاب شیخ کرم الٰہی صاحب سارجنٹ
پولیس میاں اسداللہ صاحب سوداگر پشمینہ میاں غلام رسول صاحب
ٹھیکیدار مستری کریم بخش صاحب میاں خیر الدین صاحب ٹھیکیدار حکیم رحیم بخش صاحب میاں
نور الدین صاحب سوداگر پشمینہ مرزا غلام قادر صاحب ٹھیکیدار داروغہ فضل دین صاحب
میاں حبیب اللہ خاں صاحب میاں خیر الدین صاحب سوداگر
حافظ احمد صاحب سوداگر میاں محمد عبداللہ صاحب شال
مرچنٹ۔ میاں تہو شاہ صاحب گدی نشین لوپوکے تحصیل
اجنالہ ۔

ہوشیارپور و جالندھر

امیر المومنین صاحب سررشتہ دار محکمہ نہر منٹگمری باشندہ
ہوشیارپور احمد جان صاحب امین محکمہ نہر ساکن نند اچور
ضلع ہوشیارپور حکیم غلام رسول صاحب۔ شیخ رحمت علی
صاحب کتب فروش۔ شیخ مہر علی صاحب رئیس اعظم
ہوشیارپور شیخ جان محمد صاحب ممبر میونسپل کمیٹی شیخ محمد بخش

صاحب طالب علم گورنمنٹ کالج لاہور۔ مستری محمد صدیق صاحب
فیض محمد صاحب تار بابو ہوشیار پور۔ محمد حیات خاں صاحب
عرضی نویس حسین بخش صاحب ٹھیکیدار جالندھر۔ محی الدین
صاحب پوسٹل کلرک ہوشیار پور۔ حکیم غلام رسول صاحب
شیخ رحمت علی صاحب تاجر کتب۔ عبد العلی صاحب رئیس
جالندھر۔ شیخ محمد بخش صاحب عرضی نویس۔ سید محبوب
عالم صاحب سربراہ ذیلدار جالندھر۔ محمد وزیر علی صاحب رئیس
جالندھر۔ شیخ شادی صاحب سوداگر۔ فضل الدین صاحب
سوداگر۔ شیخ عمر بخش صاحب وقائع نگار۔ شیخ محمد بخش
صاحب سوداگر۔ برکت علی صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب
رحمت علی صاحب کلرک محکمہ ڈاک پیر بخش صاحب سوداگر
شمس الدین صاحب سوداگر چرم۔ امام الدین صاحب "
کرم الٰہی صاحب سوداگر۔ اللہ یار صاحب ایضاً۔ چراغ الدین
صاحب "۔ حاجی خلیل اللہ صاحب۔ خدا بخش صاحب
سوداگر۔ سید رستم علی صاحب۔ محمد علی صاحب نمبردار بستی
سید جناب علی صاحب۔ سید سندی شاہ صاحب حسنی
چشتی۔ منشی علی گوہر خاں صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر۔ عمر بخش
صاحب مختار عدالت۔ سید محمد صاحب منشی فاضل صاحب
مدرس نواب خاں صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب۔ محمد بخش
خاں صاحب مثل خواں۔ ولی احمد خاں صاحب نائب شرف۔
سید امیر الدین صاحب نقل نویس صدر۔ محمد عالم خاں صاحب
نائب شرف۔ محمد گوہر صاحب سابق شرف عدالت حال ...
حکیم ابراہیم صاحب بستی شاہ قلی۔ سید قاضی دوست محمد صاحب
آنریری مجسٹریٹ شہر جالندھر۔ نیاز محمد صاحب وکیل۔ منوا ...
بیگ صاحب سارجنٹ درجہ اول۔ محمد اکبر علی صاحب نمبردار
بستی۔ سید غلام حسین صاحب۔ ڈاکٹر سید احمد شاہ صاحب
مترجم کمشنری۔ مولوی رحمت علی صاحب۔ غلام حسین صاحب
سابق صوبہ دار میجر سردار بہادر آنریری مجسٹریٹ و سب جج ...
شہر جالندھر۔ حیدر خاں صاحب نمبردار افغاناں۔

مالیر کوٹلہ

نواب صاحب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔ مولوی مرزا
خدا بخش صاحب اتالیق نواب صاحب موصوف۔ نواب
خاں صاحب حکیم الٰہ بخش صاحب۔

بلاد متفرقات

منشی عبد المجید صاحب محرر دفتر ان گورداسپور۔ شہامت خاں صاحب
عرضی نویس نادون ضلع کانگڑہ۔ عبد الرحمٰن خاں صاحب
مختار عدالت۔ سلیمان علی صاحب ناظر کمشنری جالندھر
برکت علی خاں صاحب نائب تحصیلدار۔ برکت علی شاہ صاحب
عرضی نویس مولوی حکیم فضل محمد صاحب۔ محمد برکت علی صاحب
کلرک پبلک بک چھاؤنی جالندھر۔ شاہ دین صاحب عرضی نویس
محمد بخش صاحب اپیل نویس فتحگڑھ۔ غلام رسول صاحب نائب
مدرس سکول بجواڑہ۔ غیاث الدین صاحب طالب علم۔ ایف۔ اے
کلاس۔ رانا محمد بخش صاحب ذیلدار ...

سہارنپور وغیرہ

عبد الحمید صاحب سہارنپور۔ محمد خاں صاحب سامانہ
ریاست پٹیالہ۔ محمد یٰسین خاں صاحب لوہر ضلع سہارن پور
محمد عارف صاحب ساکن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر۔ احمد حسن
صاحب گنگوہ ضلع سہارنپور۔ محمد امیر خاں صاحب ہیڈ ماسٹر
ضلع سہارنپور۔ علی محمد صاحب سہارنپور۔ عبد اللطیف
خاں صاحب پٹواری۔ نعیم الدین صاحب تاجر کتب سہارنپور
محمد اسمٰعیل صاحب جلدگر ریاست مالیر کوٹلہ۔ عبد العزیز
صاحب سہارنپور۔ امیر حسن صاحب ساکن سہارن پور
غلام محمد خاں صاحب ساکن سہارن پور۔ محمد نعیم خاں صاحب
آنریری مجسٹریٹ و رئیس سہارنپور۔ احسان الحق صاحب
گنگوہ ضلع سہارنپور۔ محمد یوسف صاحب رئیس انصاری۔
رحمت اللہ خاں صاحب سہارنپوری۔ محمد حسین صاحب سوداگر
حاجی محمد عمر صاحب سوداگر سہارنپور۔ احمد بیگ صاحب " "
حافظ محمد حسین صاحب " ۔ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب " "
نور محمد احمد صاحب " " محمد ابراہیم صاحب رئیس
سہارنپور۔ فضل رحیم صاحب رئیس سہارنپور۔ مولوی قمر الدین

۱۵

صاحب مدرس عربی سہارنپور۔ محمد زکیا صاحب ساکن
سہارنپور۔ امام علی صاحب بلاس پور ضلع سہارنپور علاؤ الدین
صاحب سہارن پور۔ احمد جان صاحب سہارن پور۔
احمد حسین صاحب سہارنپور۔ محمد لیسین صاحب
سوداگر سہارن پور۔ زین الدین احمد صاحب سوداگر
سہارن پور۔ منشی رحیم بخش صاحب سہارن پور۔ محمد
ابراہیم صاحب سہارن پور۔ نبی بخش صاحب سہارن پور
حمید اللہ صاحب سہارنپور۔ محمد ابراہیم صاحب سوداگر
سہارنپور۔ وحید خاں صاحب امروہہ ضلع مراد آباد۔ حکیم اللہ
خانصاحب ضلع بلند شہر ظہور اللہ صاحب کھاتولی ضلع مظفر نگر
اللہ دیا صاحب تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نبی بخش صاحب
حسین بخش صاحب ۔ ۔ منظور محمد صاحب
۔ رحیم بخش صاحب ۔ ۔ محمد اسمٰعیل صاحب
رئیس سہارنپور۔ سید حیدر حسن صاحب سہارن پور۔
مناظر الدین سہارن پور۔ محمد صدیق صاحب سہارنپور۔
حافظ نور رمضان صاحب پانی پت ضلع کرنال محمد عمر الدین
عبد الرحمٰن صاحب سہارنپور۔ ذوالفقار خاں صاحب
سوداگر سہارن پور۔ محمد ابراہیم صاحب سہارنپور۔ سرفراز خاں
صاحب تھانہ دار پنشنر سہارنپور۔ عمر خانصاحب
۔ حافظ کریم بخش صاحب ۔ عبد الکریم صاحب
۔ عبد الحی و کریم بخش صاحبان ۔ علاؤ الدین صاحب
مدرس مدرسہ انجمن اسلام سہارن پور ساکن نور محل ضلع
جالندھر۔

ملتان و علاقہ ملتان

مرزا نیاز بیگ صاحب ساکن کلانور ضلع گورداسپور۔ الطاف
حسین صاحب اور سیر موال نہر سدہنی ملتان۔ عبد الغنی صاحب
سب اوور سیر ۔ میاں محمد صاحب ٹھیکیدار۔ محمود بخش
صاحب جیٹھ موال نہر سدہنے اسسٹنٹ سب اوور سیر۔
محب علی صاحب گرداور ملتان۔ امام بخش پنسال نویس عبد اللہ
صاحب گرداور نہر راجباہ بستار ضلع ملتان غلام صاحب چپراسی
موال نہر سدہنی۔ محمود بخش صاحب گرداور راجباہ بستار ضلع
ملتان۔ نبی بخش صاحب گرداور نہر ۔ برکت علی صاحب
گرداور نہر ۔ الٰہی بخش صاحب امیدوار ساکن
ملتان سابق محرر محکمہ انہار ملتان۔ اللہ داد صاحب گرداور
نہر ۔ محمد حسن خاں صاحب زمیندار۔ عجب خاں نمبردار
موضع بستار ضلع ملتان۔

اجنالہ ضلع امرتسر وغیرہ

برکت علیشاہ صاحب اجنالہ ضلع امرتسر۔ ڈاکٹر محمد لیسین
صاحب وٹرنری اسسٹنٹ جسروال ضلع امرتسر امام الدین
صاحب دوکان دار ۔ ۔ کرم الدین صاحب منصرم
ساکن فتحگڑھ ضلع لاہور۔ مولوی غلام صاحب مدرس اول
جسروال ضلع امرتسر شیخ نبی بخش صاحب دوکان دار
۔ ۔ بلند خاں صاحب رئیس نیپال ضلع امرتسر۔ حیدر
حسین صاحب تلون گوئے اجنالہ ضلع امرتسر۔ محمد
وارث صاحب محرر ۔ ۔ فضل الدین صاحب عرضی
نویس ۔ ۔ علی بخش صاحب نمبردار ملک پور ضلع امرتسر
کریم بخش صاحب نمبردار ۔ ۔ عبد الواحد صاحب پٹواری
۔ ۔ روڈے خاں صاحب جمعدار ملک پور۔
۔ پیر بخش صاحب لوہار ساکن لوہارکہ ضلع ۔
حسن محمد صاحب۔ شیخ دلاور صاحب زمیندار۔ نبی
بخش صاحب مدرس اجنالہ ضلع امرتسر۔ محسن علی
دوم مدرس اجنالہ ۔ متوطن قلعہ سوبہا سنگھ سیالکوٹ
غلام دستگیر صاحب نائب مدرس اجنالہ متوطن جسروال
شیخ رحیم بخش صاحب قطب شاہ صاحب ۔ غلام حسین
صاحب قاضی۔ ۔ قاضی غلام رسول صاحب جسروال
۔ کرم الدین صاحب پٹواری پنال ۔ خدا بخش صاحب
نائب تحصیلدار حصہ دار ڈھ پہلووال ضلع ۔ غلام رسول
صاحب امام مسجد ڈھ پہلووال ۔ عبد اللہ خان صاحب
پنشن خوار جسروال ۔ محمد ابراہیم صاحب لدھیاں ۔
شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر جسروال ۔ شیخ عمر بخش

صاحب حوالدار عیسیٰ پور ۔ خلیل خاں صاحب اعلےٰ نمبردار
عمر پور ۔ شاہ سوار صاحب مالک عمر پور ۔ ابراہیم خاں صاحب
حصہ دار عمر ۔ فتح خاں صاحب حصہ دار عمر پور ۔ فضل دین
صاحب موروثی عمر پور ۔ فیروز خاں صاحب حصہ دار
عمر پور ۔ دین محمد صاحب اجنالہ ۔ میاں میرا صاحب
ذیلدار کمال پور میاں بڈا صاحب حصہ دار و ساہوکار لسوکی
۔ نبی بخش صاحب راجپوت چماری ۔ اللہ داد خاں
صاحب ولد علی اکبر خاں صاحب نمبردار محلانوالہ قاضی
امام الدین صاحب لسوکے ۔ چوہدری امام الدین صاحب
علاقہ امرتسر غلام محمد صاحب نمبردار کمال پور ۔ محمد یار
علی نمبردار شہزادہ ۔ ۔ مقبول حسین صاحب ہیڈ ماسٹر
سکول راماس ۔ نفس حسین صاحب گرداور قانون
گوئے علاقہ چماری ضلع امرت سر ۔ قاضی اکبر علی صاحب
وثیقہ نویس تنبڑو کلاں ۔ گلو خاں صاحب نمبردار اعلےٰ
۔ ۔ ہاشم علی صاحب وثیقہ نویس ۔ حکیم مہر علی
صاحب ۔ ۔ صادق شاہ صاحب چمیاری ۔
محمد خاں صاحب نمبردار جبر دال ضلع امرتسر۔

بلاد متفرقات

فتح محمد صاحب بردار بلوچ ساکن لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں
سید بہادر علی شاہ صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ
عبداللہ خاں صاحب لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں
شمس الدین صاحب میونسپل کمیٹی کشمیر ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور
پیر بخش صاحب تار بابو وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ مولا داد
صاحب اسسٹنٹ و مینیجر سیالکوٹ ۔ غلام جیلانی صاحب
سوداگر سیالکوٹ ۔ محمد ابراہیم صاحب ۔ امرت سر
مولا بخش صاحب گماشتہ ۔ غلام رسول صاحب سوداگر
۔ اللہ بخش سابق ڈپٹی انسپکٹر لاہور ۔ ۔ شیخ
عبداللہ صاحب قریشی جزیرہ مکہ معظمہ ۔ محمد حافظ صاحب
ڈپٹی انسپکٹر کشمیر ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور رحیم بخش
صاحب نقشہ نویس لاہور محمد شریف صاحب ٹھیکہ دار
ہیلاں ضلع گجرات نور علی صاحب سوداگر پشاور ۔
کرم الٰہی صاحب سوداگر وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ ۔
شیخ عبد الغفار صاحب سوداگر کشمیر ۔ محمد خلیل صاحب
سوداگر ۔ ۔ سید غلام رسول صاحب واعظ گشت
دار جموں ۔ شہاب الدین صاحب منصرم کشمیر ارجن ضلع
راولپنڈی ۔ عبد العزیز صاحب سوداگر کشمیری غلام محمد
۔ ۔ عبد الرحیم صاحب سوداگر ۔ عبد العزیز صاحب
سابقہ منشی حوالات کشمیر ۔ سید حسن علی صاحب منصرم
بندوبست بٹالہ ضلع گورداسپور حاجی محمد دین صاحب
سابق وزیر اعظم راجہ جموں ۔ غلام جیلانی صاحب سوداگر
ماسٹر خدا بخش صاحب کشمیر ۔ حبیب اللہ صاحب
شال مرچنٹ کشمیر ۔ سید حبیب شاہ صاحب خلف
غلام محی الدین صاحب لدھیانہ ۔ فضل الٰہی صاحب
سب اوور سیر ۔ مولوی محمد حافظ اللہ صاحب کشمیری
بابو محمد دین صاحب دفتر ریذیڈنسی کشمیر بابو دل محمد
صاحب ایضاً ۔ مصطفیٰ شاہ صاحب خانقاہ
شاہ ہمدان رحمت اللہ علیہ میر صدر الدین صاحب
۔ میر بہار شاہ صاحب ۔ محمد حسین سراج صاحب
ایرانی ۔ محمد حسن سراج صاحب ایرانی ۔

نوٹ ۔ ان صاحبوں کے سوا اور بہت سے صاحب ہیں جنہوں نے نوٹس پر دستخط کئے ہیں ۔ اگر سب لکھے جاتے
تو چار ہزار سے زیادہ نوبت پہنچتی ۔ مگر طول سے اندیشہ کر کے اسی قدر پر کہ (۲۴۰) ہیں کفایت کی گئی ہے ۔ منہ

صفحہ ۶۵

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ امابعد اے غمخواران دین اسلام و محبان خیر الانام علیہ الف الف سلام میں اس وقت ایک نہایت ضروری التماس آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں

کہ اس التماس کے قبول کرنے کے لئے آپ لوگوں کے سینوں کو کھولے اور اس مقصد کے فوائد آپ لوگوں کے دلوں میں الہام کرے کیونکہ کوئی امر گو کیسا ہی عمدہ اور سراسر خیر اور مصلحت پر مبنی ہو مگر تب بھی اس کی بجا آوری کے لئے جب تک خدا تعالیٰ سے قوت نہ ملے ہرگز انسان ضعیف البنیان سے ہو نہیں سکتا اور وہ

التماس یہ ہے

کہ آپ صاحبوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ان دنوں میں دینی مباحثات و مناظرات کا اس قدر ایک طوفان برپا ہے کہ جہاں تک تاریخ وفا کر سکتی ہے اس کی کوئی نظیر پہلے زمانوں میں معلوم نہیں ہوتی۔ اور اس معاملہ میں اس قدر تالیفات بڑھ گئی ہیں کہ پادری صاحبان کی ایک رپورٹ میں میں نے پڑھا ہے کہ چند سال میں چھ کروڑ کتابیں اُن کی طرف سے شائع ہوئیں۔ ایسا ہی اہل اسلام کی طرف سے کروڑ تو نہیں مگر صدہا رسالوں تک تو نوبت پہنچی ہوگی اور آریہ صاحبوں کی کتابیں جو اسلام کے مقابل پر یا عیسائیوں کے مقابل لکھی گئیں اگرچہ تعداد میں تو کم ہیں مگر گالیاں دینے اور دل آزار کلمات لکھنے میں اول نمبر پر ہیں اور یہ بے تہذیبی اور بدزبانی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جو کسی قوم کے پیشوا کو گالی دینا اس کا اصول نہیں کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم اُن پیغمبروں پر

ایمان لائے ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر یک قوم میں کوئی نہ کوئی مصلح گذرا ہے اور ہمیں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ ہم پورے علم کے بغیر کسی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہ کریں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا ✱ سو یہ پاک عقاید ہمیں بیجا بد زبانیوں اور متعصبانہ نکتہ چینیوں سے محفوظ رکھتے ہیں مگر ہمارے مخالف چونکہ تقویٰ کی راہوں سے بالکل دور اور بے قید اور خلیع الرسن ہیں اور قرآن کریم جو سب سے پیچھے آیا اُن کو طبعاً بُرا معلوم ہوتا ہے لہذا وہ جلد فحش گوئی اور بدزبانی اور توہین کی طرف مایل ہو جاتے ہیں اور سچی باتوں کے مقابل پر افتراؤں سے کام لیتے ہیں چنانچہ اس تیس سال کے عرصہ میں ہمارے مخالفوں نے اس قدر فحش گالیاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتابوں میں دی ہیں اور اس قدر افترا اسلامی تعلیم پر کئے ہیں کہ میں یہ دعوی سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ تیرہ سو گذشتہ سالوں میں یعنی اسلام کے ابتدائی زمانہ سے آجتک اس کی نظیر نہیں پاؤ گے اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ ناجایز طریق ترقی پر ہے اس لئے ہر یک ایسے سچے مسلمان کا فرض ہے کہ جو درحقیقت اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے کہ ایسے موقعہ پر بے غیرتوں اور بے ایمانوں کے رنگ میں بیٹھا نہ رہے بلکہ جیسا کہ اپنی حفظ عزت کے لئے کوشش کرتا ہے اور جب عزت برباد ہونے کا کوئی موقعہ پیش آوے تو جہاں تک طاقت وفا کرتی اور بس چل سکتا ہے اپنی آبرو کے بچاؤ کے لئے کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑتا بلکہ ہزار ہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیتا ہے ایسا ہی شریف اور سچے مسلمانوں کے لئے بھی زیبا ہے کہ اُس پیارے رسول کی عزت کے لئے بھی جس کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں کوشش کریں اور ایمانی نمونہ دکھلانے سے نامراد نہ جائیں۔

شاید بعض صاحبوں کی یہ رائے ہو کہ کیا ضرور ہے کہ اسلام کی طرف سے مذہبی تالیفات ہوں اور کیوں اس طریق کو اختیار نہ کیا جائے کہ مخالفوں کی تحریرات کا جواب ہی نہ دیں۔ اس کے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ اول تو کوئی مذہب بغیر دعوت اور امر معروف اور نہی منکر کے قائم نہیں

✱ نوٹ یعنی جس بات کا تجھ کو قطعی علم نہیں دیا گیا۔ اس بات کا پیرو کار مت بن اور یاد رکھ کہ کان اور آنکھ اور دل جس قدر اعضا ہیں ان سب اعضا سے باز پرس ہوگی۔ منہ

(حاشیہ: ۶۶)

سلہ بنی اسرائیل: ۳۷

رہ سکتا۔ اور اگر ایسا ہونا فرض بھی کر لیں تو پھر اسلام جیسا کوئی مذہب مصیبت زدہ نہیں ہوگا کیونکہ جس حالت میں پادری صاحبان و آریہ صاحبان وغیرہ پورے زور و شور سے اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کو نابود کر دیں اور ہر یک رنگ سے کیا علم طبعی کے نام سے اور کیا علم طب اور تشریح کے بہانہ سے اور کیا علم ہیئت کے پردہ میں انواع اقسام کے دھوکے لوگوں کو دے رہے ہیں اور ٹھٹھے اور ہنسی اور تحقیر کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ پھر اگر ہمارے معزز بھائیوں کی طرف سے یہی **تدبیر ہے کہ چپ رہو اور سنتے جاؤ** تو یہ خاموشی مخالفوں کی **یکطرفہ ڈگری** کا موجب ہوگی اور نعوذ باللہ ہماری خاموشی ثابت کر دے گی کہ ہر یک الزام اُن کا سچا ہے اور اگر ہم الزامی جواب دیں چنانچہ کئی سال سے دیئے جاتے ہیں تو کوئی اُن کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور ہمارا وقت برباد جاتا ہے اور بار بار وہی باتیں اور وہی بہتان ہتک آمیز الفاظ کے ساتھ سُناتے ہیں جو لوگ حیا اور شرم کو چھوڑ دیں اُن کا مونہہ بجز قانون کے اور کون بند کرے۔ ۴۷

اور ہم اپنے بھائیوں کے صوابدید سے کل مناظرات اور مباحثات اور تحریر اور تقریر سے دست بردار ہو سکتے ہیں اور چپ رہ سکتے ہیں مگر کیا ہمارے معزز بھائی ذمہ وار ہو سکتے ہیں کہ مخالفانہ حملہ کرنے سے ہندوستان کے تمام پادریوں اور آریوں اور برہموؤں کو بھی چپ کرا دیں گے اور اگر نہیں کرا سکتے اور اُن کی گالیوں اور سب و شتم کی کوئی اور تدبیر اُن کے ہاتھ میں نہیں تو پھر یہ بات کیوں حرام ہے کہ ہم اپنی محسن گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد لیں اور آئندہ خطرات سے اپنی قوم اور نیز دوسری قوموں کو بھی بچا لیں جو ایسے بیقیدی کے مناظرات میں ضروری الوجود ہیں۔

سو بھائیو یہ تدبیر عمدہ نہیں ہے کہ ہر روز ہم گالیاں سُنیں اور روا رکھیں کہ ہندوؤں کے لڑکے بازاروں میں بیٹھ کر اور عیسائیوں کی جماعتیں ہر یک کوچہ گلی میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیاں نکالیں اور آئے دن پر توہین کتابیں شائع کریں۔ بلکہ **اس وقت ضروری تدبیر** یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے **سرکاری قانون** سے مدد لیں۔ اور اس درخواست کے موافق جو گورنمنٹ کی توجہ کے لئے علیحدہ لکھی گئی ہے اس مضمون کا گورنمنٹ عالیہ

سے قانون پاس کرادیں کہ آئندہ مناظرات و مجادلات میں بالغرض رفع فتنہ و فساد عام آزادی اور عقیدی کو محدود کردیا جاوے اور ہریک قوم کے لوگ اعتراض اور نکتہ چینی کے وقت ہمیشہ دو باتوں کے پابند رہیں۔

(۱) یہ کہ ہریک فریق جو کسی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض کرے تو صرف اُس صورت میں اعتراض کرنے کے وقت نیک نیت سمجھا جائے کہ جب اعتراض میں وہ باتیں نہ پائی جائیں جو خود اُس کے مسلم عقیدہ میں پائی جاتی ہیں یعنی ایسا اعتراض نہ ہو جو وہ اس کے عقیدہ پر بھی وارد ہوتا ہو اور وہ بھی اُس سے ایسا لازم ہو سکتا ہو جیسا کہ اس کا مخالف اور اگر کوئی اس قاعدہ سے تجاوز کرے اور وہ تجاوز ثابت ہو جاوے تو بغیر حاجت کسی دوسری تحقیقات کے یہ سمجھا جاوے کہ اُس نے محض بدنیتی سے ایک مذہبی امر میں اپنے مخالف کا دل دکھانے کے لئے یہ حرکت کی۔

(۲) یہ کہ ہریک معترض ایسے اعتراض کرنے کا ہرگز مجاز نہ ہو کہ جو ان کتب مشہورہ کے مخالف ہو۔ جن کو کسی فریق نے حصر کے طور پر اپنی مسلمہ کتابیں قرار دے کر اُن کی نسبت اشتہار شائع کرایا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا کرے تو قانوناً یہ قرار دیا جاوے کہ اُس نے ایک ایسا امر کیا جو نیک نیتی کے برخلاف ہے اور جو شخص ان دونوں تجاوزوں میں سے کوئی ایک تجاوز کرکے یا دونوں کرکے کسی قسم کی صریح ہجو یا اشارہ یا کنایہ سے کسی فریق کا دل دکھاوے تو وہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات کا مجرم قرار دے کر اس سزا کا مستوجب سمجھا جائے جو قانون کی حد تک ہے

یہ قانون ہے جس کا پاس کرانا ضروری ہے۔ سوائے بزرگو اور دین اسلام کے غمخوارو برائے خدا اس تحریر پر غور کرکے اُس درخواست کو اپنے دستخطوں سے مزین کرو جو اس قانون کے پاس کرنے کے لئے لکھی گئی ہے تا فساد انگیز جھگڑے کم ہو جائیں اور گورنمنٹ کو آرام ملے۔ اور ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہو اور ملک کے باشندوں کے کینے ترقی کرنے سے روکے جائیں بھائیو۔ اس قانون کے پاس ہونے میں بہت ہی برکتیں ہیں اور سچے دین کو اس سے بہت ہی مدد ملتی ہے اور مفسدوں اور افترا پردازوں کے منہ بند ہو جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے کسی منشاء کے

ص۶۸

مخالف یہ کارروائی نہیں بلکہ ہماری دانا گورنمنٹ خود ایسی باتوں کو ہمیشہ سوچتی ہے جس سے اِس ملک کے فتنے اور فساد کم ہوں اور لوگ ایکدل ہوکر گورنمنٹ کی خدمت میں مشغول رہیں اور نیز یہ وہ مبارک طریق ہے جن سے آئندہ بیجا حملہ کرنے والے لوگ رُک جائیں گے اور ہریک جاہل متعصب مناظرہ اور مجادلہ کے لئے جرأت نہیں کر سکے گا اور یہ امر تمام اُن لوگوں کے لئے مفید ہے جو یاوہ گوؤں کا کسی تدبیر سے منہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی صاحب نے ایسے **مبارک محضر** پر دستخط نہ کئے جس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مفتری لوگوں کے افتراؤں سے بچ جاتی ہے اور اسلام بہت سے کینہ اور سراسر دروغ حملوں سے امن میں آجاتا ہے تو اس کا اسلام نہایت بودا اور تاریکی میں پڑا ہوا ثابت ہوگا اور ہم عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ جیسا کہ اس موقع پر ہم دینی غمخواروں کا باعزت نام مخلصانہ دعائے خیر کے ساتھ نہایت شوق سے شایع کریں گے تا اُن کی مردی اور سعادت عامہ خلایق پر ظاہر ہو **ایسا ہی ہم ایک پر درد تقریر** کے ساتھ ان بخیل اور پست فطرت لوگوں کے نام بھی اپنے رسالہ میں شایع کروں گے جنہوں نے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء فخر الاصفیاء کی حمایت عزت کے لئے کچھ بھی غمخواری اور حمیت ظاہر نہ کی۔ بھائیو کیا یہ مناسب ہے کہ آپ لوگ تو عزت کی کرسیوں پر بیٹھیں اور بڑے بڑے القاب پائیں اور ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہریک طرف سے گالیاں دی جائیں اور تحریر اور تقریر میں سراسر افترا سے نہایت بیعزتی اور توہین کی جائے اور آپ لوگ ایک ادنیٰ تدبیر کرنے سے بھی دریغ کریں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ شریف اور نجیب لوگ ہرگز دریغ نہیں کریں گے اور جو خبیث النفس دریغ کرے گا وہ مسلمان ہی نہیں۔

مبادا دلِ آن فرومایہ شاد ✤ کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

راقم خاکسار خادم دین مصطفےٰ غلام احمد قادیانی

۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

[illegible] گورنمنٹ [illegible] کے بھیجی جائے گی

درخواست

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو اُن ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بے قیدی ان میں طوفان کی طرح نمودار ہو گئی ہے دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمایا جاوے اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر اُن خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں جن کا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے **پہلی شرط** یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایک دوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جس کا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مانتے ہوں تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہو۔ **دوسری شرط** یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمادی جائے جو ان کتابوں کی بناء پر نہ ہو جن کو کسی فریق نے اپنے مسلم اور مقبول کتابیں ٹھہرا کر اُن کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کے ساتھ شایع کرادی ہو اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جن پر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بناء پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں ان کی تفصیل ذیل ہیں۔

صـ۲

اوّل یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے
اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں اور
ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا دریا بہہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور
اُس **مقدس کتاب** کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت اُن کو ملی نہایت غیرتمند ہیں لہذا جو کچھ دوسری
قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگارنگ کی پُرخیانت تحریر یا تقریر سے اُن کے نبی اور اُن کی آسمانی
کتاب کی توہین سے اُن کے دل دُکھاتے ہیں یہ ایک ایسا زخم اُن کے دلوں پر ہے کہ شاید اُن کیلئے اس
تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف نہ ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر
مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے
اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں تو اہل اسلام
اسکے مقابل پر اس کے پیغمبر اور مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہو تو ہر ایک مسلمان
اُس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اس کا فریق مخالف وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی
نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی
ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اس لئے کہ گذشتہ نبیوں کی نسبت خاص کر اگر وہ اسرائیلی
ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کرسکتا بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی
آخرالزمان کی نبوت پر۔ تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جب بہت
دُکھ اُٹھاتا ہے تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے
پر موقوف ہے جس کا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے **بہت مشکل** امر ہے لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام
رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جس
قدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک
قانون میں موجود نہیں۔ اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسا معیار اپنے ساتھ نہیں
رکھتی جس سے صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جائے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے

صـ۳

بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہنچ گئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کھلنے کے لئے بطور موید ہوں اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کے لئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونو شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اُس کی الہامی کتابوں کی رو سے ہو سکتا ہے یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو اُن کتابوں میں نہیں پایا جاتا جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مُسلّمہ مقبولہ کتابیں قرار دے کر اُن کے بارے میں اپنے مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلا شبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بادہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یادہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائے گا ۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے ایک شخص سچی بات کو سُن کر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لے کر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہنچاوے سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری پیدا ہو جائے گی ۔

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر یک نیک کام میں اول درجہ پر ہے تو کیوں اس قدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اُس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بے قیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو

تو اُس کو نابود کر دیوے اور اس نا اتفاقی کی جڑ مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے گورنمنٹ اپنی رعایا کے لئے بطور معلم کے ہے۔ پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جن کی دلی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بے جا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں پس اس صورت میں ان کا حق بھی ہے کہ اُن کی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے۔ پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں۔ جس کا صرف مسلمانوں کو فایدہ پہنچتا ہے اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہریک قوم اس فایدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے ہیں اور بدنیت لوگوں کا مُنہہ بند ہوتا ہے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں ہریک قوم پر اس کا برابر اثر ہے۔ آخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالٰے ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کے ساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ہریک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے۔ آمین۔

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جن کے نام علیحدہ نقشوں

میں درج ہیں۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

باعث تالیف آریہ دھرم و ست بچن

یہ بات ہر یک کو معلوم ہے کہ ہم برسوں تک آریوں کے مقابل پر بالکل خاموش رہے قریباً چوداں برس کا عرصہ ہوگیا کہ جب ہم نے پنڈت دیانند اور اندرمن اور کنہیا لال کی سخت بدزبانی کو دیکھ کر اور ان کی گندی کتابوں کو پڑھ کر کچھ ذکر ہندوؤں کے ویدکا براہین احمدیہ میں کیا تھا مگر ہم نے اس کتاب میں بجز واقعی امر کے جو ویدوں کی تعلیم سے معلوم ہوتا تھا ایک ذرا زیادتی نہ کی لیکن دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں اور اندرمن نے اپنی کتابوں میں اور کنہیا لال نے اپنی تالیفات میں جس قدر بدزبانی اور اسلام کی توہین کی ہے اس کا اندازہ ان لوگوں کو خوب معلوم ہے جنہوں نے یہ کتابیں پڑھی ہونگی خاص کر دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں وہ گالیاں دیں اور سخت زبانی کی جن کا مرتکب صرف ایسا آدمی ہو سکتا ہے جس کو نہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو نہ عقل ہو نہ شرم ہو نہ فکر ہو نہ سوچ ہو غرض ہم نے ان سفلہ مخالفوں کے افتراؤں کے بعد صرف چند ورق براہین میں آریوں کے خیالات کے بارہ میں لکھے اور بعد ازاں ہم باوجودیکہ لیکھرام وغیرہ نے اپنی ناپاک طبیعت سے بہت سا گند ظاہر کیا اور بہت سی توہین مذہب کی بالکل خاموش رہے ہاں سرمہ چشم آریہ اور شحنہ حق جن کی تالیف کو نو برس گذر گئے آریوں کی ہی تحریک اور سوالات کے جواب میں لکھے گئے چنانچہ سرمہ چشم آریہ کا اصل موجب منشی مرلیدھر آریہ تھے جنہوں نے بمقام ہوشیارپور کمال اصرار سے مباحثہ کی درخواست کی اور سرمہ چشم آریہ درحقیقت اس سوال جواب کا مجموعہ ہے جو مابین اس عاجز اور منشی مرلیدھر کے مارچ ۱۸۸۶ء میں ہوا۔ پھر ان کتابوں کی تالیف کے بعد آجتک ہم خاموش رہے اور چوداں برس سے آجتک یا اگر ہوشیارپور کے مباحثہ سے حساب کرو تو نو برس سے آجتک ہم بالکل چپ رہے اور اس عرصہ میں طرح طرح کے گندے رسالے آریوں کی طرف سے نکلے اور گالیوں سے بھری ہوئی کتابیں اور اخبار یں انہوں نے شائع کیں مگر ہم نے بجز اعراض اور خاموشی کے اور کچھ بھی کارروائی نہیں کی پھر جب آریوں کا غلو حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اُن کی بے ادبیاں انتہا تک پہنچ گئیں تو اب رسالہ آریہ دھرم لکھا گیا ہمارے بعض اندھے مولوی جو ہر یک بات میں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں اور آریوں اور عیسائیوں کو بالکل معذور سمجھ کر ہر یک سخت زبانی ہماری طرف منسوب کرتے ہیں ان کو کیا کہیں اور ان کی نسبت کیا لکھیں تو بخل اور حسد کی زہر سے مرگئے اور ہمارے بغض سے اللہ اور رسول کے بھی دشمن ہوگئے۔ اے سیہ دل لوگو تمہیں صریح جھوٹ بولنا اور دن کو رات کہنا کس نے سکھایا گویہ سچ ہے کہ ہم نے **براہین** میں ویدوں کا کچھ ذکر کیا مگر اس وقت ذکر کیا کہ جب دیانند ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ستیارتھ پرکاش میں صدہا گالیاں دے چکا اور اسلام کی سخت توہین

کرچکا اور ہندو بچے ہر یک گلی کوچہ میں اسلام کے منہ پر تھوکنے لگے پس کیا اس وقت واجب نہ تھا کہ ہم بھی کچھ دیدوں
کی حقیقت کھولیں اور آیۃ کریمہ **والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون**[1] پر عمل کرکے
اپنے مولیٰ کو راضی کریں اور پھر اس وقت سے آجتک ہم خاموش رہے لیکن آریوں کی طرف سے اس قدر گندی
کتابیں اور گندی اخباریں توہین اسلام کے بارے میں اس وقت تک شایع ہوئیں کہ اگر اُن کو جمع کریں تو ایک انبار
لگتا ہے یہ کیسا خبث باطن ہے کہ مسلمان کہلا کر پھر ظلم کے طور پر ان لوگوں کو ہی حق بجانب سمجھتے ہیں جو سالہا سال
سے ناحق شرارت اور افترا کے طور پر اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔ اے مولویت کے نام کو داغ لگانے والو!!!
ذرا سوچو کہ قرآن میں کیا حکم ہے کیا یہ روا ہے کہ ہم اسلام کی توہین کو چپکے سُنتے جائیں۔ کیا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالی جائیں اور ہم خاموش رہیں ہم نے برسوں تک خاموش رہ کر بھی دیکھا ہم دکھ دیئے
گئے اور صبر کرتے رہے مگر پھر بھی ہمارے بدگمان **دشمن باز نہ آئے** اگر تمہیں شک ہے اگر تمہارا یہ خیال
ہے کہ ہم نے ہی عیسائیوں اور آریوں کو توہین مذہب کے لئے برانگیختہ کیا ہے ورنہ یہ بیچارے نہایت
سلیم المزاج اور اسلام کی نسبت خاموش تھے بے ادبی اور توہین نہیں کرتے تھے اور نہ گالیاں نکالتے تھے تو
آؤ ایک جلسہ کرو پھر اگر یہ ثابت ہو کہ زیادتی ہماری طرف سے ہے اور ابتدا سے ہم ہی محرک ہوئے اور ہم
نے ہی ان لوگوں کے بزرگوں کو ابتدائً گالیاں دیں تو ہم ہر ایک سزا کے سزاوار ہیں لیکن اگر اسلام کے دشمنوں کا
ہی ظلم ثابت ہو تو ایسے خبیث طبع مولویوں کو کسی قدر سزا دینا ضروری ہے جو ہماری عداوت کیلئے اسلام
کو درندوں کے آگے پھینکتے ہیں ہر یک امر کی حقیقت تحقیقات کے بعد کھلتی ہے اگر سچے ہیں تو ایک جلسہ
کریں پھر اگر ہم کاذب نکلیں تو بیشک ہندوؤں اور عیسائیوں کی تائید میں ہماری کتابیں جلا دیں اور ہرگز
ایسا جلسہ نہیں کریں گے کیونکہ ان لعنتی لوگوں کے اب دل مجذوم ہو گئے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ محض افترا کے طور پر بخل کی تقاضا
سے اُن کے مُنہ سے یہ باتیں نکل رہی ہیں لیکن باوا نانک صاحب کے بارہ میں جو ہم نے رسالہ ست بچن لکھا ہے اس میں
ہم نے باوا صاحب کی نسبت کوئی توہین کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ رسالہ اُن کی تعریف اور توصیف سے بھرا
ہوا ہے اور ہم ایسے نیک نفس اور قابل تعریف انسان
کی مذمت کرنا سراسر خبث اور ناپاکی کا طریق جانتے ہیں اور ہماری
رائے اُن کی نسبت یہی ہے کہ وہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا تھے اور
ان لوگوں میں سے تھے جن پر خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔
والسلام علی من اتبع الھدیٰ

الراقم خاکسار
غلام احمد

[1] الشوریٰ : ۴۰